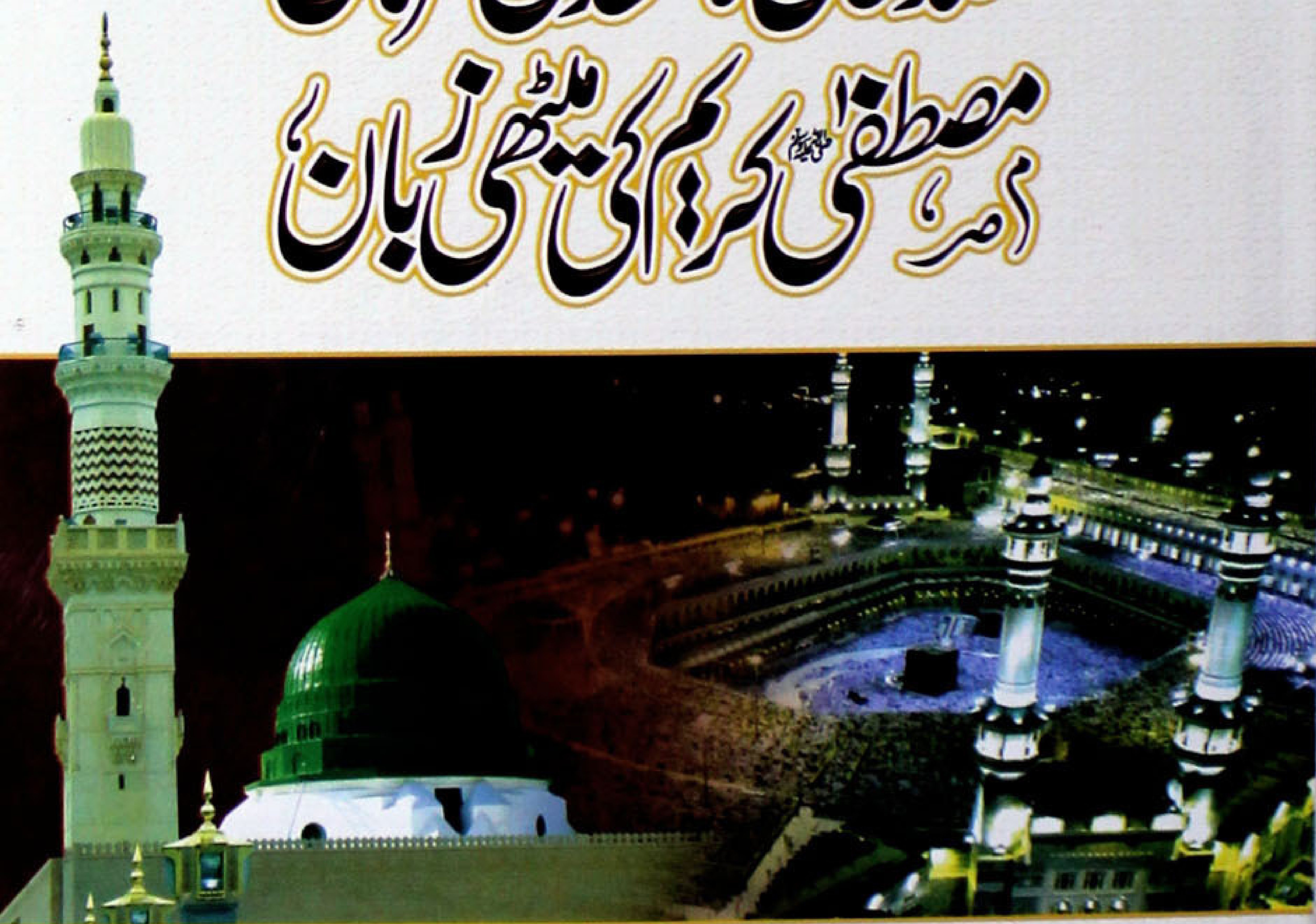
اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے بے حد محبت کا اظہار
احادیثِ قدسیہ کی روشنی میں مدلل تحریر

اللہ تعالیٰ ﷻ کا مقدس فرمان
مصطفیٰ کریم ﷺ کی میٹھی زبان



تصنیف:
حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

نام کتاب .... مصطفیٰ کریم ﷺ کی میٹھی زبان

مصنف .... مولانا عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری

صفحات ۵۳۶

کمپوزنگ .... کاشف عباس

تاریخ اشاعت .... مارچ ۲۰۱۳ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت .... -/350 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور



شرفِ انتساب

فقیر اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو مرحومین دادا اور دادی کی طرف منسوب کرتا ہے کہ جن کی کڑھن سوچ اور ہدایت (Instruction) علمِ دین حاصل کرنے کی تھی۔

اللہ تعالیٰ میرے دادا اور دادی و تمام امت مسلمہ کی مغفرت فرما کر قیامت کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت و جنت الفردوس میں حضور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مولانا عبد المصطفیٰ

محمد مجاہد العطاری القادری عفی عنہ

شاہ جمال آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف

کتاب کا آغاز

20 اپریل 2012ء بمطابق 27 جمادی الاول 1432ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت تقریباً 7:6 پر کیا۔



فہرست

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
شرف انتساب	۳	دوسرا جواب	۳۵
حمد باری تعالیٰ	۱۵	تیسرا جواب	۳۵
نعت شریف	۱۶	چوتھا جواب	۳۵
سبب تالیف	۱۷	دعا قبول ہونے کی شرائط	۳۷
میری یہ کتاب	۱۸	حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بعثت	۴۱
اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان	۱۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ فرمانا	۴۵
مصطفیٰ کریم ﷺ کی میٹھی زبان	۱۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے بتوں کو توڑنا	۴۵
درود شریف کی فضیلت	۲۰	حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا	۵۱
اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت	۲۱	حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا	۲۳
اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمانا	۲۱	حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا	۵۶
خلیفہ کا معنی	۲۲	حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	
کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کے بارے مشورہ کیا تھا	۲۳		
حضرت نوح علیہ السلام کا مبعوث ہونا	۲۵		
بت پرستی کی ابتداء کیسے ہوئی	۲۸		
بعض گناہوں کی معافی کی بشارت کی توجیہ	۳۴		

عنوانات	صفحہ
مبعوث ہونا	۵۹
حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	
مبعوث ہونا	۶۶
حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	
اہل نینوی کی طرف مبعوث ہونا	۶۷
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث	
ہونا	۷۰
سلطان اور سلطان مبین کا باہمی فرق	۷۲
حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث	
ہونا	۷۸
حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	
مبعوث ہونا	۸۳
حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	
مبعوث ہونا	۸۵
لوگوں کا بعل کی پرستش کو چھوڑنا	۸۹
حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	
مبعوث ہونا	۹۲
ہدہد کا بلقیس کو مکتوب پہنچانا	۹۸
حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو	
ایمان لانے کا حکم دیا تھا یا اپنی بادشاہت	
تسلیم کرنے کا	۱۰۱
حضرت صالح علیہ السلام کا مبعوث ہونا	۱۰۲
حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث	
ہونا	۱۰۷
آخر الزماں فخرِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم	
کی بعثت	۱۰۷
پتھروں کا رسالت کی تصدیق	۱۲۲
پہاڑوں اور درختوں کا رسالت کی تصدیق	
کرنا	۱۲۳
جانوروں کا رسالت کی تصدیق کرنا	۱۲۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ..	۱۳۴
حدیث قدسی	۱۴۲
حدیث قدسی کی تعریف ومعنی	۱۴۲
حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۱۴۲
سید شریف الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ...	۱۴۳
ان دو تعریفوں کے اندر فرق کی وجہ	۱۴۴
اہم شبہ اور اس کا ازالہ	۱۴۴
اس آیت اور حدیث میں کیا ثابت کریں	
گے	۱۴۵
علماء کرام کا اس شبہ کے جوابات دینا	۱۴۵
قاضی محمد شریف الدین فاروقی کا اس شبہ	
کا جواب دینا	۱۴۵
ڈاکٹر عزالدین ابراہیم کا قول	۱۴۷
قرآن مجید اور احادیث قدسیہ میں فرق	۱۴۸
حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا	
قول مبارک	۱۴۸

عنوانات	صفحہ
حدیث قدسی کی اقسام	۱۵۰
احادیث قدسیہ کے موضوعات	۱۵۳
توحید و شرک	۱۵۳
شانِ رحمت و مغفرت	۱۶۰
(۱) قیامت کے دن ننانوے دفتر کھلنا	۱۶۰
(۲) جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں	۱۶۲
(۳) میں نے اپنے بندوں کو بخش دیا' بخش دیا' بخش دیا	۱۶۳
(۴) جنت میں داخل ہو جا	۱۶۵
(۵) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے	۱۶۶
مکارم اخلاق	۱۶۷
(۱) اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کرنے والا	۱۶۷
(۲) قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا	۱۶۷
اعمال کا ثواب اور نیکیوں کی جزاء	۱۷۰
(۱) کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں گا	۱۷۰
(۲) روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں	۱۷۱
(۳) کیا میں نے تمہارے اجر و ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے	۱۷۲
(۴) میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں	۱۷۴
ذکر اللہ اور کلمہ توحید کی فضیلت	۱۷۶
(۱) تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی	۱۷۶
(۲) تحقیق میں نے ان کی مغفرت فرمادی اور ان کو وہ کچھ دیا جن کی وہ طلب کر رہے تھے	۱۸۲
(۳) میرے بندے نے جیسے یہ کہا ہے تم اسے ویسے ہی لکھ لو	۱۸۷
(۴) میرے بندے نے سچ کہا میرے علاوہ کوئی معبود نہیں	۱۸۸
(۵) اللہ تعالیٰ کے نام کے سامنے کوئی چیز وزنی ہو ہی نہیں سکتی	۱۹۱
(۶) جہنم کی آگ سے ہر اس کو نکال دو جس نے کسی دن بھی مجھے یاد کیا ہو	۱۹۴
(۷) میرے اس بندے کو دیکھو مجھ سے ڈر کر	۱۹۵
اذان دیتا اور نماز قائم کرتا ہے	۱۹۵
(۸) میں نے اس مہینے کے شروع اور آخر کے درمیان بندے کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں	۱۹۵



عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
(۹) ہر وہ مال جو میں نے کسی بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے	۱۹۶	(۱) کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس کے گناہ معاف کر دوں	۲۱۰
(۱۰) تو میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا میں تیرے دل کو غنا سے بھر دوں گا	۱۹۹	(۲) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے	۲۱۱
عقیدہ وایمان	۲۰۱		
(۱) دن اور رات کا چلانا میرے دست قدرت میں ہے	۲۰۱	(۳) اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع فرما کر دریافت کیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا	۲۱۲
(۲) انسان زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں	۲۰۲	(۴) کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے	۲۱۳
(۳) میں نے نہ کسی کو جنا ہے نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں	۲۰۲	(۵) جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا	۲۱۶
(۴) انسان نے مجھے گالی دی حالانکہ اسے یہ مناسب نہ تھا	۲۰۳	(۶) یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں؟	۲۱۶
(۵) میرے بندوں میں سے کچھ لوگ تو مجھ پر ایمان لانے والے بنے اور کچھ انکار کرنے والے	۲۰۵	(۷) میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضا نازل کرتا ہوں	۲۱۸
		(۸) آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کر رہا ہوں	۲۲۰
(۶) میرے بندوں میں سے کچھ بندے میرے ساتھ کفر کرنے والے اور کچھ مجھ پر ایمان لانے والے ہو گئے	۲۰۶	(۹) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا، بخش دیا	۲۲۲
(۷) یہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا	۲۰۸	(۱۰) ہر شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو	۲۲۴
(۸) میں شرک سے بے نیاز ہوں	۲۰۸	(۱۱) اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی	۲۲۴
رحمت ومغفرت	۲۱۰		



عنوانات	صفحہ

(۱۲) یہ سب تو تیرے لئے ہیں اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے ۲۲۷

(۱۳) قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا ۲۳۴

(۱۴) جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو ۲۳۵

(۱۵) میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا ۲۳۵

(۱۶) اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ۲۳۷

(۱۷) ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں ۲۳۷

(۱۸) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو؟ ۲۴۰

(۱۹) جا تجھے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے ۲۴۲

(۲۰) میری عزت وجلال کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا ۲۴۴

(۲۱) قیامت کے دن ننانوے رحمتیں ۲۴۴

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ۲۴۴

(۱) میں بادشاہ ہوں جبر کرنے والے اور ظلم کرنے والے کہاں ہیں ۲۴۷

(۲) میں اس کا اہل ہوں مجھ سے ڈرا جائے ۲۴۸

(۳) کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے ۲۴۹

(۴) میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں ۲۴۹

(۵) آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا ۲۵۰

(۶) اللہ تعالیٰ نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے ۲۵۱

(۷) اس کے ہاتھ میں ترازو ہے کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے ۲۵۱

(۸) جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے ۲۵۲

اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے عداوت رکھنے والوں کی سزا اور اولیاء کا مقام ۲۵۶

(۱) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں ۲۵۷

(۲) اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو ۲۵۸

(۳) ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور ناکام نہیں ہوتا ۲۵۹

عنوانات — صفحہ

(۴) جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا ۲۶۴
اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل ۲۶۶
(۱) تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا ۲۶۶
(۲) اللہ تعالیٰ کا دست قدرت لبریز ہے دن اور رات میں خرچ کرتا ہے ۲۶۷
(۳) اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کرتا رہ میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا ۲۶۸
(۴) بے شک اللہ تعالیٰ کا دست راست خوب بھرا ہوا ہے ۲۶۹
(۴) جسے چاہتا ہے سر بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے جھکا دیتا ہے ۲۶۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فضائل ۲۷۲
(۱) میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو ۲۷۲
(۲) یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں عطا فرماتا ہوں ۲۷۴
(۳) آپ کی امت کے لئے یہ دیا کہ میں اس کو عالمگیر قحط میں ہلاک نہ کروں گا ۲۷۶
(۴) اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخیوں کو چھانٹ کر الگ کر دو ۲۷۷
مصائب پر صبر کا اجر ۲۸۱
(۱) میں ان دونوں کے بدلے اسے جنت دوں گا ۲۸۳
(۲) میرے ہاں اس کی جزا بس جنت ہی ہے ۲۸۳
(۳) میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ ۲۸۳
(۴) یہ بخار میری آگ ہے ۲۸۵
(۵) تم بھی جاؤ اور تمہارے والدین بھی .. ۲۸۵
(۶) میرے بندے کی میرے پاس جنت کے سوا کوئی جزا نہیں ہے ۲۸۷
(۷) پڑھتا جا اور چڑھتا جا ۲۸۷
(۸) تیرے بیٹے کی تیرے لئے استغفار کی وجہ سے ۲۸۸
(۹) اگر میں نے اس کو وفات دی تو اسے جنت میں داخل کر دوں گا ۲۸۹
اعمال صالحہ کی وجہ سے اجر و ثواب کا انبار .. ۲۹۰
(۱) جب میرا بندہ کوئی برائی کرنا چاہے تو اسے اس وقت نہ لکھو ۲۹۱
(۲) جو ایک نیکی لائے گا تو اس نیکی سے دس گنا اجر پائے گا ۲۹۱
(۳) اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے ۲۹۲
(۴) جب وہ اس کو کر گزرے تو ایک نیکی لکھ دو ۲۹۳



عنوانات	صفحہ
(۵) جب وہ برائی کا ارادہ کرے اور اسے نہ کرے تو میں اسے نہیں لکھتا	۲۹۴
(۶) اس کی نگرانی کرتے رہو اگر یہ گناہ کرلے تو وہی گناہ لکھ لینا	۲۹۵
(۷) اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو ایک ہی گناہ لکھتا ہے	۲۹۶
(۸) جو شخص مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں	۲۹۷
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندوں کا قیامت کے دن حاضر ہونا	۲۹۹
(۱) میں نے دنیا میں ان گناہوں کا پردہ رکھا	۳۰۰
(۲) کیا میں نے تمہاری طرف رسول نہیں بھیجے تھے	۳۰۲
(۳) کیا انہوں نے تمہیں پہنچادیا تھا	۳۰۴
(۴) کیا میں نے تجھے کان، آنکھ اور مال و اولاد نہ دی تھی	۳۰۶
(۵) تمہاری گواہی کون دیتا ہے	۳۰۷
(۶) میں نے تجھے عطا کیا اور خوب دیا	۳۱۰
(۷) آج تیرا نفس ہی شاہد بننے کے لئے کافی ہے	۳۱۱
اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا	۳۱۵
(۱) میں اپنے بندے کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان کرتا ہے	۳۱۵
(۲) اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں	۳۱۶
(۳) اگر وہ کسی مجمع میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر میں اسے یاد کرتا ہوں	۳۱۷
(۴) اگر وہ میری جانب چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب بھاگ کر آتا ہوں	۳۱۸
روزوں کے فضائل	۳۲۰
(۱) روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا	۳۲۰
(۲) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں	۳۲۱
(۳) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ	۳۲۲
(۴) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے	۳۲۳
(۵) ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات گنا تک ہے	۳۲۵
(۶) روزہ ڈھال ہے	۳۲۵
(۷) ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب بڑھتا رہتا ہے	۳۲۶
(۸) ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے مگر	



عنوانات	صفحہ

روزہ میرے لئے ہے ۳۲۷
نوافل کے فضائل ۳۲۹
(۱) دیکھو کیا تمہیں اس کے پاس کوئی نوافل بھی نظر آتے ہیں؟ ۳۳۰
(۲) میں تیری کفایت دن کے آخر تک کروں گا ۳۳۰
(۳) اے آدم کے بیٹے! تو دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعات پڑھ لیا کر ۳۳۱
(۴) دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نیکی نفلی بھی ہے ۳۳۱
(۵) میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں ۳۳۳
(۶) آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں ۳۳۴
(۷) درجات حاصل کرنے کا ذریعہ نوافل ہیں ۳۳۶
(۸) میں اپنے رب عزوجل کے سامنے ہوں اور وہ نہایت شاندار صورت میں ہے ۳۴۰
(۹) کیا میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں ۳۴۵
اللہ تعالیٰ سے خوف گناہوں سے مغفرت کا ذریعہ ۳۴۶
(۱) تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا ۳۴۶
(۲) جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا ۳۴۸
(۳) تو نے جو کچھ لیا وہ واپس دے ۳۴۹
(۴) اس کام پر تجھے کس نے ابھارا ۳۵۰
(۵) جب میں مرجاؤں تو میرے لئے بہت سی لکڑیاں اکٹھی کرنا ۳۵۲
(۶) تمہارے پاس جو کچھ ہے حاضر کرو ۳۵۳
(۷) جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا ۳۵۵
(۸) میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا ۳۵۶
شرک اور برائیوں سے نہ بچنے پر وعیدیں ۳۶۰
(۱) میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں ۳۶۰
(۲) میں شریکوں میں غنی ترین ہوں ۳۶۱
(۳) کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے ہیں ۳۶۱
(۴) ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا جو سمجھدار اور بردبار کو حیران کر دے گا ۳۶۲
شکم مادر میں بندے کی پرورش ۳۶۴
(۱) فرشتوں کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے ۳۶۴
(۲) اے میرے رب یہ بدبخت ہے یا نیک بخت؟ ۳۶۶
(۳) اللہ تعالیٰ اس کو تام یا غیر تام بنا دیتا ہے ۳۶۷

عنوانات	صفحہ
(۴) تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے اعمال کرتا ہے	۳۶۹
(۵) کیا آپ کو اس پر تعجب ہے؟	۳۷۰
قیامت کے دن موت کا ذبح کیا جانا اور رائی کے برابر ایمان رکھنے والے کو نکالنا	۳۷۴
(۱) وہ موت ہے جو ہم پر مقرر کی گئی تھی	۳۷۴
(۲) جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے	۳۷۶
(۳) موت کو پل صراط پر ذبح کیا جائے گا	۳۷۷
(۴) جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو اس کو جہنم سے نکال دو	۳۷۹
اللہ تعالیٰ کو جنتیوں کا دیکھنا	۳۸۱
(۱) میں ابھی تمہیں اس سے افضل چیز عطا فرمانے لگا ہوں	۳۸۱
(۲) جنتیوں کے لئے حجاب دور کیا جائے گا	۳۸۳
(۳) اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف دیکھے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے	۳۸۴
(۴) میری وسعت مغفرت ہی نے تو تمہیں اس مرتبہ تک پہنچایا ہے	۳۸۵
(۵) کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ترازو کو بھاری نہیں کیا	۳۹۰
(۶) تمہارا پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتا	۳۹۲
اعمال صالحہ درجات کی بلندی و اعمال سیئہ بربادی کا خطرناک ذریعہ	۳۹۴
(۱) تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا	۳۹۴
(۲) میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں	۳۹۵
(۳) میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں	۳۹۶
(۴) تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی	۳۹۶
(۵) دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں	۳۹۸
(۶) کیا تو نے نیکی کی ہے	۳۹۹
(۷) تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا؟	۴۰۰
(۸) اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے	۴۰۱
(۹) میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا	۴۰۲
(۱۰) تیرے لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں	۴۰۴
(۱۱) ان دو پیاری چیزوں کے عوض جنت	

عنوانات	صفحہ

دیتا ہوں ۴۰۵

(۱۲) افطار میں جلدی کرنے والے محبوب ہیں ۴۰۶

(۱۳) جیسا میرے بندے نے پڑھا اس کو ویسا ہی لکھ دو ۴۰۶

(۱۴) خیانت کرنے والوں سے جدا ہو جاتا ہوں ۴۰۸

(۱۵) جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا ۴۰۸

(۱۶) کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں کی تھی؟ ۴۱۰

نماز کے فضائل ۴۱۶

(۱) جو شخص ان کو اوقات پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا ۴۱۷

(۲) مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں . ۴۱۷

(۳) یہ پانچ نمازیں ہیں مگر ثواب پچاس کا ملے گا ۴۲۰

(۴) اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں ۴۲۲

(۴) میں نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں ۴۲۸

(۵) میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ مجھ سے سوال کرے گا ۴۴۵

(۶) میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں ۴۴۸

(۷) میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے ۴۵۸

(۸) میرے بندے نے میری تعریف کی ۴۶۲

(۹) میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے.... ۴۶۵

(۱۰) تم نے میرے بندے کو کس حالت میں چھوڑا؟ ۴۶۸

(۱۱) فرشتے باری باری تمہارے درمیان آتے ہیں ۴۶۹

(۱۲) میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ۴۷۰

گناہوں کا انجام آخرت کی بربادی ۴۷۴

(۱) میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا ۴۷۴

(۲) میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی میں نے اس پر بہشت حرام کر دی ۴۷۵

(۳) کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ سے ملنے والا ہے ۴۷۶



عنوانات	صفحہ
(۵) ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں	۴۷۷
(۵) یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا	۴۷۸
شفاعت	۴۸۴
(۱) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی	۴۸۵
(۲) میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا	۴۹۴
اللہ تعالیٰ کے ید، وجہ، استواء وغیرہم کے معنی	۵۰۱
حدیث قدسی	۵۰۱
(۱) تاویل	۵۰۴
تاویل کا لغوی معنی	۵۰۵
لسان العرب میں تاویل کا معنی	۵۰۷
تاج العروس میں تاویل کا معنی	۵۰۹
تاویل میں علماء کی رائے	۵۱۱
تاویل کرنا درست ہے	۵۱۱
تاویل کے جواز پر قرآن سے دلیل	۵۱۱
تاویل کے جواز پر حدیث سے دلیل	۵۱۲
آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین علیہم الرحمہ سے تاویل کا جواز	۵۱۳
امام بخاری علیہ الرحمہ کا تاویل کرنا	۵۲۱
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تاویل کرنا	۵۲۳
امام ترمذی کا تاویل کرنا	۵۲۶
تشبیہ	۵۲۶
تفویض	۵۲۸
سلف کے قول امرارا اللفظ علی ظاہرہ کی توضیح	۵۳۴
آخری التجاء	۵۳۶
از قلم	۵۳۶

حمد باری تعالیٰ

تو نے بنائی دنیا ساری یااللہ یااللہ
تو نے سجائی دنیا ساری یااللہ یااللہ

ہر اک پتا ہر اک بوٹا تو نے بنایا
تو نے ان میں خوشبو ڈالی یااللہ یااللہ

ہر اک چڑیا ہر اک پرندہ گیت گاتا تیری
تو نے ان میں قوت عطا کی یااللہ یااللہ

ہراک انسان کو پیدا کیا تو نے
تو نے ان میں مختلف شکل بنائی یااللہ یااللہ

ہر اک نعمت مجاہد کو عطا کر
تیری نعمت کا ہوے بھکاری اللہ یااللہ



نعت شریف

مانگنے والے مانگ ان سے جتنی تجھے ضرورت ہوتی ہے
جھولیاں بھر دیں گے اتنی جتنی تجھے ضرورت ہوتی ہے

جب بھی کوئی سائل میرے سرکار کے قدموں میں آتا ہے
بگڑیاں بنا دیتے ہیں اس کی جتنی اسے ضرورت ہوتی ہے

آپ کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا
مرادیں پوری ہوتی ہیں اس کی جتنی اسے ضرورت ہوتی ہے

امیدیں رکھ کر جو مانگتے ہیں درِ دولت سے بھکاری بن کر
ہوتی ہیں نعمتیں حاصل جتنی اسے ضرورت ہوتی ہے

آپ کی عنایت کسی چیز کی کمی نہیں مجاہدؔ
مانگ لے بھیک ان سے آج جتنی ضرورت ہوتی ہے



سبب تالیف

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی زبان میں مٹھاس ہوتی ہے۔ جب وہ کلام کرتے ہیں تو ان کا کلام روح کو تسکین اور قلب پر اثر کرتا ہے۔ پھر جب سامنے والا اس کے کلام کو سنتا ہے تو اس سے ایک قلبی لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور کلام کرنے والا خوش ہو کر اس پر مزید اپنی نوازشات واصلاح (Improvements) کا طریقہ بڑھاتا ہے تاکہ دنیا وآخرت میں ان کی بہتری وکامرانی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرامین میں ایک ایسی مٹھاس کہ جب بندۂ مؤمن اس کو سنتا یا پڑھتا ہے تو روح کو تسکین اور قلب باغ باغ ہو جاتا ہے اور جب اس فرمان پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو کر مزید اپنی عنایات کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کو ایمان کی ایک ایسی لذت عطا فرماتا ہے جس کا ذائقہ جسم وجان میں ایسا رچ بس جاتا ہے کہ مرتے دم تک دنیا کو ویران تو چھوڑ سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کبھی نہیں کر سکتا۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں غوطہ زن رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان جہاں بھی سنتا ہے تو ایسا دیوانہ وار فدا ہوتا ہے کہ جیسے پروانہ شمع پر فدا ہو کر اپنی جسم وجان قربان کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرامین میں سے ایک فرمان حدیث قدسی کی صورت میں بھی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کا اظہار فرماتا ہے اور بندۂ مؤمن ان فرامین کو سن کر ایسا اشک بار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا رحیم وکریم ہے ہم سے اتنی محبت فرماتا ہے۔ ہم گناہ کرتے ہیں پھر بھی ہم پر اپنے انعامات کی بارش تھما تھم برساتا ہے۔

لہٰذا اسی درد وفکر کو لے کر احادیث قدسیہ کو جمع کیا تاکہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت واضح

ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرامین پر دل و جان سے عمل کر کے دنیاو آخرت کو سنوار کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

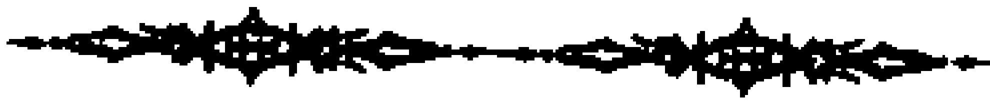
میری یہ کتاب

(1) ان اشکبار آنکھوں کے نام جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف میں روتی رہتی ہیں۔

(2) ان قلوب کے نام کہ جن کے اندر ہر وقت محبت الٰہیہ موجزن رہتی ہے۔

(3) ان مقدس افکار کے نام کہ جن کا جینا مرنا ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو۔

(4) ان مقدس ارواح کے نام کہ جن کو تسکین بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے حاصل ہوتی ہے۔



اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان
مصطفیٰ کریم ﷺ کی میٹھی زبان

الحمد لله الذی اظهر من نسخة حقائقه الذاتية الكمالية نقوش العوالم والاعلام ،واخرج من الجمع الذاتی انواع الحروف والكلمات والكلام،انزل من مقام الجمع والتنزيه قرآنا عربيا من غير ذی عوج ،وجعله معجزة باقية علی وجه كل زمان ساطعة البراهين والحجج .

والصلوة والسلام علی من هو فاتح باب الحضرة فی العلم والعين واليقين ،سيدنا محمد(صلی الله عليه وسلم)الذی كان نبيا وآدم بين الماء والطين ،وعلی آله واصحابه المتخلقين بخلق القرآن، ومن تبعهم باحسان الی آخر الزمان .

الصلوة والسلام عليك يارسول الله صلی الله عليه وسلم
وعلی آلك واصحابك ياحبيب الله صلی الله عليه وسلم
الصلوة والسلام عليك يانبی الله صلی الله عليه وسلم
وعلی آلك واصحابك يانور الله صلی الله عليه وسلم



درود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حضور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے
مجھ پر جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (درود پڑھنے والا) فارغ ہو جائے۔

میں نے عرض کیا:
کیا موت کے بعد بھی؟
فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ: باب ذکر وفاتہ ودفنہ رقم: 1637 ص: 263 بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
"یہ نہیں کہ درود پہنچانے والا فرشتہ سارے درودوں کا تھیلا ایک دم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچائے بلکہ اگر کوئی سو بار درود شریف پڑھے تو یہ فرشتہ سو بار اس کے اور گنبد خضری کے درمیان چکر لگائے گا اور ہر درود الگ الگ پیش کرے گا"۔ (مراۃ المناجیح ج: 2 ص: 318 قادری پبلشرز لاہور)

سبحان اللہ
درود شریف پڑھنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں جو کوئی امتی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے فرشتہ اس کے ہر بار درود شریف پڑھنے کو الگ الگ پیش کرتا ہے اور بعض احادیث مبارکہ میں مغفرت اور قیامت کے دن شفاعت کی بشارت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت

اللہ تعالیٰ اپنے بندو سے بے حد محبت فرماتا ہے۔ جب زمین کو پیدا کیا تو خلیفہ بنا کر بھیجا دیا تا کہ میرے بندے زمین پر میری بندگی کریں۔ اور میرے رب ہونے کا اقرار کریں۔ جب اپنے بندوں کو فساد کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمادیا تا کہ ان کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیں اور اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے کا یقین دلائیں کہ قیامت کے دن ان کی مغفرت فرما کر جنت جیسا دائمی مقام عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے بندوں کو برائی سے بچانے اور نیکی کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجا جو کہ قرآن مجید کی آیات کریمہ سے صراحتاً ثابت ہے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کی آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا محبت فرماتا ہے کہ ہر مختلف دور میں مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو راہ راست پر لائیں۔ پھر اس کے بعد احادیث قدسیہ کو ذکر کروں گا جن کے اندر ایک عجیب لطف اور آنکھوں کو اشک بار کرنے والے مناظر ومقام سامنے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمانا

حضرت آدم علیہ السلام وہ مقدس نبی (علیہ السلام) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے زمین پر مبعوث فرمایا تا کہ میری تسبیح وتہلیل کریں جیسا کہ قرآن مجید میں آیت کریمہ سے صراحتاً ثابت ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ

هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ○ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ (البقرہ: ۳۰ تا ۳۳)

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ فرمایا: اے آدم! بتا دے انہیں سب اشیاء کے نام جب آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیئے فرمایا میں نہیں کہا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

ان آیات کریمہ میں یہ بتایا ہے کہ انسان کے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ان کو کائنات کی تمام اشیاء کے اسماء کا علم عطا فرمایا۔

خلیفہ کا معنیٰ

خلیفہ نائب یا قائم مقام کو کہتے ہیں۔

جب اصل شخص خود کارِ حکومت انجام نہ دے سکے تو اس کا خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے۔

کرتے ہیں یا اصل شخص فوت ہو جائے تو اس کی جگہ خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں جانے یا فوت ہونے سے پاک ہے تو پھر اس کو خلیفہ کی کیا ضرورت تھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خلیفہ کی ضرورت نہ تھی بلکہ بندوں کو ضرورت تھی کیونکہ انسان اپنی مادی کثافت اور عدم قرب کے حجابات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کرسکتا تھا اور اس سے احکام وصول نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور انسانوں کے درمیان ایک خلیفہ بنایا اور اس کا نام نبی اور رسول رکھا اور انبیاء علیہم السلام کو ایسی صلاحیت اور استعداد عطا فرمائی کہ وہ فرشتوں کے واسطے سے یا بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے احکام حاصل کرسکیں۔ کسی انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی طرف فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور مقربین سے اللہ تعالیٰ خود بھی کلام فرماتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے میقات میں کلام فرمایا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج کلام فرمایا۔

خلیفہ کا ایک معنی یہ ہے

جو اللہ کا نائب ہو اور اس کا خلیفہ ہو اور اللہ سے احکام حاصل کرکے بندوں تک پہنچائے یہ معنی نبی اور رسول کے مترادف ہے۔

خلیفہ کا دوسرا معنی یہ ہے کہ

جو نبی اور رسول کا نائب اور اس کا خلیفہ ہو اور نبی کی بیان کی ہوئی شریعت کو لوگوں پر نافذ کرے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کے بارے مشورہ کیا تھا

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے جو فرمایا تھا

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

یہ فرشتوں سے مشورہ نہیں تھا کیونکہ مشورہ کا معنی ہے کسی شخص کا دوسرے شخص کی طرف رجوع کرکے ایک رائے کو حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ اپنے کام میں کسی کی رائے



حاصل کرنے سے پاک اور بری ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی تخلیق کی پیشگی خبر دی تھی تا کہ فرشتے اس خبر پر اپنی رائے کا اظہار کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی رائے کے متعلق اپنا حکم اور اپنی حکمتوں کو بیان فرمائے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کا خلیفہ بنا کر بھیجا تا کہ میری بندگی کریں۔

قرآن مجید میں ہے: آیت نمبر 2

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ (آل عمران:33)

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے۔

اصطفیٰ صفو سے بنا ہے

بمعنی چھانٹنا، چننا۔ چھنے ہوئے پانی کو اس لئے صفا کہا جاتا ہے کہ وہ میل وغیرہ سے چھانٹ لیا گیا۔ یہاں دیگر انسانوں سے افضل فرمانا مراد ہے۔ شریعت میں اصطفیٰ خاص قرب کا نام ہے جو خلت و محبت سے عام تر ہے ہر نبی برگزیدہ ہیں مگر سب کا لقب مصطفیٰ یا حبیب اللہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے چناؤ دو قسم کے ہوتے ہیں

(1) اصطفیٰ عام جو نبی کا نبوت کے لئے چناؤ ہوا کہ انہیں بے عیب پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات و خصوصی علم انہیں بخشے۔ گندا برتن دودھ کے قابل نہیں گندا دل نبوت کے قابل نہیں۔

(2) دوسرا اصطفاء خاص مراد ہے۔

خاص جو گروہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض کو بعض خصوصی صفات بخشے گئے۔ کوئی کلیم اللہ بنائے گئے، کوئی روح اللہ۔ یہاں اصطفیٰ خاص مراد ہے۔ اس لئے

صرف چار انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہوا۔ حضرت آدم علیہم السلام کا برگزیدہ ہونا اس طرح ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ انہیں نسل انسان کا مورث اعلیٰ بنایا۔ وسیع علم عطا فرمایا۔ فرشتوں کا مسجود بنایا۔ جنت الفردوس میں ٹھہرایا وغیرہ۔ چونکہ سب سے پہلے پیغمبر آپ ہی ہیں اس لئے سب سے پہلے آپ علیہ السلام کا ذکر ہی ہوا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی برگزیدگی کے یہ معنی کہ آپ علیہ السلام کے بعد پہلے وہ نبی ہیں جنھوں نے کفار کو تبلیغ کی۔ سب سے پہلے آپ علیہ السلام کی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ آپ علیہ السلام کا لقب آدم اصغر اور والد دوم ہے کیونکہ سارے انسان آپ کی نسل سے ہیں کہ سوا آپ پر ایمان لانے والوں کے سب لوگ غرق کر دیئے گئے تھے مگر نسل صرف آپ علیہ السلام کی ہوئی۔ باقی مومنین کی نسل نہ چل سکی۔ پھر فرمایا "وال ابراہیم" یہ نوحا پر معطوف ہے اور اصطفیٰ کا مفعول ہے چونکہ حضرت ابراہیم و عمران علیہما السلام کی اولاد مقدس ہستیاں بے شمار ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالانبیاء یعنی پیغمبروں کا باپ کہا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں آل فرمایا گیا۔

اس تمام بحث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان برگزیدہ ہستیوں کو اپنی بندگی اور اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو صراط مستقیم دکھائیں اور وہ میری معرفت حاصل کر کے آخرت کا اجر پائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مبعوث ہونا

جب انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور وہ بتوں کی پوجا کرنے اور فتنہ پرست ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس قبیح فعل سے بچانے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو تبلیغ کریں اور ان کو میری معرفت اور آخرت کی فکر دیں۔ حضرت نوح علیہ السلام جب اپنی قوم پر مبعوث ہوئے تو وہ بتوں کی پوجا اور قبیح افعال کرتے تھے اس لئے آپ علیہ السلام نے ان کو برے افعال سے بچانے

کے لئے تبلیغ جیسا اہم فریضہ سرانجام دیا تا کہ ان کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا یقین دلاؤں اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرمائے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمادے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مبعوث ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

آیت نمبر 1:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الاعراف:59تا63)

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ اس کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العلمین کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ اور کیا تمہیں اس کا تعجب ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور

امام ابن جریر وغیرہ نے کہا ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ایک سو چھبیس سال بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے اور اہل کتاب کی تاریخ میں مذکور ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک سو چھیالیس سال کا عرصہ ہے۔

امام ابن حبان نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیانکرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟

فرمایا:

ہاں! وہ ایسے نبی تھے جن سے کلام کیا گیا

پوچھا

حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان کتنا عرصہ ہے

فرمایا

دس قرن (صدیاں)

(صحیح ابن حبان: ج:14 رقم الحدیث:6190)

اس حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان ایک ہزار سال ہیں۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ اپنی سند کے ساتھ عکرمہ سے رویت کرتے ہیں حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن ہیں اور وہ سب اسلام پر تھے۔ (الطبقات الکبریٰ ج:1 ص:42 مطبوعہ دار احیاء بیروت)

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت مبعوث کیا جب بتوں کی عبادت اور شیطانوں کی اطاعت شروع ہو چکی تھی اور لوگ کفر اور گمراہی میں مبتلا ہو چکے تھے حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں جن کو بندوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

بت پرستی کی ابتداء کیسے ہوئی

امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن قتیس سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان کچھ نیک لوگ تھے اور ان کے پیروکار ان کی اقتداء کرتے تھے۔ جب وہ لوگ فوت ہو گئے تو ان کے پیروکاروں نے کہا! اگر ہم ان کی تصویریں بنالیں تو اس سے ہماری عبادت میں زیادہ ذوق اور شوق ہو گا۔ سو انہوں نے ان نیک لوگوں کی تصویریں بنالیں۔

جب وہ فوت ہو گئے داران کی دوسری نسل آئی تو ابلیس نے ان کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ ان کے خیال آباء ان تصویروں کی عبادت کرتے تھے اور اسی سبب سے ان پر بارش ہوتی تھی۔ سو انہوں نے ان تصویروں کی عبادت کرنی شروع کر دی اور امام ابن ابی حاتم نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا کہ ''ود' یغوث' یعوق' سواع اور نسر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور ود ان میں سب سے نیک تھے۔

(جامع البیان ج:29 ص:122 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابن ابی حاتم سے روایت کیا ہے کہ

وہ ایک نیک نامی شخص تھا اور وہ اپنی قوم میں محبوب تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی قوم کے لوگ بابل کی سرزمین میں اس کی قبر کے گرد بیٹھ کر روتے رہے۔ جب ابلیس نے ان کی آہ و بکا دیکھی تو وہ ایک انسان کی صورت میں متمثل ہو کر آیا اور کہنے لگا میں نے تمہارے کو دیکھا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے لیے ود کی ایک تصویر بنا دوں۔ تم اپنی مجالس میں اس تصویر کو دیکھ کر اسے یاد کیا کرو۔ انہوں نے اس سے اتفاق کیا اس نے ود کی تصویر بنا دی جس کو وہ اپنی مجلسوں میں رکھ کر اس کا ذکر کیا کرتے تھے جب ابلیس نے یہ منظر دیکھا تو کہا میں تم میں سے ہر ایک کے گھر میں ود کا ایک مجسمہ (بت) بنا کر رکھ دوں تا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں ود کا ذکر کیا کرے انہوں نے اس کو مان لیا پھر ہر جگہ میں ود کا ایک بت بنا کر رکھ دیا پھر ان کی اولاد بھی یہی کچھ کرنے لگی پھر اس کے بعد

جو نسلیں آئیں وہ یہ بھول گئی کہ ود ایک انسان تھا وہ اس کو خدا مان کر اس کی عبادت کرنے لگیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس بت کی پرستش شروع کر دی سو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس بت کی سب سے پہلے پرستش شروع کی گئی وہ ود نام کا بت تھا۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم ج:10 ص:3376 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

غرض یہ کہ جب زمین میں بت پرستی عام ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس قبیح فعل سے بچانے کے لئے اپنے رسول حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیتے تھے اور ان کو غیر اللہ کی عبادت سے منع کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے کہ میرے بندے میری نافرمانی ہرگز نہ کریں۔ یہ نہ ہو کہ میں ان کو عذاب دوں اور انہیں جہنم میں داخل کروں بلکہ ان کی طرف انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا تا کہ میری عبادت کریں اور میری نافرمانی نہ کریں اور میں ان کو انعامات سے مالا مال کروں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًاؕ (العنکبوت:14)

اور بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان میں ساڑھے نو سو سال رہے۔

سدی نے کہا

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار چار سو سال تھی۔

امام ابن جوزی نے کہا



آپ علیہ السلام کی عمر شریف ایک ہزار تین سو سال تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ علیہ السلام کی عمر شریف ایک ہزار سات سو سال تھی۔ (کیونکہ بعثت کے بعد ساڑھے نو سو سال تک انہوں نے تبلیغ کی تھی پھر طوفان آیا اس کے بعد بھی وہ ایک عرصہ تک زندہ رہے) حضرت نوح علیہ السلام موصل کی مشرقی جانب فوت ہوئے تھے یہ وہی جگہ ہے جہاں ان کی کشتی جودی پہاڑ کے پاس ٹھہری تھی۔

امام ابن اسحاق نے فرمایا:

وہ ہند میں فوت ہوئے تھے۔

عبدالرحمان بن ساباط نے فرمایا

حضرت ھود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت نوح علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں زمزم، رکن اور مقام کے درمیان ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ علیہ السلام باب میں فوت ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ علیہ السلام بعلبک (شام کا ایک شہر) کی کرک نام کی ایک بستی میں فوت ہوئے اور اب بھی وہاں پر ان کی قبر معروف ہے اس کو کرک نوح کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ

امام ابن جریر اور امام ازرقی نے روایت کیا ہے کہ ان کی قبر مسجد حرام میں ہے اور یہ قول دوسرے متاخرین کے اقوال کی بہ نسبت زیادہ قوی اور زیادہ ثابت ہے۔

(عمدۃ القاری ج:15 ص:299 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اہل کتاب کا قول یہ ہے کہ

جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تھے اس وقت آپ علیہ

السلام کی عمر چھ سو سال تھی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

وہ اس کے بعد تین سو پچاس سال زندہ رہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ قرآن مجید میں یہ تصریح ہے کہ وہ بعثت کے بعد اپنی قوم میں نو سو پچاس سال تک زندہ رہے پھر اس کے بعد ان ظالموں پر طوفان آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ طوفان آنے کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

چوراسی سال کی عمر میں ان کی بعثت ہوئی اور طوفان کے بعد وہ ساڑھے تین سو سال رہے اس حساب سے آپ علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سات سو اسی سال ہے۔

(البدایہ والنھایہ ج:1 ص:120-100 ملخصا مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے ساڑھے نو سو سال رکھا اور حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کرتے رہے اور نافرمانی پر دردناک عذاب کی وعید سناتے رہے۔

آیت نمبر 3

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(نوح: 1 تا 4)

بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو عذاب سے ڈرائیں اس سے پہلے کہ ان کی طرف دردناک عذاب آئے۔ کہا۔ اے



میری قوم! میں تمہیں عذاب سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو وہ تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں ایک معین مدت تک مہلت دے گا۔ بیشک جب اللہ کی معین کردہ مدت آجائے گی تو اس کو مؤخر نہیں کیا جائے گا کاش تم جانتے۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے جن کو تمام روئے زمین والوں کی طرف بھیجا گیا۔ (الجامع لاحکام القرآن ج:18 ص:273)

علامہ قرطبی مالکی نے سورۂ نوح کی تفسیر کا آغاز مذکور الصدر حدیث سے کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو تمام روئے زمین والوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔

اس حدیث کو علامہ سیوطی نے ابن عساکر کے حوالے سے ذکر کیا ہے مگر اس میں صرف اتنا ہے کہ سب سے پہلے جس نبی کو بھیجا گیا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ (الجامع الصغیر رقم الحدیث:2845)

نیز علامہ قرطبی کا یہ فرمانا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو تمام روئے زمین والوں کی طرف بھیجا گیا تھا اس آیت کے خلاف ہے کیونکہ اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا تھا اور جس نبی کو تمام روئے زمین والوں کی طرف بھیجا گیا وہ صرف ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ آیات کریمہ سے صراحتاً ثابت ہیں۔

ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے مقدس بندے پر فرقان کو نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کیلئے عذاب سے ڈرانے والے ہو جائیں۔ (الفرقان:1)

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔(سبا:28)

اس آیت میں فرمایا ہے

اس سے پہلے کہ ان کی طرف دردناک عذاب آئے۔

مقاتل نے کہا

اس سے مراد ہے۔اس سے پہلے کہ ان کو طوفان سے غرق کر دیا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ

آپ ان کو مطلقاً آخرت کے عذاب سے ڈرایئے۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے اور ان کو آخرت کے عذاب سے ڈراتے تھے لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔وہ آپ علیہ السلام کو اس قدر زدوکوب کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام بے ہوش ہو جاتے تھے۔

آیت نمبر 2 فرمایا

''اے میری قوم! میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں''

یعنی میں تمہارے سامنے تمہاری زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا ہوں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔

آیت نمبر 3 میں فرمایا گیا:

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا معنی یہ ہے کہ

اس کے تمام احکام پر عمل کرو۔خواہ وہ واجبات ہوں یا مستحبات ہوں اور خواہ ان عبادات کا تعلق ظاہری اعضاء سے ہو یا دل کے کاموں سے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا معنی یہ ہے کہ

ان تمام کاموں کو ترک کر دو جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام یا مکروہ قرار دیا ہے۔

اور فرمایا:

میری اطاعت کرو

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی معرفت صرف نبی علیہ السلام کے بتانے اور اس کی رہنمائی سے ہو سکتی ہے۔ عام انسان کو کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے کس کام کا حکم دیا ہے اور کس سے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کس کام سے راضی ہوتا ہے اور کس کام سے ناراض ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت نبی کی اطاعت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی عبادت اور اس سے ڈرنے کا حکم دینے کے بعد یہ فرمایا کہ میری اطاعت کرو۔

آیت نمبر 4 میں فرمایا گیا

وہ تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں ایک معین مدت تک مہلت دے گا۔ بے شک اللہ کی معین کردہ مدت آجائے گی تو اس کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔ کاش تم جانتے۔

بعض گناہوں کی معافی کی بشارت کی توجیہ

اللہ تعالیٰ نے ان کو تین کاموں کا مکلف کیا

(1) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو

(2) اس سے ڈرو

(3) اور حضرت نوح علیہ السلام کی اطاعت کرو۔

اور اس پر عمل کرنے کے بعد ان سے دو انعاموں کا وعدہ فرمایا۔

(1) اللہ تعالیٰ ان کے بعض گناہوں کو معاف فرما دے گا یعنی ان کو آخرت میں عذاب نہیں ہوگا۔

(2) ان سے دنیا کے عذاب اور مصائب کو بھی بہ قدر امکان دور فرمادے گا اور ان کی موت کو بہ قدر امکان مؤخر کردے گا۔

اس آیت میں من ذنوبکم فرمایا ہے

یعنی تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرمادے گا یعنی ان کے تمام گناہ معاف نہیں فرمائے گا۔

اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کے گناہ تو صرف ایمان لانے سے ہی معاف ہوجاتے ہیں پھر قابل معافی جو گناہ بچے وہ ایمان لانے کے بعد کے ہی گناہ ہیں اور وہ کل گناہوں کا بعض ہی ہیں۔

دوسرا جواب

یہ ہے کہ ان بعض گناہوں سے وہ گناہ مراد ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے کیونکہ جن گناہوں کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہے وہ گناہ اس وقت معاف ہوں گے جب اصحاب حقوق ان کو معاف کردیں گے۔

تیسرا جواب

یہ ہے کہ ان بعض گناہوں سے وہ گناہ مراد ہیں جن پر بندوں نے استغفار کیا ہو اور باقی ماندہ گناہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف مفوض ہیں۔ وہ چاہے تو ان گناہوں کی سزا دینے کے بعد ان کو معاف فرمادے چاہے تو کسی نبی ولی یا فرشتہ کی سفارش سے ان کو معاف فرمادے اور چاہے تو اپنے فضل محض سے ان کو معاف فرمادے۔

چوتھا جواب

یہ ہے کہ اس آیت میں ''من'' زائدہ ہے بیانیہ ہے

اور مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا لیکن یہ جواب

درست نہیں ہے کیونکہ بلیغ کے کلام میں کوئی لفظ زائد اور بے معنی نہیں ہوتا اور من بیانیہ اس وقت ہوتا ہے جب اس سے پہلے جنس کا ذکر ہو یا کوئی مبہم لفظ ہو۔

اس کے بعد فرمایا

اور تمہیں ایک معین مدت تک مہلت دے گا۔ بیشک جب اللہ کی معین کردہ مہلت آجائے گی تو اس کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ایک معین مدت دے گا اگر تم اس مدت میں فرمانبردار ہو گئے اور گناہوں اور شرک سے توبہ کرلی تو تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا ورنہ اگر تم اپنے گناہوں اور شرک پر قائم رہے تو جو مہلت اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا پھر اس کو مؤخر نہیں کرے گا۔

ان آیات کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تا کہ ان کو عذاب سے ڈرائیں پھر جب حضرت نوح علیہ السلام ان کی طرف تشریف لے گئے تو فرمایا میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو تا کہ وہ تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرمادے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ایک معین مدت دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی معین مدت آجائے گی تو پھر اس کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔ کاش تم اس کو جان لیتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے کہ میرے بندے میری عبادت کریں اور شرک سے توبہ کریں تا کہ میں ان کی مغفرت فرمادوں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمانا اپنے بندوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی تاکید فرماتا ہے۔

آیت نمبر 4: وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ٥ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ٥ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ٥ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الصّٰفّٰت:75تا81)

اور ہم کو نوح نے پکارا (سو دیکھو) ہم کتنی اچھی طرح پکار کا جواب دینے والے ہیں۔ اور ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم نے ان ہی کی اولاد کو باقی رہنے والا بنا دیا۔ اور ہم نے ان کا ذکر بعد والوں میں باقی رکھا سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہیں۔

آیت نمبر 75 میں فرمایا گیا

اور ہم کو نوح نے پکارا (سو دیکھو) ہم کتنی اچھی طرح پکار کا جواب دینے والے ہیں اس کا معنی ہے

حضرت نوح علیہ السلام نے ہم سے دعا کی سو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا۔ یہ دعا اس وقت تھی جب وہ سالہا سال تبلیغ کرنے کے بعد اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تھے۔

وہ دعا یہ تھی:

اور نوح نے دعا کی اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے والا نہ چھوڑ۔ بیشک اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور یہ صرف بدکار کافروں کو ہی جنم دیں گے۔ (نوح:26،27)

دعا قبول ہونے کی شرائط

حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا دو وجہوں سے کی تھی۔

(1) ایک وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنی زمین کو ناپاک بندوں سے پاک کر دے۔

(2) دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کے ہلاک ہونے کی وجہ سے بعد میں آنے والے اللہ تعالیٰ



کی نافرمانی کرنے سے ڈریں اور ان کو نصیحت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہم ان کی پکار کا اچھی طرح جواب دینے والے ہیں

(1) اس کا محمل یہ ہے کہ ہم نے حضرت نوح (علیہ السلام) کی دعا بہت اچھی طرح قبول کی۔

(2) دوسرا محمل یہ ہے کہ ہم ہر دعا کرنے والے کی دعا کو اچھی طرح قبول کرنے والے ہیں۔

دعا کے قبول ہونے کی شرائط یہ ہے کہ

(1) حضور قلب سے دعا کی جائے۔

(2) غفلت اور بے پرواہی دعا نہ کی جائے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ

اگر فوراً دعا قبول نہ ہو تو دعا کرنے کو ترک نہ کیا جائے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ

دعا کرنے والا صرف مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے بلکہ راحت کے ایام میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ

دعا کرنے والا خود بھی اللہ تعالیٰ کی بات مانتا ہو یعنی اطاعت گزار ہو اور اس کے احکام پر عمل کرنے والا ہو۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ

دعا کے اول و آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ

وہ دعا میں حد سے تجاوز نہ کرے۔

اور ساتویں شرط یہ ہے کہ

اس کی دعا تقدیر سے متصادم نہ ہو۔

آیت نمبر 76 میں فرمایا گیا

اور ہم نے ان کو اوران کے گھر والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضرت نوح علیہ السلام کے گھر والوں میں سے آٹھ افراد ایمان لائے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام آپ علیہ السلام کے تین بیٹے اور آپ علیہ السلام کی ازواج چار مرد اور چار عورتیں اور آپ علیہ السلام کی قوم میں سے کل اسی (80) افراد اسلام لائے تھے۔(النکت والعیون: ج:5 ص:53)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرتا ہے اس کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ اسلام میں تعداد کی زیادتی مطلوب نہیں ہے بلکہ لوگوں میں ایمان اور تقویٰ کی اعلیٰ صفات مطلوب ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے نو سو سے زیادہ سال تک تبلیغ کی اور صرف اسی آدمی اپنے پیروکار بنائے۔ اس لئے علماء مبلغین اور صالحین کو چاہئے کہ وہ اس کے درپے نہ ہوں کہ ان کے پیروکاروں کی تعداد زیادہ ہو بلکہ یہ کوشش کریں ان کے پیروکار ایمان اور اخلاق کی اعلیٰ مقدار کے حامل ہوں۔

اس آیت میں فرمایا ہے

ان کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔

(1) اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ان کو طوفان میں غرق ہونے سے محفوظ رکھا۔

(2) اور اس کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی قوم کے کافر سردار جوان کو تنگ کرتے رہتے تھے اس مصیبت سے ان کو نجات دی۔

آیت نمبر 77 میں فرمایا گیا



اور ہم نے ان ہی کی اولاد کو باقی رہنے والا بنا دیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد دنیا میں جس قدر لوگ ہیں وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔

(1) سام

(2) حام اور

(3) یافث

تمام عرب اور عجم سام کی اولاد ہیں

اور روم اور ترک اور صقالبہ یافث کی اولاد ہیں۔

اور سوڈانی حام کی اولاد ہیں۔ (معالم التنزیل: ج:4 ص:34)

آیت نمبر 78 میں فرمایا گیا

اور ہم نے ان کا ذکر بعد والوں میں باقی رکھا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اس کا معنی یہ ہے کہ بعد میں آنے والی نسلوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ذکر خیر کو جاری رکھا۔

مجاہد نے کہا

اس کا معنی یہ ہے کہ بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام ان کی تعریف اور تحسین فرماتے رہے۔

آیت نمبر 79 میں فرمایا گیا۔

سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔

الفراء نے کہا



اس سے ذکر خیر مراد ہے جس کا ذکر اس سے پہلی آیت میں کیا گیا ہے اور اس کا معنی ہے۔

ہماری طرف سے نوح پر تمام جہانوں میں سلام ہو۔

اور اس کا ایک معنی یہ ہے کہ

قیامت تک لوگ ان پر صلوٰۃ پڑھتے رہیں گے ان کا ذکر برائی سے نہیں کیا جائے گا

اور بعد میں آنے والے ہر نبی (علیہ السلام) کی وہی وصیت کی گئی جو حضرت نوح (علیہ السلام) کو کی گئی تھی۔ (الشوریٰ:13)

آیت نمبر 80 میں فرمایا گیا

ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

مقاتل نے کہا

اس کا معنی یہ ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام نے جو نیک کام کیے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کی جزاء میں ان کے ذکر خیر کو دنیا میں شائع کر دیا۔

آیت نمبر 81 میں فرمایا گیا

بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہیں۔

اس آیت میں پہلی آیت کا بیان ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی نیکی ان کا اعلیٰ درجہ کا کامل ایمان تھا۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی پیروی کی اور برے افعال سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام یہ فرمایا کہ ان کو غرق ہونے سے بچا لیا اور ان سے ایسی محبت فرمائی کہ آج تک تمام عالم میں ان کی نسلیں باقی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بعثت

جب عالم میں انسان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور ان میں فتنہ بڑھا لوگ اللہ تعالیٰ

کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرنے لگ گئے اور خدائی دعویٰ کرنے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو سیدھے راستے کی تلقین کریں اور میں ان کی مغفرت فرمادوں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت قرآن مجید کی آیات کریمہ سے صراحتاً ثابت ہے۔

آیت نمبر 1: قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (الانبیاء: 51تا56)

اور بے شک اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو ہدایت عطا فرمائی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔ جب انہوں نے اپنے (عرفی) باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ کیسی مورتیاں (بت) ہیں جن (کی پرستش) پر تم جمے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا تھا۔ (ابراہیم نے) کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ انہوں نے کہا کیا آپ واقعی حق بات کہہ رہے ہیں یا یونہی مذاق کر رہے ہیں۔ (ابراہیم نے) کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔



اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں انبیاء علیہم السلام کے جو قصص بیان فرمائے ہیں ان میں یہ دوسرا قصہ ہے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔

اس میں فرمایا اور بے شک اس سے پہلے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے پہلے ہم نے ابراہیم کو رشد عطا فرمائی۔

رشد کے معنی کے متعلق علامہ راغب اصفہانی متوفی 502ھ لکھتے ہیں۔

الرشد الغی کی ضد ہے "الغی" کا معنی گمراہی ہے

اور الرشد کا معنی ہدایت ہے

قرآن مجید میں ہے

قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (البقرہ:256)

بے شک ہدایت گمراہی سے متمیز ہو چکی ہے۔

رُشد (ر پر پیش) دنیا اور آخرت میں راہ راست کے ساتھ خاص ہے اور

رَشد (ر پر زبر) کا اطلاق صرف امور اخرویہ میں ہوتا ہے۔

اور راشد اور رشید کا اطلاق دنیا اور آخرت دونوں میں ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ (الحجرات:7)

یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ۝ (ھود:97)

اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا۔

اس کا تعلق دنیا سے تھا۔

(المفردات ج:1 ص:260-259 مطبوعہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں:

رشد کی تفسیریں دو قول ہیں

(ا) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے

اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ہم ان کو خوب جاننے والے تھے''

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو نبوت کے ساتھ مختص کرتا ہے جس کے متعلق اس کو معلوم ہو کہ یہ شخص نبوت کا حق ادا کرے گا اور جو کام منصبِ نبوت کے نامناسب ہوں اور جن کاموں سے اس کی قوم متنفر ہو وہ کام نہیں کرے گا۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ

رشد سے مراد ہدایت ہے

قرآن مجید میں ہے

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ (النساء:6)

پھر اگر تم یتیموں میں ہدایت (ہوشیاری اور حسنِ تدبیر) پاؤ تو ان کے اموال انہیں سونپ دو۔

اس میں ایک تیسرا قول بھی ہے کہ

نبوت اور ہدایت دونوں رشد کے تحت داخل ہیں کیونکہ اسی شخص کو منصب نبوت پر فائز کرنا جائز ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات پر رہنمائی کر چکا ہو اور اس کو وہ امور بتا چکا ہو جو اس کے اور اس کی قوم کے رذائل سے منزہ ہونے اور فضائل سے متصف ہونے کے لئے ضروری ہوں۔ یعنی اس کو وہ کام معلوم ہوں جن کے کرنے سے دنیا اور آخرت میں مذمت ہوتی ہے اور جن کے کرنے سے دنیا اور آخرت میں تعریف اور تحسین ہوتی ہے۔ (تفسیر کبیر ج:8 ص:152-151 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

فرمایا

بے شک اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو ہدایت عطا فرمائی تھی

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا
یعنی حضرت موسیٰ اور ہارون سے پہلے ان کو نبوت اور ہدایت عطا فرمائی تھی
اور مقاتل نے کہا ان کے بلوغ ہونے سے پہلے بچپن میں ان کو نبوت عطا فرمائی تھی جب انہوں نے ستاروں کو دیکھ کر ان سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر استدلال کیا تھا
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ
حضرت آدم علیہ السلام کی صلب اور پشت میں ان کو نبوت عطا فرمائی تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت سے نبیوں کو نکال کر ان سے میثاق لیا تھا۔

(جامع البیان ج 17 ص 47 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ فرمانا

تماثیل تمثال کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے تراشا ہوا مجسمہ۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم مختلف چیزوں کی بنائی ہوئی مجسم تصویروں کی پرستش کرتی تھی۔ مثلاً انسان یا کسی حیوان کی صورت کی۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ اس کی دلیل کیا ہے؟
تو ان کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ وہ اپنے باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ تم اور تمہارے باپ دادا تو کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ ان کی قوم نے کہا آیا آپ سنجیدگی سے بات کہہ رہے ہیں یا مذاق کر رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ بہت بعید تھا کہ جو کام برسوں سے نسل در نسل ہوتا چلا آرہا ہو اس کو گمراہی کہا جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے بتوں کو توڑنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ قوم یہ سمجھ رہی ہے کہ وہ ان کے

ساتھ مذاق کر رہے ہیں تو آپ علیہ السلام نے توحید کا اعلان کیا تا کہ قوم کو یقین ہو جائے کہ وہ اظہار حق میں سنجیدہ ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی زبان اور عمل سے اپنے عقیدۂ توحید کا اظہار کیا اور کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ خالق وہ ہے جس نے ان چیزوں کو بندوں کے نفع کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں بندوں کو ضرر اور عذاب سے بچانے اور نفع اور ثواب پہنچانے پر قادر ہے۔ سو اسی کی عبادت کرنی چاہئے اس کے علاوہ انہوں نے ایک عملی تدبیر اختیار کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے (عرفی) والد نے کہا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) ہماری ایک عید ہے۔

علامہ ابن جریر نے یوں بیان کیا:

اگر تم ہمارے ساتھ اس دن جاؤ تو تم کو ہمارا دین اچھا لگے گا۔ جب عید کا دن آیا تو وہ سب روانہ ہوئے جب کچھ راستہ طے ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام گر گئے اور فرمایا میں بیمار ہوں اور میرے پیر میں تکلیف ہے۔ ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ جب وہ چلے گئے تو انہوں نے زور سے کہا اور اللہ کی قسم! تمہارے پیٹھ پھیر جانے کے بعد میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک خفیہ تدبیر کروں گا ان کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس بات کو سن لیا تھا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بت کدہ کی طرف گئے۔ اس بت کدہ میں ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کے سامنے ایک بہت بڑا بت نصب تھا اور اس کے ساتھ بہت چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہوئے تھے اور ان بتوں کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا۔ انکا پروگرام تھا کہ وہ اپنی عید یا میلے سے واپس آ کر اس طعام کو کھائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان بتوں کیسامنے کھانا رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا

ترجمہ: آپ نے ان بتوں کے پاس جا کر فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم کو

کیا ہوا تم بات کیوں نہیں کرتے؟ پھر انکی طرف مڑ کر ان کو دائیں ہاتھ سے مارنا شروع کر دیا۔ (الصافات:91,93)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑے سے تمام بتوں کو توڑنا شروع کر دیا اور تمام بت ٹوٹ کر ان کے قدموں میں گر گئے پھر انہوں نے کلہاڑا اٹھا کر سب سے بڑے بت کی گردن پر رکھ دیا پھر جب ان کی قوم میلے سے واپس آئی تو کھانا کھانے کے لئے اپنے بت کدہ میں گئی۔ وہاں جا کر انہوں نے دیکھا کہ بڑے بت کے سوا ان کے سارے خدا ٹوٹے پھوٹے پڑے تھے۔ اس وقت انہوں نے کہا ہمارے معبودوں کے ساتھ جس نے بھی یہ کاروائی کی ہے بے شک وہ ضرور ظالموں میں سے ہے۔

انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو ان (بتوں) کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا ان کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ (جامع البیان ج:17 ص:51 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تا کہ پھر ی قوم ان بتوں کو چھوڑ کر ایک وحدہ لاشریک خالق کو مانے اور اس کی عبادت کرے پھر اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرے۔

قرآن مجید میں ہے آیت نمبر 2

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ (الانعام:82)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کو نہیں ملایا ان ہی کے لئے بے خوفی ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے

بعض مفسرین نے کہا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان جو مباحثہ ہوا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ سنایا ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے

عذاب سے وہی محفوظ رہے گا جس نے اللہ تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کی ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کی یہ آمیزش نہ کی ہو۔

اور بعض مفسرین نے کہا کہ

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواب دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا تو وہی دنیا اور آخرت میں محفوظ اور مامون ہونے کے زیادہ حقدار ہیں۔ لیکن پہلی تفسیر زیادہ صحیح ہے

آیت نمبر 3:

قرآن مجید میں ہے:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (الانعام:83)

یہ تھی ہماری وہ قوی دلیل جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی ہم جس کو چاہتے ہیں بلند درجات عطا کرتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بہت حکمت والا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دیئے ہوئے ان تمام دلائل کی طرف اشارہ ہے جنکا ذکر اس سے پہلی آیتوں میں آچکا ہے۔ ان کی قوم کے کافروں نے کہا تھا کہ تم ہمارے بتوں کی مخالفت کرتے ہو۔ اس لئے تمہیں ان کی مخالفت کی وجہ سے کوئی آفت یا مصیبت پہنچ جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی ظلم کی آمیزش نہیں کی وہی لوگ ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے کہ

بہت سے مسلمان بھی آفات اور مصائب کا شکار رہتے ہیں۔ پھر یہ کہنا کس طرح

صحیح ہوگا کہ ایمان والے دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آفات اور مصائب انسان کی اپنی بعض بداعمالیوں کے سبب سے لاحق ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تو وہ تمہارے اپنے کرتوتوں کے سبب تمہیں پہنچی ہے اور بہت سی خطاؤں کو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور صالح بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور اس آزمائش میں ان کی استقامت اور ان کا ضبط اور صبر ان کے تقرب اور ان کے درجات کی بلندی کا سبب بنتا ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو جو بلند درجات عطا فرمائے گا تو اس کی دلیل اور حجت کے طور پر آفات، مصائب اور مشکلات میں ان کی استقامت اور ان کے صبر وضبط کو ظاہر فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ (محض) ان کے اس کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے' کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا۔(العنکبوت:2)

اور فرمایا

اور ہم تم کو کچھ خوف اور بھوک اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے اور آپ صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنایئے جب ان لوگوں کو کوئی مصیبت پہنچی ہے تو وہ کہتے ہیں بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی جانب سے صلوات اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

نیز! اس آیت میں فرمایا ہے

ہم جس کو چاہتے اپنے بندوں میں سے ان کے درجات بلند کرتے ہیں یہ درجات ایمان علم و حکمت اور نبوت کے درجات ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

یہ سب رسول۔ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کسی کو (سب پر) درجات کی بلندی عطا فرمائی ہے۔ (البقرۃ:253)

رسولوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور علماء کے درجات کی بلندی کا بھی ذکر فرمایا ہے

جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا:

تم میں سے جو کامل ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ (المجادلہ:11)

اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اجر و ثواب کے اعتبار سے ان کے درجات بلند فرمائے گا۔

اس آیت میں مراد یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوت اور غلبہ سے دنیا میں بلند درجہ عطا فرمایا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم پر غلبہ اور قوت کا کمال درجہ عطا کیا کہ اپنی قوم میں سب سے اعلیٰ اور افضل مقام پر فائز رہے اور مسلسل تبلیغ فرماتے رہے۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ

نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (ابراھیم :36)

اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امان والا کردے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔ اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ سے بتوں کے پوجنے سے بچنے کی اپنی قوم کے لئے دعا فرمائی۔ یہ اس بات پر دال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قوم سے محبت تھی کہ ان کو بتوں کی پوجا سے بچنے اور وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کے لئے تبلیغ کرتے رہے تاکہ میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرکے مقدس بارگاہ میں رضا کا پروانہ حاصل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرمائے۔

حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو برائیوں سے بچانے اور نیکیوں میں رغبت دلانے کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ انہیں تبلیغ کرکے سیدھا راستہ دکھائیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ علیہ السلام اس دور میں تشریف فرما ہوئے جب جہالت کا عروج تھا اور لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھول کر بتوں کی پجاری بن چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا اور برے افعال سے نہ بچنے پر وعیدیں سنائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندوں سے بے حد محبت ہے اسی لئے ہر دور میں اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا حضرت اسحاق علیہ السلام کے نبی ہونے اور تبلیغ کرنے پر چند آیات کریمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ○

(الصافات:112,113)

اور ہم نے ان کو اسحاق نبی کی بشارت دی جو صالحین میں سے ہیں۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکتیں نازل فرمائیں اور ان کی اولاد میں سے نیکی کرنے والے (بھی) ہیں اور اپنی جان پر کھلا کھلا ظلم کرنے والے بھی ہیں۔

آیت نمبر 112 کے اندر حضرت اسحاق علیہ السلام کے نبی ہونے کی بشارت سنائی گئی جو اس بات پر دال ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے تھے۔

آیت نمبر 113 میں

حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام پر جو برکتیں نازل ہوئیں ان کا ذکر فرمایا گیا۔ اور وہ برکتیں یہ ہیں کہ قیامت تک دنیا میں ان کی ثناء جمیل اور تعریف اور تحسین ہوتی رہے گی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی پشت سے تمام انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل پیدا فرمائے اور یہ بھی ان دونوں برگزیدہ نبیوں پر برکتوں کا نزول ہے۔

اور فرمایا کہ

انکی اولاد میں سے نیکی کرنے والے بھی ہیں اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مؤمنین اہل کتاب ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ

ان کی اولاد میں سے اپنی جان پر کھلا کھلا ظلم کرنے والے بھی ہیں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(العنکبوت:27)

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھ دیا اور ہم نے ان کو اس دنیا میں ان کا اجر دے دیا اور بے شک وہ آخرت میں نیکو کاروں میں سے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے اندر حضرت اسحاق علیہ السلام کی نبوت کا ذکر ہے کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمانے اور نبوت دینے کا ثبوت واضح معلوم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے تھے۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ (النساء:163)

(اے رسول معظم) بیشک ہم نے آپ کی طرف وحی (نازل) فرمائی جسے ہم نے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی (نازل) فرمائی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں کی طرف اور عیسیٰ اور یعقوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی (نازل) فرمائی۔ اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

اس آیت کریمہ میں حضرت اسحاق علیہ السلام پر وحی نازل فرمانے کا ذکر فرمایا گیا جو اس بات پر دال ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نبی تھے جن کو اپنی قوم کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا۔

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم پر اس وقت مبعوث ہوئے جب قوم کی حالت بے حد بگڑ چکی تھی اور وہ گناہوں میں مسلسل بڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو ان قبیح افعال سے بچا کر نیکیوں کی طرف راغب کریں اور ان کو میرے وحدہ لاشریک ہونے اور میری بندگی کرنے پر تبلیغ کریں تاکہ میں اپنے بندوں کے پچھلے گناہوں کو معاف کردوں۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کو مسلسل تبلیغ فرماتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بن کر اس کی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف حاصل کریں۔

حضرت لوط علیہ السلام کے مبعوث ہونے اور تبلیغ کرنے کے بارے میں چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے:

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ○ (الصّٰفّٰت:133)

اور بے شک لوط ضرور رسولوں میں سے ہیں۔

آگے ارشاد فرمایا گیا

اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ○ (الصّٰفّٰت: 134)

جب ہم نے ان کو اور ان کے تمام گھر والوں کو نجات دی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مقدس نبی حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تو جنہوں نے آپ علیہ

السلام کا حکم ماناان کونجات حاصل ہوئی۔

آیت نمبر2

قرآن مجید میں ہے

وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ۝ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (الانبیاء:74,75)

اور ہم نے لوط کو حکم (نبوت) اور علم عطا فرمایا اور ان کو اس شہر سے نجات دی جس کے لوگ بے حیائی کے کام کرتے تھے۔ بے شک وہ نافرمانی کرنے والے بدترین لوگ تھے اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا بیشک وہ نیکو کاروں میں سے تھے۔

اس آیت کریمہ میں حضرت لوط علیہ السلام کے حکم فرمانے کا ذکر ہے۔

حکم کی تفسیر یہ ہے

حکم کی ایک تفسیر ہے حکمت۔ جس کے تقاضوں پر عمل کرنا واجب ہو اور دوسری تفسیر ہے نبوت۔

اسی بستی سے مراد سدوم ہے۔

یہ لوگ ہم جنس پرست تھے اور مرد لڑکوں سے اپنی خواہش پوری کرتے تھے۔

رحمت کی تفسیر نبوت کے ساتھ کی گئی ہے

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی نبوت عطا فرمانے کے لئے چن لیا کیونکہ وہ نیک شخص تھے اور نبوت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے

دوسری تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

رحمت سے مراد ثواب ہے

اور یہ بھی احتمال ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ان کو برے لوگوں کی صحبت سے محفوظ رکھا اور ان پر کشف کے دروازے کھول دیئے اور ان کے قلب پر اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کی بارش ہونے لگی اور یہ ایسا بحر جس کا کوئی ساحل نہیں اور حقیقت میں رحمت سے یہی مراد ہے۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے:-

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝ (العنکبوت:28)

اور ہم نے لوط کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک تم بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔

اس آیت کریمہ میں حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف مبعوث ہونا اور ان کو تبلیغ کرنے کا واضح حکم ملتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا بیشک تم بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔

یہ قوم اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے اپنی عورتوں سے مباشرت کرنے کے بجائے مردوں سے عمل معکوس اور خلاف فطرت کام کرتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس برے فعل سے بچانے کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ انہیں اس برے فعل سے منع کریں اور میں ان کی مغفرت فرمادوں۔

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ آپ علیہ السلام ان کو توحید کا پیغام سنائیں آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کا پیغام سنایا اور اللہ تعالیٰ کا مسلسل فرمان ان کو سناتے رہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے



رضاوخوشنودی حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے گناہوں کو معاف کر کے اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے اسی لئے اپنے بندوں کو گناہوں اور شرک سے بچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السّلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ میرے بندوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور وہ ان پر عمل کر کے میری بارگاہ میں عاجز بندے بن جائیں اور میں بھی ان کی مغفرت فرمادوں۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی نبوت پر شاہد چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا o وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا o (مریم: 56,57)

اور آپ اس کتاب میں ادریس کا ذکر کیجئے بے شک وہ بہت سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو بہت بلند جگہ پر اٹھالیا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام سفید رنگ کے طویل القامت تھے۔ ان کا سینہ چوڑا تھا اور جسم پر بال کم تھے اور سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر اہل زمین کا ظلم اور اپنے احکام سے سرکشی دیکھی تو ان کو چھٹے آسمان کی طرف اٹھالیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

• وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (المستدرک ج:2 ص:549 مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں

حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے نبی بنائے گئے تھے۔

المستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ان کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ تھا۔

ان کا نام

اخنوخ بن یرد بن مہلائیل بن انوش بن قینان بن شیث بن آدم علیہم السلام ہے۔

وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

یہ حضرت نوح علیہ السلام کے دادا ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ ان کے باپ کے دادا ہیں کیونکہ حضرت نوح سمک بن متوشلخ بن اخنوخ کے بیٹے ہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام وہ پہلے برگزیدہ بندے ہیں جس نے ستاروں اور حساب میں غور وفکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے معجزات میں رکھا۔

جیسا کہ البحر المحیط میں مذکور ہے

اور وہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ خط کھینچا۔ کپڑے سیئے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے اور وہ درزی تھے۔ اور آپ سے پہلے لوگ جانوروں کی کھالوں سے جسم پوشی کرتے تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کو سب سے پہلے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تیس صحیفے نازل کیے تھے اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ناپنے اور تولنے کے آلات اور ہتھیار بنائے اور بنو قابیل سے قتال کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

وہ حضرت الیاس علیہ السلام ہیں اور اعتماد پہلے قول پر ہے۔

اور ادریس کا لفظ سریانی ہے اور یہ درس سے مشتق نہیں ہے کیونکہ غیر عربی کو عربی سے مشتق کرنے کا کسی نے قول نہیں کیا اور اگر یہ عربی سے مشتق ہوتا تو پھر غیر منصرف نہ ہوتا حالانکہ یہ غیر منصرف ہے۔

البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ سریانی زبان میں اس کا معنی عربی کے قریب ہو اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان کا نام ادریس اس لیے ہے کہ یہ درس تدریس بہت کرتے تھے۔

(روح المعانی۔ ج:16 ص:153,154 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

آیت نمبر 2

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ o وَاَدْخَلْنٰھُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّھُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ o (الانبیاء:86)

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یاد کیجئے یہ سب صبر کرنے والے تھے۔

اس آیت میں حضرت اسماعیل، حضرت ادریس اور حضرت ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ مقدس انبیاء کرام علیہم السلام بھی سختیوں، مصائب اور عبادت کی مشکلات پر صبر کرنے والے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کو توحید کا پیغام سنائیں۔ ان کی قوم نے اس پیغام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا اور حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندگی کی تبلیغ کریں اور کفر وشرک سے اجتناب کی تبلیغ کریں اور ناپ تول میں کمی نہ کرنے کی تبلیغ کریں۔ اسی لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ توحید کی دعوت دینے کے بعد ان کو یہ حکم دیا کہ کفر وشرک سے اجتناب کریں اور ناپ تول میں کمی ہرگز نہ کریں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس قبیح افعال سے بچانے کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور وہ سیدھی راہ چل کر میرے مطیع بن جائیں اور میں بھی ان کی مغفرت فرمادوں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے نبی ہونے اور تبلیغ کرنے پر چند آیات کریمہ درج

ذیل ہیں۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝ (ھود:84)

اور (ہم نے) مدین والوں کی طرف ان کے ہم قبیلہ شعیب کو بھیجا ،انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو، بے شک میں تم کو خوش حال دیکھتا ہوں۔ اور مجھے تم پر احاطہ کرنے والے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا گیا

وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ (ھود:85)

اے میری قوم! انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو، اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو سب سے پہلے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ توحید کی دعوت دیں۔ اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ حکم دیا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ توحید کی دعوت دینے کے بعد ان کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جو کام زیادہ اہم ہو اس کی دعوت دیں، کفر کے علاوہ ان کی بری عادت یہ تھی کہ جب کوئی شخص ان کے پاس کچھ بیچنے کے لئے آتا تو وہ تول میں اس چیز کو جتنا زیادہ لے سکتے اتنا لے لیتے اور جب وہ خود کوئی چیز فروخت

کرتے تو ناپ اور تول میں کمی کرتے تھے۔ سو یوں وہ خرید و فروخت دونوں میں دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: میں تم کو خوشحال دیکھتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو فراوانی سے مال و دولت کے ساتھ نوازا ہے پھر تم کو ان ناجائز طریقوں سے مال و دولت جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس کے بعد فرمایا

مجھے تم پر احاطہ کرنے والے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

احاطہ کرنا یا تو عذاب کی صفت ہے یعنی جس عذاب سے کوئی عذاب کا مستحق بچ نہیں سکے گا یا محیط اس دن کی صفت ہے۔ پھر یہ کون سا عذاب ہے؟

اس میں بھی اختلاف ہے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ

اس سے مراد قیامت کے دن کا عذاب ہے کیونکہ یہی وہ دن ہے جو تمام معذبین کے عذاب کو محیط ہوگا۔

اور بعض نے کہا

اس سے مراد وہ عذاب ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں کو دنیا میں ملیامیٹ کرنے کے لئے آنے والا تھا جیسا کہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کی امتوں کے کافر لوگوں پر ایسا عذاب آتا رہا ہے۔

اور بعض مفسرین نے کہا

اس عذاب سے مراد عام ہے خواہ وہ دنیاوی عذاب ہو یا قیامت کے دن کا عذاب ہو۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت دو اہم چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(1) حقوق اللہ کی ادائیگی۔

(2) حقوق العباد کی ادائیگی۔

اول الذکر کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا

:اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

اور ثانی الذکر کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا

اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپ تول میں کمی کرنا بہت قبیح جرم ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سورت ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے عذاب کی وعید سے معنون فرمائی ہے۔

ترجمہ: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے عذاب ہے۔ جو لوگ جب لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیں۔ اور جب انہیں ناپ کردیں یا تول کردیں تو گھٹا کردیں۔ کیا وہ لوگ یہ گمان نہیں کرتے کہ ان کو مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا۔ عظیم دن میں۔ جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (المطففین:1-6)

آیت نمبر 85 میں فرمایا گیا

اے میری قوم! انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو، اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔

اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ

ان آیتوں میں تکرار ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں فرمایا

اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔

اور دوسری آیت میں فرمایا

انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ اور تول کرو۔

اور پھر اسی آیت کے آخر میں فرمایا

اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو۔

اور ان تینوں احکام کا ایک ہی معنیٰ ہے

اس اعتراض کے چند جوابات ہیں

(1) ناپ اور تول میں کمی کے حکم کی تاکید کے لئے اس حکم کو تین بار ذکر فرمایا۔

(2) تکرار اس وقت ہوتا جب یہ حکم ایک ہی عنوان اور ایک ہی اعتبار سے کئی بار ذکر کیا جاتا۔ پہلی بار نہی کے صیغہ سے فرمایا اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو

اور دوسری بار صراحتاً امر کے صیغہ سے فرمایا۔

انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ اور تول کرو۔

اور جب صیغہ اور عنوان بدل گئے تو تکرار نہ رہا۔

اس جواب پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ

کسی چیز کی ضد سے منع کرنا اس چیز کا حکم دینا مراد ہے۔

تو امر اور نہی کے صیغوں کے فرق کے باوجود تکرار سے مفر ممکن نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ایک چیز کے حکم اور اس کی ضد سے ممانعت کو مبالغتاً جمع کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور کہا جاتا ہے رشتہ داروں کے ساتھ مل جل کر رہو اور ان سے قطع تعلق نہ کرو۔ اسی طرح یہاں فرمایا ہے ناپ تول میں کمی نہ کرو اور پوری پوری ناپ تول کرو اور اس کے بعد بر سبیل عموم فرمایا اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچاؤ اور لوگوں کو نقصان پہنچانا صرف ناپ اور تول میں کمی کرنے میں منحصر نہیں ہے بلکہ کسی چوری کرنے، لوٹ مار کرنے، کسی کا مال غصب کرنے اور کسی کے ہاں ڈاکہ ڈالنے سے بھی کسی کو نقصان میں مبتلا کیا جاتا ہے اور یہ تمام صورتیں شرعاً ممنوع ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ تین حکم تین مختلف عنوانوں سے دیئے گئے ہیں۔ اسی لیے ان آیتوں میں تکرار نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔

اس کے کئی محمل ہیں۔

جو شخص کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو وہ دوسرا شخص بھی اس کو نقصان پہنچانے کی سعی کرے گا تو کسی شخص کو نقصان پہنچانا دراصل خود اپنے آپ کو نقصان پہنچانا ہے۔

اس کا دوسرا محمل یہ ہے کہ

تم اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی، صلاح اور فلاح کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔

اس کا تیسرا محمل یہ ہے کہ

تم اپنے دین کی مصلحتوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرو

اور اس کا ایک واضح محمل یہ ہے کہ

ناپ اور تول میں کمی کرنا زمین میں فساد پھیلانا ہے کیونکہ جب بیچنے والا ناپ اور تول میں کمی کرے گا تو خریدار جب اس کمی پر مطلع ہوگا تو وہ لازمی طور پر اس سے جھگڑا کرے گا اور بعض اوقات یہ جھگڑا فساد اور قتل وغارت پر منتج ہوگا۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ (العنکبوت:36)

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے ہم قبیلہ شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اور روز قیامت کی توقع رکھو اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

تم صرف ایک اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کی عبادت کرو اور روز قیامت کی توقع رکھو کیونکہ اس دن نہایت ہولناک امور پیش آئیں گے اس دن کے دہشت ناک حوادث کو دیکھ کر حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ اس دن ہر شخص اپنے انجام کے متعلق فکر مند اور خوف زدہ ہوگا۔ سو تم ایسا نیک عمل کرو جو تمہیں اس دن کی ہولناک پریشانیوں سے نجات دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائے اور تمہیں جنت کے ثواب تک پہنچائے اور تم اپنی موت کے دن کو یاد رکھو اور ناپ و تول میں کمی کر کے اس دن کی مشکلات میں اضافہ نہ کرو۔

عثو اور فساد عربی میں دونوں کا معنی زمین میں فتنہ اور بغاوت کرنا ہے اور یہاں تاکیداً دونوں لفظ ذکر کیے ہیں کیونکہ بعض فساد میں اصلاح بھی مضمر ہوتی ہے جیسے حضرت خضر علیہ السلام نے مسکینوں کی کشتی کا تختہ توڑ دیا تھا یا ایک لڑکے کی گردن توڑ دی تھی یا جیسے ڈاکٹر اور سرجن کسی عضو کو کاٹ دیتا ہے کیونکہ ایک عضو کو کاٹ دینے میں پورے جسم کی صلاح مضمر ہوتی ہے لیکن ناپ اور تول میں کمی کرنا یہ ایسا فساد ہے جس میں کسی قسم کی خیر اور صلاح نہیں ہوتی۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

وَ اِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (الاعراف: 85)

اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی تو ناپ اور تول پوری کرو اور

لوگوں کی چیزیں گھٹیا کر نہ دو اور زمین میں انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ یہ تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنا مطیع بنانا چاہتا ہے اور پھر ان کو اپنے خاص بندوں میں شامل فرماتا ہے۔

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے جب اپنے بندوں کو گناہوں کے دلدل میں غرق ہوتے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے تو کسی ایسے نبی یا رسول کو مبعوث فرما دیتا ہے جو ان کو گناہوں سے بچا کر سیدھا راستہ دکھاتا ہے حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم پر اس وقت مبعوث ہوئے جب وہ گناہوں کے انبار میں دبے ہوئے تھے آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے وحدانیت کی دعوت دی اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کی۔

حضرت یونس علیہ السلام کی رسالت پر قرآن مجید شاہد ہے۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ (الصّٰفّٰت:139)

اور بے شک یونس ضرور رسولوں میں سے ہیں۔

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی 571ھ لکھتے ہیں حضرت یونس بن متی، لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ شام کے رہنے والے تھے اور بعلبک کے عمال سے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ

کم سنی میں فوت ہو گئے تھے پھر آپ علیہ السلام کی ماں نے اللہ تعالیٰ کے نبی



حضرت الیاس علیہ السلام سے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور آپ علیہ السلام کو زندہ فرما دیا۔ چالیس سال کی عمر میں حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت دی گئی آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے تھے آپ علیہ السلام اپنے دین کی حفاظت کے لئے شام سے چلے گئے اور دجلہ کے کنارے اتر گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اہل نینویٰ کی طرف رسول بنا کر بھیج دیا۔

اسحاق بن بشیر نے اپنی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام ایک نیک اور عبادت گزار بندے تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام میں ان سے زیادہ اور کوئی عبادت کرنے والا نہیں تھا وہ ہر روز کھانے سے پہلے تین سو رکعات نماز پڑھا کرتے تھے اور ہر رات سونے سے پہلے تین سو رکعات نماز پڑھا کرتے تھے اور بہت کم زمین پر بستر بچھاتے تھے جب اہل نینویٰ میں گناہ بہت زیادہ ہونے لگے تو انہیں وہاں رسول بنا کر بھیج دیا گیا۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ

بنی اسرائیل کے عجائب میں سے یہ تھا کہ جب بھی ان میں کوئی نبی فوت ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے نبی کو بھیج دیتا تھا۔

(تاریخ دمشق ج:69 ص:246,247) (داراحیاء التراث العربی بیروت 1421)

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اہل نینوی کی طرف مبعوث ہونا

حسن بیان کرتے ہیں کہ

حضرت یونس علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی کے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف یہ وحی کی کہ حضرت یونس کو اہل نینوی کی طرف بھیج دو تا کہ وہ ان کو میرے عذاب سے ڈرائیں اور انبیاء علیہم السلام کو لوگوں کی طرف تورات کے احکام نافذ کرنے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو بہت جلد غصہ آجاتا تھا۔ وہ اہل نینوی کے پاس گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے



حضرت یونس علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کی نصیحت کو مسترد کر دیا اور پتھر مار مار کر ان کو اپنے علاقہ سے نکال دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے چلے گئے۔ بنی اسرائیل کے نبی نے کہا آپ علیہ السلام دوبارہ ان کے پاس جائیں۔ آپ علیہ السلام دوبارہ گئے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ پھر پہلے جیسا سلوک کیا پھر آپ تیسری بار گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔

(تاریخ دمشق ج:69 ص:248,249' داراحیاء التراث العربی بیروت 1421ھ)

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ (یونس:98)

تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ وہ (عذاب کی نشانی دیکھ کر) ایمان لے آتی تو اس کا ایمان اس کو نفع دیتا سوا یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لے آئی تو ہم نے اس سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے ان کو ایک مقرر وقت تک فائدہ پہنچایا۔

امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی المتوفی 597ھ لکھتے ہیں اصحاب سیر و تفسیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سرزمین موصل کے مقام نونوی میں رہتی تھی۔ اللہ عزوجل نے ان کی طرف حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو بت پرستی ترک کرنے کی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی۔ انہوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آ جائے گا۔ جب ان پر آثار عذاب ظاہر ہوئے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اور عذاب کے درمیان صرف دو تہائی میل کا فاصلہ رہ گیا تھا

مقاتل نے کہا

ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا

ابوصالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

انہوں نے عذاب کی تپش اپنے کندھوں پر محسوس کی۔

بعض نے کہا

آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہو گئے اور بہت سا دھواں ظاہر ہونے لگا جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا اور ان کے مکانوں کے چھتیں سیاہ پڑ گئیں۔ جب ان کی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر راکھ ڈال لی اور تمام لوگ بڑے اور چھوٹے، والدین، تمام جانوروں کو لے کر میدان میں جمع ہوئے اور سب نے باآواز بلند اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور صدق دل سے معافی مانگی اور یہ کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ان کی توبہ یہاں تک تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی تلافی کر لی۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر اپنی دیوار میں لگایا تھا تو وہ پتھر دیوار سے نکال کر اس کو واپس کر دیا۔

ابوالجلد نے کہا

جب ان پر عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو وہ اپنے بڑے بوڑھے عالم کے پاس گئے اور اس سے اس عذاب سے نجات کے متعلق سوال کیا۔

اس نے کہا یہ کہو



یا حی حین لا حیی محی الموتی یاحی لا الہ الا انت

اے زندہ! جب کوئی زندہ نہ ہو۔ اے زندہ! مردوں کو زندہ کرنے والے ،اے زندہ! تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

جب انہوں نے یہ کلمات کہے تو ان سے عذاب اٹھالیا گیا۔

مقاتل نے کہا

وہ چالیس دن تک اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے رہے۔ پھر ان سے عذاب دور کر دیا گیا۔ دس محرم جمعہ کے دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس سے جا چکے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اپنی قوم کے پاس چلے جائیں۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا:

میں ان کے پاس کیسے جاؤں وہ مجھ کو جھوٹا قرار دیں گے اور ان کے ہاں یہ دستور تھا کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہو اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ تب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم پر ناراضگی کے باعث دریا کی طرف چلے گئے اور مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج:2 ص:481)

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو راہِ راست پر لائیں اور میرے مطیع بن جائیں پھر میں بھی اپنی ان پر نوازشات کے انبار لگا دوں۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف اس وقت مبعوث فرمایا جب وہ کفر و شرک کی حدوں کو توڑ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے وعدوں کو بھول چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے وعدے یاد دلانے اور اپنی عبادت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور ان کو

کفر وشرک سے منع کریں اور وہ میری بندگی کریں اور پھر میں بھی ان کی مغفرت فرماؤں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم پر مبعوث ہوئے تو وہ کفر وشرک کی انتہا حدوں کو کراس کر چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں کفر وشرک سے منع کیا اور وحدہ لا شریک باری تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ آپ علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں فرعون سب سے بڑا فتنہ تھا جو خدائی دعویدار تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان کو وحدہ لاشریک کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی سب کا مالک اور پالنے والا ہے۔

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی تا کہ میری قوم اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی مغفرت فرمادے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور مبعوث ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے جن کو درج ذیل آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ۝ (ھود:96)

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا تھا۔

اس آیت میں آیات کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔

اس سے مراد تورات کی آیتیں ہیں جو شرائع اور احکام پر مشتمل ہیں اور سلطان مبین کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔ اس سے مراد کھلے ہوئے اور روشن معجزات ہیں۔ مثلاً عصا اور ید بیضاء۔ کیونکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بہت مشہور معجزے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو کھلے ہوئے معجزے عطا فرمائے تھے

(1) عصا

(2) ید بیضاء

(3) طوفان

(4) ٹڈیاں

(5) جوئیں

(6) مینڈک

(7) خون

(8) پیداوار میں کمی

(9) جانوں میں کمی۔

بعض مفسرین نے پیداوار اور جانوں میں کمی کی جگہ پہاڑ کو سائبان کی طرح اوپر اٹھا لینا اور سمندر کو چیرنا شمار کیا ہے

ان معجزات کو سلطان مبین اس لئے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے صدق پر روشن دلیل تھے۔

سلطان اور سلطان مبین کا باہمی فرق

اس آیت میں آیات اور سلطان مبین کے الفاظ ہیں۔

ان میں باہمی فرق یہ ہے کہ

آیات ان علامات کو کہتے ہیں جو غلبہ ظن اور یقین کی افادیت میں مشترک ہیں۔

مثلاً

اولیاء اللہ سے کرامات کا صدور ہوتا ہے وہ بھی آیات ہیں اور انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا صدور ہوتا ہے وہ بھی آیات ہیں جبکہ اول الذکر اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے پر دلالت غلبہ ظن کی مفید ہے اور ثانی الذکر کی اللہ تعالیٰ کے نبی ہونے پر دلالت قطعی اور یقینی ہے۔

اور سلطان اس دلیل کو کہتے ہیں جو قطعی اور یقینی ہو۔

اور سلطان اس دلیل کو کہتے ہیں جو قطعی اور یقینی ہو لیکن سلطان ان دلائل میں مشترک ہے جو حواس سے مؤکد ہوں اور ان دلائل میں جو محض عقل سے مؤکد ہوں۔

مثلاً

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر حواس سے مؤکد تھا اور آپ کا معجزہ قرآن محض عقل سے مؤکد ہے اور جو معجزہ صرف حواس سے مؤکد ہو اس کو سلطان نہیں کہتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو معجزات تھے وہ صرف حواس سے مؤکد تھے اس لئے ان کے معجزات کے متعلق فرمایا کہ وہ سلطان مبین ہیں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ۝

(الانبیاء:48)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو کتاب فیصل اور روشنی اور متقین کے لئے نصیحت دی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرقان کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کی تفسیر میں چند اقوال ہیں:

(1) ایک قول یہ ہے کہ فرقان سے مراد تورات ہے کیونکہ تورات حق اور باطل میں فرق کرتی تھی اور ضیاء اور روشنی بھی تھی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور حکام شرعیہ کی ہدایت کے راستوں کو بہت وضاحت اور تفصیل سے بیان کرتی تھی۔ اور ان کے پیش آمدہ مسائل اور دین ودنیا کی ضرورتوں میں مکمل نصیحت کرتی تھی اور اس میں ان کے شرف اور فضیلت کا پورا بیان تھا۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ

فرقان سے مراد تورات نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرقان سے مراد وہ مدد ہے جو حضرت موسیٰ کو دی گئی تھی۔

جیسا کہ جنگ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مدد کی گئی تھی اس کو بھی یوم



الفرقان فرمایا

قرآن مجید میں ہے:

اور ہم نے اپنے بندہ پر فرقان کے دن جو نازل کیا جس دن فوجوں میں مقابلہ ہوا تھا۔(الانفال:41)

یعنی جنگ بدر کے دن جب اسلام اور کفروشرک کے درمیان پہلا معرکہ برپا ہوا تھا۔

(3) تیسرا قول یہ ہے کہ

فرقان سے مراد وہ برہان ہے جس سے دین حق اور ادیان باطلہ میں فرق ہوا تھا۔

یہ ابن زید کا قول ہے

(4) چوتھا قول یہ ہے کہ

اس سے مراد سمندر کا چیرنا ہے جب سمندر کو چیر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بارہ راستے بنائے گئے تھے۔

یہ ضحاک کا قول ہے۔

(5) پانچواں قول یہ ہے کہ

اس سے مراد بنی اسرائیل کے شبہات کو زائل کرنا ہے۔

یہ محمد بن کعب کا قول ہے۔

اس آیت میں فرمایا ہے کہ

یہ متقین کے لئے نصیحت ہے۔

اس پر اعتراض ہے کہ چاہئے یہ تھا کہ تورات تمام بنی اسرائیل کے لئے نصیحت ہوتی اور اس آیت میں فرمایا ہے کہ وہ متقین کے لئے نصیحت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

تورات فی نفسہ تمام لوگوں کے لئے نصیحت ہے لیکن چونکہ اس سے فائدہ صرف



متقین نے حاصل کرنا تھا۔اس لئے فرمایا یہ متقین کے لئے نصیحت ہے

اس پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ

متقین تو پہلے ہی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں ان کے لئے نصیحت کی کیا ضرورت ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ

متقین سے مراد ہے جو تقویٰ اور پرہیز گاری کا ارادہ کرنے والے ہوں یا ان کو مستقبل کے اعتبار سے مجازاً متقین فرمایا ہے

جیسے قرآن مجید حفظ کرنے والے کو حافظ کہتے ہیں اور میڈیکل کالج میں پڑھنے والے کو ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝

فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝

(الفرقان:36-35)

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے ہمراہ ان کے بھائی کو وزیر بنادیا۔ پس ہم نے فرمایا تم ان لوگوں کی طرف جاؤ جنھوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہے پھر ہم نے ان کو مکمل طور پر ہلاک کردیا۔

فرمایا: ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔

اس کتاب سے مراد تورات ہے اور ان کے ہم راہ ان کے بھائی ہارون کو وزیر بنادیا۔وزیر سے مراد معین اور مددگار ہے۔پس ہم نے فرمایا تم دونوں ان لوگوں کی طرف جاؤ جنھوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہے ان لوگوں سے مراد فرعون' ہامان اور قبط ہیں۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام دونوں کو قبطیوں کی طرف

جانے کا حکم دیا ہے کہ وہ ان کو کفر و شرک سے منع کریں اور اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مان کر اس کی بندگی کریں۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے:

هَلْ اَتٰـكَ حَدِيْثُ مُوْسٰی ٥ اِذْ نَادٰهُ رَبُّـهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ٥ اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّـهٗ طَغٰی ٥ (النازعات: 15,16)

کیا آپ کے پاس موسیٰ کی خبر پہنچی۔ جب ان کے رب نے وادی طویٰ میں انہیں ندا فرمائی کہ آپ فرعون کے پاس جائیں بیشک اس نے شرکشی کی ہے۔

آیت نمبر 15,16 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خبر سنا کر تسلی فرمائی گئی ہے۔

اس میں وادی طویٰ کا ذکر فرمایا گیا ہے

طویٰ شام کی ایک وادی کا نام ہے جو پہاڑ طور کے پاس ہے جب رات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا فرمائی گئی تھی کہ آپ فرعون کے پاس جائیں۔ طویٰ وادی مقدس ہے جس میں دو مرتبہ برکت ڈالی گئی ہے۔

فراء نے یہ کہا ہے کہ

طویٰ مدینہ اور مصر کے درمیان ایک وادی ہے

آیت نمبر 17 میں فرمایا ہے کہ

آپ فرعون کے پاس جائیں بیشک اس نے سرکشی کی ہے

اس آیت میں طغی کا لفظ ہے

اس کا معنی حد سے تجاوز کرنا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس نے کس چیز میں حد سے تجاوز کیا

تھا۔

اس لئے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔

اور دوسرے مفسرین نے کہا

اس نے بنی اسرائیل کے مقابلے میں حد سے تجاوز کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے خالق اور مخلوق دونوں کے معاملہ میں حد سے تجاوز کیا ہو۔ خالق کے معاملہ میں تجاوز یہ تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو نہیں مانا اور لوگوں سے کہا

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات:24)

تمہارا سب سے بڑا رب میں ہوں۔

اور مخلوق کے سامنے تکبر یہ تھا کہ اس نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا۔ ان سے بے گار کے کام لیتا تھا اور ان پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو ان کو تلقین کی کہ وہ ان سے کہیں کہ گناہوں سے پاک ہونے کے متعلق تیری کیا رائے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو تلقین کی تھی کہ فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جا کر بری نشانی دکھائی لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔

آیت نمبر 5

قرآن مجید میں ہے:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝ (الاعراف:103-105)

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان نشانیوں پر زیادتی کی۔ دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں کو۔ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا رسول ہوں مجھے سزاوار (مناسب یہی) ہے کہ اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات۔ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ چھوڑ دے۔

اس آیت کریم میں نشانیوں سے مراد مثل ید بیضاء اور عصا وغیرہ ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کی طرف تشریف لے گئے تھے تو عصا کو زمین پر پھینکا تھا اور وہ اژدہا بن گیا تھا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف اس لئے بھیجا تا کہ کفر و شرک کو چھوڑ کر میری بندگی کریں اور میں ان کو معاف کر کے اپنے پسندیدہ بندے بنالوں اور ان سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو جاؤں۔

حضرت ھود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ھود علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو میری بندگی کے لئے تبلیغ کریں اور کفر و شرک سے اجتناب کرنے کی تبلیغ کریں۔ حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے مسلسل تبلیغ کرتے رہے اور کفر و شرک سے نہ بچنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید سناتے رہے

حضرت ھود علیہ السلام کی رسالت قرآن مجید سے ثابت ہے جو کہ میں چند آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے:

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ (الاعراف:65)

اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا تا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دیں اور ان کو وحدہ لاشریک ماننے کی دعوت دیں۔ سو حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے اور اس کی بندگی کرنے کی دعوت دی۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ○ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ○ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الشعراء:127-124)

جب ان سے ان کے ہم قوم ہود نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے بے شک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو صرف رب العلمین پر ہے۔

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی دمشقی متوفی 774ھ لکھتے ہیں۔ حضرت ہود علیہ السلام کے قبیلہ کا نام عاد بن عوص بن سام بن نوح تھا یہ عرب تھے اور احقاف میں رہتے تھے یہ پہاڑوں کے درمیان ریگستان ہے۔ یہ جگہ یمن میں عمان اور حضرموت کے درمیان ہے۔ یہ لوگ مضبوط ستونوں والے خیموں میں رہتے تھے۔

صحیح ابن حبان میں انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے ذکر میں ایک طویل حدیث مروی ہے اس میں ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوذر! چار نبی عرب ہیں

(1) ھود

(2) صالح

(3) شعیب اور

(4) تمہارے نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 361)

ھود علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے عربی زبان میں کلام کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

اور یہ قول حق کے زیادہ قریب ہے۔

مقصود یہ ہے کہ اس عاد سے مراد عاد اولیٰ ہے یہ وہ پہلی قوم ہے جس نے طوفان نوح کے بعد بت پرستی کی۔

ان کے تین بت تھے۔

(1) صد

(2) صمود اور

(3) ھر

(البدایہ والنہایہ ج:1 ص:188,189 بیروت)

اس آیت میں حضرت ھود علیہ السلام کی رسالت اور تبلیغ کا ذکر واضح ہے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور اپنی رسالت کی گواہی دی کہ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی بندگی کرو کیونکہ میں تمہیں اس چیز کی تبلیغ کر رہا ہوں جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی بندگی کرو۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ ؕ (ھود: 54-56)

میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم (بھی) گواہ رہنا میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم (اللہ کا) شریک قرار دیتے ہو۔ اللہ کے سوا، تم سب مل کر میرے خلاف سازش کرو پھر تم مجھ کو (بالکل) مہلت نہ دو۔ بے شک میں نے اللہ پر توکل کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

جب حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی اور وہ اس سے انحراف کرنے لگ گئے اور آپ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے لگ گئے تو اس وقت آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارشاد فرمایا کہ

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو۔ یعنی میں ان کی پیروی ہرگز نہیں کرتا جن کی تم پیروی کرتے ہو میرا رب وحدہ لاشریک ہے اور میں اسی کی ہی عبادت کروں گا۔

پھر اگلی آیت میں ارشاد فرمایا

تم مل کر میرے خلاف سازش کرو۔

یہ اس طرح ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

تم سب مل کر اپنی تدبیر پکی کر لو اور اپنے معبودوں کو بھی ساتھ ملا لو پھر تمہاری تدبیر کسی طرح تم سے مخفی نہ رہے پھر تم جو کچھ کر سکتے ہو میرے ساتھ کر لو اور مجھے مہلت نہ دو۔

حضرت ھود علیہ السلام کا اپنی قوم کو یہ چیلنج دینا اور ان کو للکارنا ان کا بہت بڑا معجزہ ہے کیونکہ ایک تنہا شخص بہت بڑی قوم سے یہ کہے کہ تم میری دشمنی میں اور مجھے نقصان

پہنچانے میں جو کچھ کر سکتے ہو وہ کر گزرو اور میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہو وہ بگاڑ لو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو تو یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر پورا پورا اعتماد ہو کہ وہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کو دشمنوں سے بچائے گا۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ○ (الاحقاف :23)

ھود نے کہا! اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے میں تمہیں وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمہارے متعلق گمان کرتا ہوں کہ تم جاہل لوگ ہو۔

جب حضرت ھود علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا:

آپ جس عذاب سے ہم کو ڈرا رہے ہیں وہ عذاب لے آئیں تو حضرت ھود علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا

مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ عذاب کس وقت آئے گا۔ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ میں تم کو صرف وہی بات بتاتا ہوں جس کی میری طرف وحی کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی نہیں کی کہ تم پر یہ عذاب کس وقت آئے گا۔

پھر فرمایا

میں یہ گمان کرتا ہوں کہ تم لوگ جاہل ہو

حضرت ھود علیہ السلام کے اس قول کے چند محامل ہیں۔

(1) تم اس لیے جاہل ہو کہ تم کو یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے صرف اسی چیز کا سوال کرتے ہیں جس چیز کے سوال کی انہیں اجازت ہوتی ہے۔ ان کو صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

(2) تم اس لئے جاہل ہو کہ تم اپنے کفر اور جہل پر اصرار کر رہے ہو اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ تمہاری جہالت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تم پر عذاب آنے کا وقت آ پہنچا ہے۔

(3) اور یہ بھی تمہاری جہالت ہے کہ تم عذاب کے مطالبہ پر اصرار کر رہے ہو۔ ہر چند کہ تم پر میری رسالت کا صدق ظاہر نہیں ہوا لیکن تم پر میرے دعویٰ رسالت کا کذب بھی تو ظاہر نہیں ہے تو تمہارے نزدیک بھی یہ ممکن تو ہے کہ میں صادق ہوں اور میری پیش گوئی پورا ہونا بھی ممکن ہے اور میری خبر کیمطابق تم پر عذاب کا آنا بھی ممکن ہے تو پھر تم اپنے آپ کو نزول عذاب کے خطرے میں ڈال رہے ہو یہ تمہاری جہالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

الغرض حضرت ھود علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں لہٰذا اس کی بندگی کرو اور تم میری پیروی کرو تاکہ تمہیں بڑے دن کے عذاب سے بچالیا جائے۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت ھود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے۔ پیغمبر تھے۔ حضرت ھود علیہ السلام کا مبعوث ہونا بندوں کی طرف تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پر دال ہے۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو سیدھے راستے کی تلقین کریں اور ان کو میری نعمتیں یاد دلائیں جو میں نے ان پر کی ہیں۔ میری بندگی کا حکم دیں اور ایسے گناہوں سے منع کریں جن پر میرا غضب ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کی اور ان گناہوں کے ترک کرنے کی تلقین کی کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہو۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو عرصہ دراز تک تبلیغ کرتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان پر انعام واکرام کرے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی تبلیغ اور رسالت پر قرآن مجید شاہد ہے۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا۝ (مریم:11)

پھر زکریا اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو اشارے سے کہا کہ تم صبح اور شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔

محراب کا لفظ حرب سے بنا ہے

گویا وہ جس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اس جگہ کھڑے ہو کر وہ اپنے نفس امارہ شہوت اور شیطان سے جنگ کرتے تھے۔

محراب بلند جگہ کو کہتے ہیں۔ جو جگہ زمین سے بلند ہو وہ اس جگہ محراب بنایا کرتے تھے۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اس جگہ کھڑے ہو کر انہوں نے جھانکا اور اشاروں کے ساتھ قوم سے کہا تم صبح اور شام تسبیح کیا کرو۔ (الجامع لاحکام القرآن ج:11 ص:13)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

حضرت زکریا نے نماز پڑھنے اور عبادت کرنے کیلئے مخصوص جگہ بنائی ہوئی تھی وہ اس جگہ سے نکل کر قوم کے پاس گئے اور ان سے اشاروں کے ساتھ بات کی۔

ایک قول یہ ہے کہ

محراب کا معنی ہے عبادت گاہ جس میں حضرت زکریا اور ان کی قوم عبادت کرتی تھی اس میں وہ لوگ صرف نماز پڑھنے کے لئے جاتے تھے۔ قوم وہاں جمع ہو کر حضرت زکریا علیہ السلام کا انتظار کر رہی تھی حضرت زکریا وہاں گئے اس وقت وہ زبان سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے ان سے اشاروں سے کہا تم صبح اور شام کے وقت تسبیح کرو۔

(تفسیر کبیر ج:7 ص:515)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا مبعوث ہونا بندوں سے محبت پر دال ہے۔

حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہر دور میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ ان کو تبلیغ کر کے میری بندگی کی دعوت دیں اور ہر اس برے کام سے منع کریں جن پر میرا غضب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو اس وقت مبعوث فرمایا جب بتوں کی پوجا عام ہو چکی تھی۔ لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنے میں مشغول ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بھول چکے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتوں کی پوجا کرنے سے منع فرمایا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کا یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ صرف اس کی بندگی کرو کیونکہ وہ ایسا خالق ہے جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو رزق عطا کیا۔ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تمام نعمتیں یاد دلائیں جو ان پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے بتوں کی پوجا چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں۔ آپ علیہ السلام مسلسل اپنی قوم کو تبلیغ فرماتے رہے تا کہ وہ برے افعال و کفر و شرک کو چھوڑ کر صرف وحدہ لاشریک کو مانیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کی مغفرت فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کر لے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی رسالت و تبلیغ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○ اَتَدْعُوْنَ

بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِیْنَ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ۝ (الصافات:126-123)

اور بے شک الیاس ضرور رسولوں میں سے ہیں۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم بعل کی عبادت کرتے ہو اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو۔ اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا رب ہے۔

امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر المتوفی 571ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت الیاس علیہ السلام کا نام ونسب اس طرح ہے۔

الیاس بن یاسین بن فنحاس بن العیزار بن ہارون۔

اور ایک قول اس طرح ہے

الیاس بن العاذر بن العیزار بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

اللہ تعالیٰ نے ان کو دمشق میں اہل بعلبک کی طرف مبعوث فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ دمشق کے ایک پہاڑ قاسیون میں دس سال کفار سے چھپے رہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت الیاس علیہ السلام دمشق میں اپنی قوم کے ایک بادشاہ سے دس سال چھپے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو ہلاک کر دیا۔ اور دوسرا شخص اس کا جانشین ہوا۔ پھر حضرت الیاس علیہ السلام اس کے پاس گئے اور اس پر اسلام پیش کیا۔ سو وہ مسلمان ہو گیا اور اس کی قوم میں سے بہت لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ ماسوا دس ہزار آدمیوں کے پھر بادشاہ کے حکم سے ان سب کو چن چن کر قتل کر دیا گیا۔

محمد بن سائب الکلبی بیان کرتے ہیں کہ

سب سے پہلے جو نبی مبعوث کیے وہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں

پھر حضرت نوح علیہ السلام

پھر حضرت ھود علیہ السلام

پھر حضرت صالح علیہ السلام

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام

پھر حضرت لوط علیہ السلام

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام

پھر حضرت اسحاق علیہ السلام

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام

پھر حضرت یوسف علیہ السلام

پھر حضرت شعیب علیہ السلام

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام

پھر حضرت ہارون علیہ السلام

پھر حضرت الیاس بن عیس بن العاذر بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب علیہم السلام۔ (تاریخ دمشق ج:9 ص:154)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

آج بھی چار نبی (دنیاوی حیات کے ساتھ) زندہ ہیں۔ دو زمین پر ہیں اور دو آسمان میں۔

جو دو زمین پر ہیں وہ

(1) حضرت الیاس اور

(2) حضرت خضر علیہما السلام

اور جو دو آسمان پر ہیں وہ

(1) حضرت ادریس اور

(2) حضرت عیسیٰ علیہما السلام

(تاریخ دمشق ج:9 ص:155 بیروت)

اس روایت کے متعلق حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی 774ھ لکھتے ہیں۔

ہم اس لیے پہلے بعض لوگوں کا قول ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ہر سال ماہ رمضان میں بیت المقدس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور وہ ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے پانی پیتے ہیں جوان کو اگلے سال تک کے لئے کافی ہوتا ہے اور ہم وہ حدیث بیان کر چکے ہیں کہ وہ دونوں ہر سال میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے کوئی چیز بھی صحیح نہیں ہے اور جو چیز دلیل سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام بھی۔

اور وہب بن منبہ نے جو یہ روایت کیا ہے کہ

جب حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی اور ان کو ایذاء پہنچائی تو حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔ پھر آگ کے رنگ کا ایک جانور آیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام اس پر سوار ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نور کا لباس پہنا دیا اور ان سے کھانے اور پینے کی لذت کو منقطع کر دیا اور وہ فرشتہ اور بشر کی صورت میں زمین اور آسمان پر گئے اور انہوں نے الیسع بن اخوطب کو وصیت کی۔ سو اس روایت پر اعتراضات ہیں اور یہ اسرائیلیات میں سے ہے جس کی تصدیق واجب ہے نہ تکذیب بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ روایت بہت بعید ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ج:1 ص:443,444 دار الفکر بیروت)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام پر ابھی تک طبعی موت نہیں آئی لیکن بہر حال قیامت سے پہلے ان پر موت آئے گی اور واضح رہے کہ انبیاء علیہم السلام کو موت کے

بعد پھر حیات عطا کر دی جاتی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام پر صرف ایک آن کے لئے موت آتی ہے اسی طرح حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی تک موت نہیں آئی لیکن قیامت سے پہلے ان پر بہر حال موت آئے گی۔

آیت میں فرمایا گیا کہ کیا تم بعل کی عبادت کرتے ہو!

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی 571ھ لکھتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما الصافات 123-126 کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں اس شہر کا نام بعل بک اس لیے رکھا گیا کہ یہاں کے لوگ بعل کی عبادت کرتے تھے اور اس جگہ کا نام بک تھا پھر اس کا نام بعل بک پڑ گیا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بعل بک کے لوگوں کی طرف بھیجا یہ لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور بنی اسرائیل کے بادشاہ عام لوگوں سے الگ رہتے تھے جس بادشاہ کے ساتھ حضرت الیاس علیہ السلام رہتے تھے وہ حضرت الیاس علیہ السلام کے مشوروں پر عمل کرتا تھا اور ان کی ہدایت کی پیروی کرتا تھا ایک دن اس کے پاس اس کی قوم کے بت پرست لوگ آئے اور کہا یہ شخص تمہیں گمراہی اور جھوٹ کی دعوت دے رہا ہے تم ان بتوں کی عبادت کرو جن کی اور بادشاہ عبادت کرتے ہیں اور اس دین کو چھوڑ دو پھر بادشاہ ان کے کہنے میں آ گیا اور حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا: اے الیاس (علیہ السلام)! تم میرے جھوٹے دین کی طرف رہنمائی کر رہے ہو اور میرا خیال ہے کہ بنو اسرائیل کے تمام بادشاہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور وہ دنیا کی نعمتوں سے مزے اٹھا رہے ہیں اور ان کی نعمتوں میں کوئی کمی نہیں آئی اور ہمیں ان پر کوئی فضیلت نہیں ہے پھر لوگوں کے دین کی طرف لوٹ گیا اور حضرت الیاس علیہ السلام اس سے الگ ہو گئے۔

لوگوں کا بعل کی پرستش کو چھوڑنا

حافظ ابن عساکر متوفی 571ھ اور امام ابن جریر متوفی 310ھ روایت کرتے ہیں

امام محمد بن اسحاق نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ

اس بادشاہ کو بعل کی پرستش پر اس کی بیوی نے آمادہ کی تھا وہ بہت دراز قد اور حسین وجمیل عورت تھی اس کا پہلا خاوند فوت ہو گیا تھا تو اس نے بعل کی صورت پر سونے کا بت بنالیا وہ اس کو سجدہ کرتی تھی پھر اس نے اس بادشاہ سے شادی کر لی جس کے ساتھ حضرت الیاس علیہ السلام تھے وہ بدکار عورت تھی۔ اس نے ایک بت خانہ بنایا اور اس میں بعل رکھ دیا اور اس نے اپنے ستر موافقین کو جمع کر لیا جو اپنے آپ کو انبیاء کہتے تھے۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تب حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ بنی اسرائیل نے کفر پر اصرار کیا اور تیرے غیر کی عبادت کے سوا اور کسی چیز پر راضی نہیں ہوئے تو ان کو دی ہوئی نعمتیں واپس لے لے۔

حسن نے کہا:

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے ان کا رزق آپ کے اختیار میں دے دیا ہے۔ جب تک آپ اجازت نہیں دیں گے ان کو رزق نہیں ملے گا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر تین سال تک بارش نازل نہیں کی اور حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے شاگرد الیسع بن خطوب کو اس بادشاہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترجیح دیتا رہا اور تیری قوم کے سرکش لوگ ان جھوٹے مدعیان نبوت کی پیروی کرتے رہے اور اس بدکار کا کہا مانتے رہے جس نے تیری خیانت کی ہے تو پھر تو عذاب اور مصائب کے لئے تیار ہو جا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا اور انسان، حیوان اور حشرات الارض بھوک سے مرنے لگے۔ حضرت الیسع علیہ السلام اس بادشاہ کے پاس گئے اور اس کو پیغام پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا۔ وہ واپس آ کر حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے، حضرت الیاس علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اللہ تعالیٰ ان کو



وہیں رزق دیتا تھا اور ان کے لئے اس پہاڑ پر پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا اور جب قحط کی شدت کی وجہ سے لوگ مردار اور کتوں کے کھانے پر مجبور ہو گئے تو بادشاہ نے ان ستر جھوٹے نبیوں سے کہا کہ تم اب بعل سے فریاد کرو کہ وہ قحط کی اس مصیبت کو ہم سے دور کر دے وہ اپنے بتوں کے پاس معتکف ہو کر بیٹھے اور جانوروں کو بھینٹ چڑھایا اور کافی دیر تک ان سے فریاد کرتے رہے تب بادشاہ نے ان لوگوں سے کہا کہ الیاس کا معبود تو ان لوگوں کے معبود سے بہت جلد دعا قبول کر لیتا ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ تمہارا رب تم سے ناراض ہو چکا ہے اس لئے ان سے بارش کو تم سے روک لیا ہے اور تم کو قحط میں مبتلا کر دیا ہے۔ تم اپنے ان بتوں کو نکالو جن کی تم عبادت کرتے تھے پھر ان سے بارش طلب کرو دیکھیں وہ بت تمہاری فریاد کو پہنچتے ہیں یا نہیں! ورنہ میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں جو تم سے یہ مصیبت دور کر دے گا۔ انہوں نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے ان بتوں کو نکالا اور ان کے سامنے زار و قطار روتے رہے اور گڑگڑا کر دعا کرتے رہے تو ان کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ پھر انہوں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا۔

اے الیاس! اب تم اپنے رب سے دعا کرو۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی تو اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہو گئے اور بارش شروع ہو گئی اور دیکھتے دیکھتے جل تھل ایک ہو گیا۔

الحسن نے کہا

پھر ان تمام نے رجوع کر لیا اور حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

(تاریخ دمشق۔ ج:9 ص:156,157 دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ روایت کرتے ہیں

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اہل یمن کی لغت میں بعل کا معنی رب ہے اور اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کا معنی ہے کیا تم رب

کو پکارتے ہو یعنی کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور رب کو پکارتے ہو اور اس کی عبادت کرتے ہو۔

اور ابن زید نے کہا:

بعل نام کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ اسی بت کے نام پر ایک شہر کا نام رکھا گیا جس کو بعلبک کہتے تھے اور یہ شہر دمشق کے پار تھا۔

(جامع البیان: ج:23 ص:111-110)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل کی روح قبض کر لی تو بنی اسرائیل میں بہت بڑے مصائب آئے اور بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو بھول گئے۔ انہوں نے بت نصب کر دیئے اور ان کی عبادت کرنی شروع کر دی۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس بن یاسن بن فنحاس بن العیز ار بن ہارون کو نبی بنا کر بھیجا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تورات کے احکام کی تجدید کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے جاتے تھے تاکہ تورات کے جن احکام پر لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا تھا ان پر عمل کرنا شروع کرایا جائے اور حضرت الیاس بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے جس کا نام احاب تھا اور اس کی بیوی کا نام اربل تھا۔ وہ بادشاہ حضرت الیاس کے مشوروں پر عمل کرتا تھا اور باقی بنی اسرائیل ایک بت کی پرستش کرتے تھے جس کا نام بعل تھا۔

(جامع البیان: رقم الحدیث: 22690)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت الیاس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو نیکی کے راستے پر لائیں اور میں ان کے گناہوں کو معاف فرما کر مقبول بندہ بنالوں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حد سے زیادہ نعمتیں عطا کیں جن کا احسان کوئی بندہ بھی

نہیں اتار سکتا اور نہ ہی اتار سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن وانس پر بادشاہی کی نعمت عطا کی اور ان پر حاکمیت کا شرف بخشا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو نعمتوں کی یاد دلائیں اور ان کو کفر و شرک سے منع کریں۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کو جس قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے بیشمار نعمتیں عطا کی تھیں اور وہ راحتوں کے انتہا درجے پر تھے اسی لئے آپ علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو شکر کرنے کی تلقین کی اور ان کو یہ دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانیں، کفر و شرک ہرگز نہ کریں ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے یہ نعمتیں چھین لے گا۔ آپ علیہ السلام ان کو دین حق کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی رسالت اور مبعوث ہونا قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت ہے۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ○ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ○

(سبا: 12،13)

اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا۔ اس کی صبح کی رفتار ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کی رفتار ایک ماہ کی مسافت تھی، اور ہم نے ان کے لئے پگھلے

ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور ہم نے بعض جنات ان کے تابع کر دیئے تھے وہ اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے۔ اور جو ان میں سے ہمارے حکم کی نافرمانی کرے گا ہم اس کو بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ سلیمان جو کچھ چاہتے تھے وہ (جنات) ان کے لئے بنا دیتے تھے، قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر ٹب اور چولہوں پر جمی ہوئی دیگیں۔ اے آل داؤد! تم شکر ادا کرنے کے لئے نیک کام کرو، اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں۔

علامہ ابوعبداللہ محمد ابن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر بیٹھتے تھے تو ان کے گرد چار سو کرسیاں تھیں جن پر آگے معزز انسان بیٹھتے تھے اور ان کے پاس عام انسان بیٹھتے تھے اور ان کے بعد جنات میں سے سردار بیٹھتے تھے پھر ان کے بعد عام جن بیٹھتے تھے اور ہر کرسی کے اوپر ایک پرندہ ہوتا تھا جس کے سپرد کوئی ڈیوٹی ہوتی تھی پھر ہوا اس تخت کو اٹھا لیتی تھی اور پرندے ان پر سایہ کرتے تھے۔ صبح کو وہ بیت المقدس سے اصطخر کی طرف جاتے تھے۔

ابن زید نے کہا

وہ شام سے عراق کی طرف جاتے تھے۔ اور بھی روایات ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج:14 ص:243 دار الفکر)

حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ لکھتے ہیں:

ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے تابع کر دیا تھا وہ ایک ماہ کی مسافت صبح کی سیر میں اور ایک ماہ کی مسافت شام کی سیر میں طے کر لیتی تھی۔ وہ دمشق سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو مع ساز و سامان اڑاتی اور تھوڑی دیر میں اصطخر پہنچا دیتی۔

اسی طرح شام کو دمشق سے کابل پہنچا دیتی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تانبے کو پانی بنا کر اس کے چشمے رواں کر دیئے تھے کہ اس سے اور وہ جو چیز بنانا چاہیں آسانی سے بنالیں۔ جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا ماتحت کر دیا تھا وہ ان سے جس طرح چاہتے تھے کام لیتے تھے اور جو جن ان کے کام سے جی چراتا فوراً آگ میں جھلسا دیا جاتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنات کی تین قسمیں ہیں:

(1) ایک قسم ان جنات کی ہے جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔

(2) دوسری قسم وہ ہے جس میں سانپ اور کتے ہوتے ہیں جو سواریوں پر سوار ہوتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔ یہ عجیب وغریب حدیث ہے۔

ابن انعم نے تیسری قسم میں ان جنات کا ذکر کیا ہے جن کو ثواب اور عذاب ہوتا ہے۔

بکر نے بیان کیا ہے کہ

جنات کی تین قسمیں ہیں:

(1) ایک قسم وہ ہے جو قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے میں ہوگی۔

(2) دوسری قسم جانوروں سے زیادہ گمراہ ہے۔

(3) تیسری قسم وہ ہے جو انسانوں کی شکلوں میں ہیں اور ان کے دل شیاطین کی طرح ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

جنات ابلیس کی اولاد ہیں اور انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں ان دونوں قسموں میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی اور عذاب وثواب میں شریک ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج:3 ص:579 دار الفکر بیروت)



اس کے بعد اس آیت میں جفان، الجواب، قدور اور راسیات کے الفاظ ہیں۔

() جفان: جفنۃ کی جمع ہے اس کا معنی ' نا ند لگن یا ٹب ہے یہ ٹب اسی لئے بنوائے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بہت بڑی فوج تھی اس کو کھانا کھلانے کے لئے اس میں کھانا ڈال کر ان کو پیش کیا جاتا۔

() الجواب: جابیۃ کی جمع ہے۔
اس کا معنی بہت بڑا حوض یا تالاب ہے۔
یہاں مراد یہ ہے کہ وہ ٹب بہت بڑے حوض کی مانند تھے۔

() قدور: قدر کی جمع ہے
اس کا معنی ہے ہانڈی یا دیگ۔

() راسیات: یہ راسیۃ کی جمع ہے۔
وہ چیز جو کسی چیز پر قائم ہو اور اس پر رکھی ہوئی ہو۔ یہاں مراد یہ ہے کہ وہ دیگیں چولہوں پر بھی ہوتی تھیں۔

اس کے بعد فرمایا گیا
اے آل داؤد تم شکر ادا کرنے کے لئے نیک کام کرو اور میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے کم ہیں۔

روایت ہے کہ
حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا
اے میرے رب! میں تیری نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی طاقت کس طرح رکھ سکتا ہوں کیونکہ شکر ادا کرنے کا باعث دل میں ڈالنا اور تیرے شکر ادا کرنے کی قدرت بھی تیری دی ہوئی نعمت ہے۔

فرمایا
اے داؤد! اب تم نے مجھے پہچان لیا۔

نعمت کا اعتراف کرنا اور اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرنا شکر کی حقیقت ہے اور نعمت کا انکار کرنا اور اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں خرچ کرنا کفران نعمت اور شکر کی ضد ہے

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ○ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ○ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ (النمل: 31-28)

میرا یہ مکتوب لے جاؤ اور اسے ان کے پاس ڈال دو پھر ان سے پشت پھیر لو اور دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (ملکہ سبا نے) کہا اے میرے سردارو! بے شک میرے پاس ایک معزز مکتوب پہنچایا گیا ہے بیشک وہ مکتوب سلیمان کی جانب سے ہے۔ اور بیشک وہ اللہ ہی کے نام سے (شروع کیا گیا) ہے جو بہت بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ یہ کہ تم میرے مقابلہ میں سر نہ اٹھاؤ اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کی طرف ایک مکتوب لکھا:

یہ مکتوب اللہ تعالیٰ کے بندے سلیمان کی طرف سے ہے۔ بے شک وہ اللہ ہی کے نام سے (شروع کیا گیا) ہے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ پھر انہوں نے اس کے اوپر مہر لگائی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا اور ہدہد کو وہ خط دے دیا۔ پھر دھاگے سے باندھ کر وہ خط ہدہد کے گلے میں لٹکا دیا اور ہدہد سے کہا یہ خط بلقیس تک پہنچا دو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب میں انہوں نے پہلے اپنا نام لکھا ہے کہ یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے اور ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پر ہرقل کی جانب مکتوب لکھا تو اس میں لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 7)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے فرمایا:

میرا یہ مکتوب لے جاؤ اور اسے ان کے پاس ڈال دو'

حضرت سلیمان علیہ السلام نے خصوصیت کے ساتھ ہدہد کو مکتوب دے کر بھیجا حالانکہ آپ علیہ السلام کے زیر تصرف اور آپ علیہ السلام کے ماتحت بہت قوی جن بھی تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام ہدہد کے صدق کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ آیا وہ بلقیس اور اس کے ملک کی خبر دینے میں صادق ہے یا نہیں اور اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو اس کو سزا دینے میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کی طرف جو مکتوب لکھا تھا اس کو یہ حکم دیا تھا تم میرے مقابلہ میں سر نہ اٹھاؤ اور تابع ہو کر میرے پاس آ جاؤ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط لکھا تھا اس میں یہ حکم دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانو اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ اسلام قبول کرلو۔ سلامت رہو گے اور تم کو دگنا اجر ملے گا! حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب کو اپنے نام سے شروع کیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکتوب کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا۔ سو کتنا فرق ہے دونوں مکتوبوں میں۔

ہدہد کا بلقیس کو مکتوب پہنچانا

علامہ سید محمد آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں

روایت ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب لکھ کر اس پر مشک لگا کر اس کو بند کیا پھر اس پر مہر لگائی اور وہ خط ہدہد کو دے دیا جب وہ خط لے کر اس کے محل میں پہنچا تو وہ سوئی ہوئی تھی۔ اس نے دروازے بند کر کے چابیاں اپنے سرہانے رکھی ہوئی تھیں، ہدہد روشن دان سے کمرے میں داخل ہوا اور وہ مکتوب اس کے سینہ کے اوپر پھینک دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ

ہدہد نے چونچ مار کر اس کو جگایا تو وہ گھبرا کر اٹھ گئی، جب س نے خط پر مہر لگی ہوئی دیکھی تو وہ کانپنے لگی، بلقیس عربی پڑھی ہوئی تھی اس نے مہر توڑ کر خط نکال کر پڑھ لیا۔

(روح المعانی ج:19 ص:289,290)

خط پڑھنے کے بعد بلقیس نے اپنے درباریوں سے اس خط کے متعلق مشورہ کیا ملکہ سبا نے کہا۔ اے میرے سردارو! بے شک میرے پاس معزز مکتوب پہنچایا گیا ہے۔ بے شک وہ مکتوب سلیمان کی جانب سے ہے اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب کو کریم اور معزز کہا اور ان کے مکتوب کی تکریم کی اور نبی کی تکریم کرنے کی برکت سے اسلام اس کے دل میں داخل ہوا جیسے فرعون کے جادوگروں نے مقابلہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکریم کی اور ان سے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں گے تو نبی کے ادب اور احترام کرنے کی برکت سے ان کو ایمان لانا نصیب ہوا۔

ملکہ سبا نے اپنے دربار کے سرداروں اور دیگر ارکان مملکت کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب پڑھ کر سناتے ہوئے کہا۔

بے شک وہ مکتوب سلیمان کی جانب سے ہے اور بے شک وہ اللہ ہی کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو لکھا۔

علامہ ابوالحیان اندلسی متوفی 754ھ لکھتے ہیں

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہی اپنے نام کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر مقدم کیا ہوتا کہ مکتوب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام بلقیس کے ہاتھوں بے ادبی سے محفوظ رہے کیونکہ اس وقت بلقیس کافرہ تھی تا کہ ظاہر میں مکتوب کا عنوان حضرت

سلیمان علیہ السلام کا نام ہو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں مکتوب کا عنوان اللہ تعالیٰ کا نام ہو۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

مکتوب میں پہلے بسم اللہ لکھی ہوئی ہو اور بلقیس نے مکتوب پڑھتے وقت پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام پڑھ کر لوگوں کو یہ بتایا ہو کہ یہ مکتوب کس کی جانب سے آیا ہے۔

علامہ ابوبکر بن العزی نے کہا ہے کہ

رسل متقدمین جب کسی کی طرف کوئی مکتوب لکھتے تھے تو اپنے نام کو پہلے لکھتے تھے۔

اور یوں لکھتے تھے:

یہ فلاں کی طرف سے فلاں کے نام ہے۔

اور ابو اللیث نے کتاب البستان میں لکھا ہے کہ

اگر لکھنے والا شروع میں مکتوب الیہ کا نام لکھ دے تو یہ جائز ہے کیونکہ امت کا اس کے جواز پر اجماع ہے اور انہوں نے اس پر عمل کیا ہے ظاہر یہ ہے کہ مکتوب میں صرف اتنا لکھا ہوا تھا جتنا قرآن مجید میں مذکور ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

یہ مکتوب عربی میں ہو کیونکہ بادشاہوں کے پاس مترجمین ہوتے ہیں جو ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عربی زبان میں مکتوب لکھا تھا کیونکہ بلقیس عربوں کی نسل سے تھی۔ انبیاء کرام علیہم السلام طویل مکتوب نہیں لکھتے تھے۔ چند جملوں پر مشتمل ضرورت کے مطابق لکھتے تھے۔

یہ بھی روایت ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے کسی نے مکتوب میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہیں

لکھا تھا۔ (البحر المحیط ج:8 ص:234,235 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو ایمان لانے کا حکم دیا تھا یا اپنی بادشاہت تسلیم کرنے کا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مکتوب میں لکھا تھا:

تم میرے مقابلہ میں سر نہ اٹھاؤ اور مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔

بعض مفسرین نے کہا

اس آیت میں جو مسلمین کا لفظ ہے اس سے مراد مومنین ہے

اور صحیح قول یہ ہے کہ

اسلام اور ایمان مترادف ہیں

اور بعض مفسرین نے کہا

اسلام کا لغوی معنی مراد ہے یعنی استسلام اور ظاہری اطاعت

انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہ ہے کہ

وہ پہلے کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید ماننے اور اس کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اسے کے نمائندے اور اس کے سفیر اور پیغامبر ہیں اور اپنی رسالت اور نبوت پر دلائل اور معجزات پیش کرتے ہیں اور پیغام کے قبول نہ کرنے پر انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔

اور بادشاہوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ

وہ کسی علاقہ کو اپنا تابع کرنے کے لئے اس کو اس پر حملہ کرنے کی دھمکی دیتے ہیں اور تسلط قائم کرنے کے لئے اس سے خراج وصول کرتے ہیں اور خراج ادا نہ کرنے کی صورت میں اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔

اگر اس آیت میں مسلمین کے لفظ سے مومنین کا ارادہ کیا جائے تو حضرت سلیمان

علیہ السلام کا یہ ارشاد انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کے مناسب ہے۔ اور اگر اس آیت میں مسلمین کے لفظ سے استسلام اور اطاعت ظاہرہ اور مغلوب اور مقہور ہونے کا ارادہ کیا جائے تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ ارشاد بادشاہوں کے طریقہ کے مناسب ہے۔

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ

اس آیت میں مسلمین سے مومنین مراد ہے۔

باقی رہا یہ کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نبوت پر کوئی معجزہ تو نہیں پیش کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ہدہد کو مکتوب دے کر بھیجنا اور ہدہد کا بلقیس کو مکتوب پہنچانا خود ایک عظیم معجزہ ہے

اور رہا یہ کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو توحید اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دعوت نہیں دی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اسلام اور ایمان لانے کا اسی لیے حکم دیا تھا کہ وہ اور اس کی قوم سورج کو پرستش کرتی تھی اور ایمان لانے کا یہی معنی تھا کہ وہ شرک اور آتش پرستی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائے اور اس کی اطاعت کرے اس تمام بحث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس اور اس کی رعایا کو اسلام کی دعوت بھی دی اور کفر و شرک سے بھی منع کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمانا اور نیکی کا حکم دینا اپنے بندوں سے محبت پر دال ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے جب ملاحظہ فرماتا ہے کہ میرے

بندے مجھ سے دور ہوکر بتوں کی پوجا کر رہے ہیں اور ان کو خدا مان کر ہر وقت اس کی عبادت میں مصروف ہو رہے ہیں تو اس وقت اپنے بندوں کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی وحدانیت کے اقرار اور کفر و شرک سے بچنے کے لئے تبلیغ کے طور پر مبعوث فرما دیتا ہے تاکہ میرے بندوں کو بڑے گناہوں سے منع کریں اور وہ ان گناہوں سے بچ جائیں اور میں بھی ان کے گناہوں کو معاف فرما کر اپنے برگزیدہ بندے بنالوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو اس وقت مبعوث فرمایا جب آپ علیہ السلام کی قوم کفر و شرک کے انتہاء درجہ تک پہنچ چکی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کو بھول کر ہدایت کے راستے سے دور ہو چکی تھی اور بتوں کی پوجا ان کی عبادت بن گئی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی سب کا مالک و خالق ہے لہٰذا اسی کی ہی عبادت کرو اور اسی سے ہی ڈرو تاکہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کرلے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور تبلیغ قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت ہے۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ○ (هود: 61)

”اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا۔ صالح نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا سو تم اس سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔ پس میرا رب قریب ہے دعا قبول

کرنے والا ہے"

اس آیت کے اندر فرمایا گیا کہ

اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا۔

اس کی دو تقریریں ہیں

(1) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو حضرت آدم علیہ السلام کی صلب سے پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے یعنی زمین کی مٹی سے پیدا کیا۔

(2) انسان منی اور حیض کے خون سے پیدا ہوتا ہے اور غذا گوشت روٹی، سبزیوں اور پھلوں سے حاصل ہوتی ہے اور ان سب چیزوں کا مآل زرعی پیداوار ہے اور زرعی پیداوار کا رجوع زمین کی طرف ہوتا ہے پس واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین سے پیدا کیا ہے۔

آیت میں فرمایا گیا

واستعمر کم فیھا

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس کا معنی ہے:

اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین میں آباد کیا۔

حضرت ضحاک نے فرمایا

اس کا معنی ہے

اللہ تعالیٰ نے تمہاری عمریں لمبی کیں۔

اور قوم ثمود کی عمریں تین سو سال سے ایک ہزار سال تک ہوتی تھیں۔

زید بن اسلم نے فرمایا

اس کا معنی ہے

زمین پر آباد ہونے کے لئے تمہیں جن چیزوں کی ضرورت تھی

مثلاً

دکان بنانے اور درخت اگانے کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا سامان تمہیں مہیا کیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

اس کا معنی یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں نہریں کھودنے ،درخت اگانے اور فصل تیار کرنے کا خیال ڈالا۔(الجامع لاحکام القرآن:ج:9ص:51 مطبوعہ دارالفکر)

اس کے بعد فرمایا گیا

اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔

یعنی بت پرستی پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔

پھر فرمایا

اس کی طرف توبہ کرو

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب دعا کرنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ فَاِذَا ھُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ۝ (النمل :45)

اور بے شک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قبیلہ صالح کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو وہ دو فریق بن کر جھگڑنے لگے۔

حضرت صالح علیہ السلام جس قوم میں پیدا ہوئے اس کا نام ثمود ہے۔قوم کی ہلاکت کے وقت جو ایمان والے حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ عذاب سے بچ گئے تھے یہ قوم ان ہی کی نسل سے ہے اس کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔

یہ قوم مقام الحجر میں رہتی تھی حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک جو میدان نظر آتا ہے وہ سب الحجر ہے۔ آج کل یہ جگہ فج الناقۃ کے نام سے مشہور ہے

آگے فرمایا:

دو فریق جھگڑنے لگے۔

مجاہد نے کہا:

ان میں سے ایک فریق مومن تھا اور دوسرا فریق کافر تھا

ان کے جھگڑے کا ذکر اس آیت میں ہے۔

ترجمہ: ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے ان کمزور لوگوں سے کہا جو ان میں سے ایمان لا چکے تھے، کیا تمہیں اس پر یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے مبعوث کیے گئے ہیں انہوں نے کہا وہ جس پیغام کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں متکبرین نے کہا تم جس پر یمان لائے ہو ہم اس کا کفر کرنے والے ہیں۔ (الاعراف:75,76)

حضرت صالح نے اپنی قوم سے کہا:

تم بھلائی سے پہلے برائی کی طلب میں کیوں جلدی کر رہے ہو۔ (النمل:46)

یعنی رحمت سے پہلے عذاب کی طلب میں کیوں جلدی کر رہے ہو! اللہ پر ایمان لانا باعث ثواب ہے تم اس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا کفر اور انکار کر رہے ہو جو باعث عذاب ہے۔

اس کی یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ

متکبر کافروں نے ہٹ دھرمی اور عناد سے کہا تم ہمیں کفر پر جس عذاب سے ڈراتے ہو وہ عذاب لا کر دکھاؤ۔ اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا تم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے عفو کے بجائے اس کے عذاب کو کیوں جلد طلب کر رہے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی

وحدانیت اور اس کی عبادت کرنے کی تبلیغ کرتے رہے تاکہ میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے عاجز بندے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل فرمالے اور ہمیشہ کے لئے راضی ہو جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد رحیم و کریم ہے۔ اپنے بندوں سے اس قدر محبت ہے کہ ان کو گناہوں سے بچانے کے لئے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو گناہوں کے دلدل سے غرق ہونے سے بچائیں اور ان کو میری وحدانیت اور بندگی کی دعوت دیں تاکہ وہ میری بندگی کر کے مجھے راضی کریں اور میں ان کے گناہوں کو معاف کر کے اپنے مقبول بندوں میں شامل کرلوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کفر و شرک سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو کفر و شرک جیسے گناہ سے بچا کر میری وحدانیت کا اقرار کروائیں اور میری بندگی کرنے کی تلقین کریں کیونکہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں ہی تمام جہانوں کا پالنے والا رب ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کفر و شرک جیسے گناہ سے منع کیا اور بتوں کی پوجا کرنے سے بھی منع کیا۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کی قوم بتوں کی پوجا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے راستے کو بھول چکی تھی۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو مسلسل تبلیغ کرتے رہے یہاں تک کہ بعض آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور بعض نے ایمان لانے کے بجائے تردید کی۔

آپ علیہ السلام کی رسالت اور تبلیغ قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت ہے

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

مِنَ التَّوْرٰةِ وَ هُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ (المائدہ:46)

اور ہم نے ان (نبیوں) کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اس تورات کی تصدیق کرنے والے تھے جو ان کے سامنے تھی، اور ہم نے ان کو انجیل عطا فرمائی جس میں ہدایت اور نور تھا اور وہ اس تورات کی تصدیق کرنے والی تھی جو ان کے سامنے تھی اور وہ (انجیل) متقین کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے نبیوں، ربانین اور علماء کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت عیسیٰ، حضرت زکریا علیہما السلام کے بعد مبعوث کئے گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کے مصداق تھے کیونکہ بنی اسرائیل نے تورات کے جن احکام پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان احکام کو زندہ کیا۔ یہ حقیقی تصدیق ہے اور انجیل نے جو تورات کی تصدیق کی ہے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انجیل کے احکام تورات کے موافق ہیں۔ ماسوا ان احکام کے جن کو انجیل نے منسوخ کر دیا۔

نیز فرمایا:

انجیل متقین کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔

یعنی وہ ناپسندیدہ اعمال سے منع کرتی ہے اور پسندیدہ اعمال کی طرف ہدایت دیتی ہے۔ متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور ان کاموں سے اجتناب کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب کا موجب ہیں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ



الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران 48,49)

اور اللہ اسے لکھنے اور شریعت کا اور تورات اور انجیل کا علم عطا فرمائے گا۔ اور وہ بنو اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔ (یہ کہتا ہوا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لایا ہوں، میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی طرح ایک صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے والی ہوجاتی ہے۔ اور میں اللہ کے اذن سے مادرزاد اندھے اور برص زدہ کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردہ کو زندہ کرتا ہوں اور میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو، اگر تم مومن ہو تو بے شک ان سب چیزوں میں تمہارے لیے قوی نشانی ہے۔

اس آیت میں کتاب کی مختصر تفسیر یہ ہے کہ

اس سے مراد لکھنا ہے۔

امام ابن جریر نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

کتاب سے مراد ہاتھ سے لکھنا ہے۔

اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

حکمت سے مراد سنت ہے

علامہ ابوالحیان اندلسی نے لکھا ہے کہ

کتاب سے مراد گزشتہ آسمانی کتابیں ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گزشتہ تمام آسمانی کتابوں کا علم عطا فرمایا اور خصوصاً تورات اور انجیل کا علم عطا فرمایا۔

امام رازی متوفی 606ھ نے لکھا ہے

میرے نزدیک کتاب سے مراد لکھنے کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت سے مراد علوم اور تہذیب الاخلاق کی تعلیم ہے۔ کیونکہ انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ حقیقت کو جانے، نیک اعمال کا علم حاصل کرے اور ان دونوں کے مجموعہ کے علم کو حکمت کہتے ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتابت اور علوم عقلیہ اور شرعیہ کا علم عطا فرمایا تو ان کو تورات کا علم عطا فرمایا اور تورات کے علم کو مؤخر اس لئے کیا کہ تورات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسرا عظیمہ ہیں۔ اور انسان جب تک علوم کثیرہ حاصل نہ کرے اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں غور وخوض کرنا ممکن نہیں ہے۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل کی ہوئی کتابوں کے اسرار کو جان لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل نازل فرمائی۔ (تفسیر کبیر ج:2 ص:450 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

آگے فرمایا گیا

''اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا یہ کہتا ہوا کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لایا ہوں''

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام بنو اسرائیل کی طرف رسول تھے اور اس میں بعض یہودیوں کے اس قول کا رد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مخصوص قوم کے رسول تھے۔ اس آیت میں ایک نشانی سے مراد جنس نشانی ہے جو تمام نشانیوں کو شامل ہے جس کا ذکر اس آیت کے اگلے حصہ میں کیا ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن میں مکتب کے لڑکوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی اٹھائی اور فرمایا میں تمہارے لیے اس مٹی سے ایک پرندہ بنا دیتا ہوں۔

لڑکوں نے کہا۔



کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

ہاں!

میں اپنے رب کے حکم سے ایسا کر سکتا ہوں۔

پھر آپ علیہ السلام نے مٹی اٹھا کر ایک پرندہ کی ایک صورت بنائی اور اس میں پھونک ماردی۔

پھر فرمایا۔

"تو اللہ کے اذن سے اڑنے والا ہو جا"

وہ ان کے ہاتھوں سے نکل کر اڑنے لگا۔

لڑکوں نے جا کر اپنے معلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔

انہوں نے لوگوں میں خبر پھیلا دی۔ لوگ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور بنی اسرائیل نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ان کی ماں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو ان کی جان کا خوف دامن گیر ہوا تو وہ ان کو لے کر اس شہر سے چلی گئیں۔

اور یہ بھی مذکور ہے کہ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندہ بنانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے پوچھا: کون سے پرندہ کو بنانا مشکل ہے تو بتایا گیا چمگادڑ کو۔

(جامع البیان ج:3 ص:90 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

یہ بھی روایت ہے کہ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات کو ظاہر کیا تو منکرین نے ہٹ دھرمی کی اور ان سے چمگادڑ پیدا کرنے کا مطالبہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی لے کر چمگادڑ کی صورت بنائی اور اس میں پھونک ماری تو وہ فضا میں اڑنے لگی۔

وہب بن منبہ نے کہا:

جب تک لوگ اس کی طرف دیکھتے رہتے تھے وہ اڑتی رہتی تھی اور جب وہ ان کی نظر سے غائب ہو جاتی تو مر کر زمین پر گر جاتی تھی۔ (تفسیر کبیر ج:2 ص:452 دار الفکر بیروت)

آگے فرمایا گیا:

اور میں اللہ کے اذن سے مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں۔

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں۔

اکثر اہل لغت کا قول یہ ہے کہ

اکمہ وہ شخص ہے جو مادرزاد اندھا ہو۔ اور اس امت میں قتادہ بن دعامہ السدوسی کے سوا کوئی مادرزاد اندھا نہیں ہوا یہ صاحب تفسیر تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ

اس سے مراد مطلقاً نابینا شخص ہے

اس میں اختلاف ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کر کے بیماروں کو شفا دیتے تھے یا ان پر ہاتھ پھیر کر

روایت ہے کہ

بعض اوقات ایک دن میں ان کے پاس پچاس ہزار بیمار جمع ہو گئے جو ان کے پاس آنے کی طاقت رکھتے تھے وہ آ گئے اور جو نہیں آ سکے ان کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود چلے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا غلبہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس جنس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزہ دے کر بھیجا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مادرزاد اندھوں کو اور برص کے مریضوں کا علاج کیا جن کی بیماریوں کو لا علاج جانا تھا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سحر کا چرچا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا دے کر بھیجا جس کا معارضہ کرنے سے اس زمانہ کے تمام جادوگر عاجز رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلاغت کا شہرہ تھا تو اللہ تعالیٰ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر بھیجا جس کی نظیر لانے سے تمام عرب عاجز رہے اور آج تک پوری دنیا علوم کی ترقی اور اسلام کی مخالفت کے باوجود عاجز ہے۔

آگے فرمایا گیا:

اور میں اللہ کے اذن سے مردہ کو زندہ کرتا ہوں۔

ائمہ تفسیر سے منقول ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردوں کو زندہ کیا

(1) ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست تھا جس کا نام عازر تھا آپ علیہ السلام نے اس کے مرنے کے تین دن بعد اس کو زندہ کر دیا وہ کافی عرصہ زندہ رہا حتیٰ کہ اس کی اولاد ہوئی۔

(2) دوسرا شخص ایک بڑھیا کا بیٹا تھا وہ اپنے جنازہ سے اٹھ کھڑا ہوا وہ کافی عرصہ زندہ رہا اور اس کی اولاد ہوئی۔

(3) تیسری بنت عاشر تھی وہ زندہ ہونے کے بعد اپنی اولاد سے نفع یاب ہوئی اور لوگوں نے آپ سے سوال کی کہ آپ سام بن نوح کو زندہ کریں تا کہ وہ لوگوں کو کشتی کے حال کی خبر دے، وہ قبر سے نکلے اور پوچھا کیا قیامت قائم ہوگئی۔ ان کے آدھے سر پر بڑھاپے کے آثار تھے ان کی عمر پانچ سو سال تھی انہوں نے کہا مجھے قیامت کے خوف نے بوڑھا کر دیا۔

روایت ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام میت یا قبر کی کھوپڑی پر اپنی لاٹھی مار کر اس کو زندہ کرتے۔

وہ جس کو زندہ کرتے وہ باتیں کرتا اور کافی عرصہ زندہ رہتا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

وہ جلد مر جاتا تھا۔

آگے فرمایا گیا:

اور میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں

اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن ہی سے غیب کی خبریں دیتے تھے

سدی نے کہا کہ

آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے اور ان کو ان کی ماں باپ کے کیے ہوئے کاموں کی خبر دیتے اور بچے کو بتاتے کہ تمہاری ماں نے فلاں چیز تم سے چھپا کر رکھی ہے۔ پھر بچہ گھر جا کر روتا حتیٰ کہ وہ اس چیز کو حاصل کر لیتا۔

پھر ان کے گھر والوں نے کہا اس جادوگر کے ساتھ مت کھیلا کرو اور سب بچوں کو ایک گھر میں جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو ڈھونڈنے کے لئے آئے تو گھر والوں نے کہا وہ گھر میں نہیں ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

اس گھر میں کون ہیں؟

انہوں نے کہا:

خنزیر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

تو پھر خنزیر ہی ہیں؟

سو وہ پھر سب خنزیر بن گئے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ

غیب کی خبریں دینے کا واقعہ اس وقت ظاہر ہوا جب مائدہ نازل ہوا۔ کیونکہ

لوگوں کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اس مائدہ سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھیں۔ اور اس کو ذخیرہ نہ کریں۔ اور وہ لوگ آپ علیہ السلام کے حکم عدولی کر کے ذخیرہ کرتے تھے تو آپ علیہ السلام خبر دیتے تھے کہ فلاں شخص نے مائدہ سے کھانا بچا کر ذخیرہ کیا ہے۔ بعض لوگ مختلف آلات کے ذریعے خبریں بتا دیتے ہیں یہ معجزہ نہیں ہے۔ معجزہ یہ ہے کہ بغیر کسی آلہ اور ذریعہ کے محض وحی سے غیب کی خبر دی جائے۔

(تفسیر کبیر ج:2 ص:452 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

آگے فرمایا گیا

اگر تم مومن ہو تو بے شک ان سب چیزوں میں تمہارے لئے قوی نشانی ہے۔

یعنی یہ مذکور الصدر پانچ چیزیں زبردست اور قوی ترین معجزات ہیں جو میرے دعویٰ نبوت کے صدق پر دلالت کرتے ہیں اور جو شخص بھی دلیل سے کسی بات کو مانتا ہو اس پر حجت ہیں۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے:

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝

(آل عمران: 50,51)

اور میرے سامنے جو تورات ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں تاکہ تمہارے لیے کچھ ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بے شک میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔



ہر نبی پر واجب ہے کہ وہ اپنے سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق کرے کیونکہ تمام نبیوں کی تصدیق کا ذریعہ معجزہ ہے اور جب ہر نبی نے اپنی نبوت کے ثبوت میں معجزہ پیش کیا تو پھر ہر نبی کی تصدیق کرنا واجب ہے، اور ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے یہ غرض ہو کہ وہ تورات کو مقرر اور ثابت رکھیں۔ منکرین کے شبہات کا ازالہ کریں اور غالی یہودیوں نے دین میں جو تحریف کردی ہے اس تحریف کو زائل کریں۔

امام ابن جریر متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے، وہ ہفتہ کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرتے تھے۔ انہوں نے بنی اسرئیل سے کہا کہ میں تم کو تورات کی کسی بات کی مخالفت کی دعوت نہیں دیتا۔ البتہ بعض چیزیں جو تورات میں حرام کردی گئیں میں ان کو حلال کرتا ہوں اور بعض مشکل احکام کو منسوخ کرتا ہوں۔ (جامع البیان ج:3 ص:196 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

آگے فرمایا گیا:

اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے دلائل اور معجزات سے اپنی نبوت کو ثابت فرمایا۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیا یعنی میں تم کو جن کاموں کے کرنے کا حکم دوں ان پر عمل کرنے میں اور جن کاموں سے روکوں ان سے اجتناب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے میری اطاعت کرو۔

آگے فرمایا گیا:

بیشک میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے صراط مستقیم سے مراد اعتقاد حق اور اعمال صالحہ۔

اور یہ جو فرمایا ہے کہ

اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اسی کی عبادت کرو یہی وہ پیغام ہے جس کی دعوت تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے دی ہے اور اسی کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے سو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو دین واحد ہے اور ان کے زمانہ کے مخصوص حالات کے اعتبار سے عبادات اور معاملات کے طریقے الگ الگ ہیں اور اس کو شریعت سے تعبیر کرتے ہیں۔

آخر الزماں فخرِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

جب تمام عالم میں کفر کی سیاہی پھیل چکی تھی۔ کفار کے اندر شیطانیت کی ایسی حوس بیٹھ چکی تھی کہ بتوں کو اپنا خدا اور کارساز سمجھنے لگ گئے تھے اور جہالت ان کے دماغ میں ایسی بیٹھ چکی تھی کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، عورتوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے والدین کے ساتھ بھی برا سلوک کرتے تھے تو اس وقت رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تمام عالم نور میں پھیل گیا۔ ہر طرف نور ہی نور تھا۔ تمام عالم میں خوشیوں کی دھومیں عام ہوگئیں فرشتوں کی جماعت در جماعت دیدار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشیاں منانے لگ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو تمام کفار دشمن ہوگئے حتیٰ کہ طائف کے شر پسندوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے اور جسم اطہر سے خون بہنے لگ گیا مگر ایسے عالم میں بھی اپنی امت کے لئے رحم وکرم بن کر ہدایت کی دعا فرماتے رہے کہ میری امت کو ہدایت نصیب فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو کفر و شرک سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں لہٰذا اس کی بندگی کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر کے اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل فرمالے۔

حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ثبوت قرآن مجید کی آیات کریمہ سے واضح ملتا ہے۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ (سبا:28)

اور ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لئے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس آیت میں کافۃ کا لفظ آیا

علامہ حسن بن محمد راغب اصفہانی متوفی 502ھ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں الکف انسان کی ہتھیلی کو کہتے ہیں جس کو انسان پھیلاتا اور سکیڑتا ہے۔

کففتہ کا معنی ہے۔

میں نے اس کو اپنی ہتھیلی سے روکا اور دور کیا

مکفوف اس شخص کو کہتے ہیں جس کی بینائی روک لی گئی ہو۔

اس آیت میں کافۃ کا معنی ہے

لوگوں کو گناہوں سے روکنے والا، اور اس میں تا مبالغہ کے لئے ہے جیسے علامہ میں ہے۔

قرآن مجید میں ہے

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً

كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (التوبہ: 36)

اس آیت کا معنی ہے تم مشرکین کو روکتے ہو اور ان کو منع کرتے ہوئے قتال کرو جیسا کہ وہ تمہیں روکتے ہوئے اور منع کرتے ہوئے قتال کرتے ہیں

ایک قول یہ ہے کہ

تم ان کی پوری جماعت کے ساتھ قتال کرو جیسا کہ وہ تمہاری پوری جماعت کے ساتھ قتال کرتے ہیں کیونکہ جماعت کو بھی الکافتہ کہتے ہیں۔

(المفردات ج:2 ص:559 مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں

کافتہ کا معنی ہے

عامتہ۔ یعنی ہم نے آپ کو عام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے

زجاج نے کہا

الکافتہ کا معنی ہے

الجامع یعنی ہم نے آپ کو ڈرانے اور تبلیغ میں تمام لوگوں کو جمع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ

اس کا معنی ہے منع کرنے والا، یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کو کفر سے منع کریں اور اسلام کی دعوت دیں۔

(الجامع لاحکام القرآن جز:14 ص:270 دار الفکر بیروت)

پھر فرمایا گیا

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا ہے

ایک اور آیت بھی اس آیت کے موافق ذکر کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ

(الفرقان:1)

وہ بڑی برکت ہے جس نے اپنے مکرم بندے پر الفرقان کو نازل کیا تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رسول ہیں اور اس عموم کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھ کو پانچ ایسی چیزیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے نبیوں میں کسی کو نہیں دی گئیں۔

(1) ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا گیا ہے

(2) اور میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور آلہ تیمم بنا دیا گیا ہے، میری امت میں سے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔

(3) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔

(4) اور پہلے نبی ایک مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

(5) اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث:438)

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا اس میں یہ الفاظ ہیں

اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد: رقم الحدیث بلا تکرار 523)

اس حدیث میں خلق کا لفظ ہے اور مخلوق کا لفظ انسانوں، جنات، فرشتوں، حیوانات، درختوں اور پتھروں سب کو شامل ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں اس کو ترجیح دی ہے کہ

فرشتوں کے بھی رسول ہیں۔

اور شیخ تقی الدین سبکی نے یہ لکھا ہے کہ

آپ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام نبیوں اور ان کی امتوں کے رسول ہیں۔

اور علامہ البارزی نے لکھا ہے کہ

آپ تمام حیوانات اور جمادات کے رسول ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی 1137ھ فرماتے ہیں کہ تمام موجودات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عموم پر یہ دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر تمام زمین والوں اور آسمان والوں نے خوشی منائی اور پتھروں نے آپ کو سلام عرض کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور تمام مخلوق کی طرف رسول ہیں۔

(روح البیان ج:7 ص:347 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ فرماتے ہیں

الفرقان آیت نمبر:1 میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم العٰلمین کے لئے نذیر ہیں اور مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک العٰلمین سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے انسان اور جنات ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب کی طرف مبعوث ہونا ضروریات دین سے ہے اور ان کا منکر کافر ہے۔

اور علامہ سبکی اور ان کے موافق دیگر محققین کے نزدیک العٰلمین میں فرشتے بھی داخل ہیں اور انہوں نے اس موقف کے مخالفین کا رد بھی کیا ہے اور بعض محققین نے اس پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ

عالم اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے ماسوا کو کہتے ہیں لہٰذا العٰلمین کا لفظ

فرشتوں کو بھی شامل ہے

اور علامہ البارزی نے کہا ہے کہ

صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جمادات کی طرف بھی مبعوث کیے گئے ہیں اور وہ بھی مدرک ہیں

کیونکہ حدیث میں ہے کہ

میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔

باقی رہا یہ کہ

فرشتے معصوم ہیں اور جمادات اور نباتات وغیرہ غیر مکلف ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف مبعوث کرنے کا کیا فائدہ ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

وہ کسی حکم شرعی یا عمل شرعی کے مکلف نہیں ہیں بلکہ ان سے صرف یہ مطلوب ہے کہ وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں داخل ہوں تا کہ تمام رسولوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور امتیاز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور فضیلت ظاہر ہو۔

(روح المعانی جز:22 ص:240 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1419ھ)

پتھروں کا رسالت کی تصدیق کرنا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں مکہ کے ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھ پر سلام عرض کیا کرتا تھا میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل: رقم الحدیث:2276)

پہاڑوں اور درختوں کا رسالت کی تصدیق کرنا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے کسی راستہ میں جا رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو بھی پہاڑ یا درخت آتا وہ کہتا تھا

السلام علیك یارسول الله

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3626)

جانوروں کا رسالت کی تصدیق کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کر کے اس کو پکڑ لیا۔ اس کے چرواہے نے اس بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ وہ بھیڑیا اپنے دم پر بیٹھ کر کہنے لگا۔ اے چرواہے! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو مجھ سے چھین رہے ہو کہ

تو اس چرواہے نے کہا

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ایک بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھا ہوا مجھ سے کلام کر رہا ہے۔

بھیڑیے نے کہا

کیا میں تم کو اس سے زیادہ حیرت انگیز بات نہ بتاؤں

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یثرب میں لوگوں کو گزشتہ زمانہ کی خبریں بیان فرما رہے ہیں۔ (مسند احمد: ج:3 ص: 83,84)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر چیز کو علم ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوا کافر یا فاسق جن اور انس کے۔

(المعجم الکبیر: رقم الحدیث: 672)

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ﰳالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (الاعراف:158)

(اے رسول مکرم) آپ کہیے، اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی ملک میں تمام آسمان اور زمین ہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے سو تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر جو نبی اُمی لقب ہیں جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتے ہیں اور تم سب ان کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ

جس رسول کی اتباع کرنے کا میں نے حکم دیا ہے ان کی رسالت کی دعوت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے ہے۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام مخلوق کے لئے ہے اور تمام مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی مکلف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر یہ آیت کریمہ بھی شاہد ہے۔

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ (الانعام:19)

اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تا کہ میں تم کو اس کے ساتھ ڈراؤں اور ان لوگوں کو جن تک یہ (قرآن) پہنچے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر احادیث مبارکہ بھی شاہد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے انبیاء پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جوامع الکلم (جامع مانع کلام) عطا کیے گئے ہیں اور

(۲) میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور

(۳) میرے لئے غنیمتیں حلال کردی گئی ہیں اور

(۴) میرے لئے تمام روئے زمین کو پاک کرنے والی (تیمم کا مادہ آلہ) اور مسجد بنادیا گیا ہے اور

(۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور

(٦) مجھ پر انبیاء (علیہم السلام) کے آنے کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 567)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) میں سے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

(۱) میرے لئے تمام روئے زمین پاک کرنے والی (آلہ تیمم) اور مسجد بنا دی گئی اور پہلے انبیاء (علیہم السلام) میں سے کوئی نبی اپنی محراب (مسجد) کے بغیر کسی اور جگہ نماز نہیں پڑھتا تھا۔

(۲) ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ جب میرے سامنے مشرکین آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب قائم کردیتا ہے اور

(۳) پہلے نبی کو اس کی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام جنات اور انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور

(۴) پہلے انبیاء (علیہم السلام) خمس (مال غنیمت سے پانچواں حصہ) کو الگ کردیتے

تھے پھر آگ آکر اس کو کھا جاتی تھی اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس خمس کو اپنی امت کے فقراء میں تقسیم کر دوں اور

(۵) ہر نبی کو ایک شفاعت عطا کی گئی ہے (صحیح مسلم میں ہے ہر نبی نے اس شفاعت کو دنیا میں خرچ کر لیا) اور میں نے اس شفاعت کو اپنی امت کے لئے موخر کر لیا ہے۔

(مسند البزار: رقم الحدیث: 2441)

آیت نمبر 3:

قرآن مجید میں ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (الانبیاء: 107)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کریمہ کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا اور مجسم رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر عالم کے لئے رحمت ہیں۔ فرشتوں کا عالم ہو، جنات کا عالم ہو، انسانوں کا عالم ہو، یا نباتات کا عالم ہو یا جمادات کا عالم ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر عالم کے لئے رحمت ہیں۔ مکلف ہو یا غیر مکلف انسان ہو، جن ہو یا فرشتہ ہو، حیوان ہو شجر و حجر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے اس اس چیز کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ وجود عین جود ہے اور ہر چیز کو وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو عطا کرنے والا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم صرف اسی لئے ہی نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند کا نام قاسم تھا بلکہ ابوالقاسم کا معنی ہے سب سے زیادہ تقسیم کرنے والے

اور ابتداء آفرینش عالم سے لے کر قیامت تک جس کو بھی جو نعمت ملتی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے ملتی ہے۔ تمام دینی اور دنیاوی امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء آفرینش عالم سے تقسیم کرنے والے ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے آپ کو صرف اسی سبب سے بھیجا ہے کہ آپ تمام جہانوں پر رحم کریں یا ہم نے آپ کو صرف اس حال میں بھیجا ہے کہ آپ تمام جہانوں پر رحم کرتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ

تمام جہانوں میں کفار بھی شامل ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین دے کر بھیجا ہے۔ اس میں دنیا اور آخرت کی سعادت اور مصلحت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کافروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کی صلاحیت نہ تھی تو انہوں نے اپنے حصہ کی رحمت کو ضائع کر دیا جیسے کوئی پیاسا شخص دریا کے کنارے کھڑا ہو اور پانی کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے یا کوئی شخص دھوپ میں آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو تو اس سے دریا کی فیاضی اور سورج کی روشنی پہنچانے میں کوئی قصور نہیں ہے۔ قصور ان کا ہے جنہوں نے پانی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا روشنی کے باوجود آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ممکنات پر ان کی صلاحیت کے اعتبار سے فیض الٰہی کے لئے واسطہ ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول المخلوقات ہے۔

اور حدیث میں ہے

اے جابر! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا اور حدیث میں ہے۔

اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

اور ابن القیم نے مفتاح السعادۃ میں لکھا ہے

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو جہاں میں کوئی کوئی چیز کسی کو نفع نہ دیتی نہ کوئی نیک عمل کرتا، نہ روزی حاصل کرنے کا کوئی جائز طریقہ ہوتا اور نہ کسی حکومت کا قیام ہوتا اور تمام جانوروں اور درندوں کی طرح ہوتے۔ ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور ایک دوسرے سے چھین کر کھا جاتے، سو دنیا میں جو بھی خیر اور نیکی ہے وہ آثار نبوت سے ہے اور جو شر اور برائی ہے وہ آثار نبوت کے مٹ جانے یا چھپ جانے کی وجہ سے ہے۔ پس یہ عالم ایک جسم ہے اور نبوت اس کی روح ہے اور جب زمین پر نبوت کے آثار میں سے کوئی اثر باقی نہیں رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا۔ ستارے بکھر جائیں گے۔ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ چاند تاریک ہو جائے گا۔ پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ کر روئی کے گالوں کی طرح منتشر کر دیا جائے گا۔ زمین میں زلزلہ آ جائے گا اور جو لوگ زمین کے اوپر ہیں وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پس اس جہان کا قیام آثار نبوت کی وجہ سے ہے اور جب نبوت کا کوئی اثر نہیں رہے گا تو یہ جہان بھی نہیں رہے گا۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ

العالمین سے مراد صرف مومنین ہیں۔

(جیسے شیخ محمود الحسن اور شیخ تھانوی وغیرہم) میرے نزدیک یہ لوگ اس حق پر مطلع نہیں ہو سکے جس کی اتباع واجب ہے اور حقائق پر مطلع ہو کر ان لوگوں کا رد کرنا بہت آسان ہے۔

اور میرا نظریہ یہ ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم العلمین کے ہر ہر فرد کے لئے رحمت ہیں خواہ وہ فرشتوں کا عالم ہو یا انسانوں کا عالم ہو یا جنات کا عالم ہو اور انسانوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں اور کافروں سب کے لئے رحمت ہیں۔ اسی طرح جنات میں بھی سب کے لئے رحمت ہیں، البتہ رحمت کا فیضان ہر فرد پر اس کی صلاحیت کے اعتبار سے ہوتا

ہے۔(روح المعانی ج:17 ص:155 مطبوعہ دارالفکر بیروت 1417ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

مشرکین کے خلاف دعا کیجئے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ مجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث:2599)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام مصنفین کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔(مسند احمد: ج:5، ص:257)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے اپنی امت کے جس شخص کو بھی غصہ میں برا کہا یا اس پر لعنت کی تو میں بنو آدم کا ایک فرد ہوں۔ مجھے بھی اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح انہیں غصہ آتا ہے اور اللہ نے تو مجھے صرف تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اے اللہ!

قیامت کے دن اس برا کہنے کو اس کے لئے دعائے خیر بنا دے۔

(مسند احمد: ج:5، ص:437)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں صرف رحمت ہوں، اللہ (عزوجل) کی طرف سے ہدایت۔

(المستدرک: ج:1،ص:35)

ان آیات کریمہ واحادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے رسول ہیں اور تمام عالم کے لئے ہدایت بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے فرمان طریقے قیامت تک جاری وساری رہیں گے۔ یہی طریقے وفرمان تمام آنے والے لوگوں کے لئے ہدایت کا راستہ ہیں جس نے ان پر عمل کر لیا وہ نجات پا گیا اور جس نے لاپرواہی برتی وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہو گا اور آخر میں ذلیل وخوار ہو کر رسوا کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

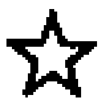
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونے کو آیت کریمہ واحادیث مبارکہ سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۝ (الاحزاب: 40)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔



حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے نہیں ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چار نبی بیٹے تھے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱) حضرت قاسم

(۲) حضرت ابراہیم

(۳) حضرت طیب

(۴) حضرت مطہر (رضوان علیہم اجمعین)

کے والد تھے۔

(جامع البیان رقم الحدیث:21725)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو کفار اور منافقین نے اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کریں۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ

حضرت زید بن حارثہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں حتیٰ کہ ان کی بیوی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حرام ہو جائیں لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تعظیم اور تکریم کے اعتبار سے امت کے باپ ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرما کر کفار اور منافقین کے اعتراضات کو ساقط کر دیا۔

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں جو مرد تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں۔

یہ مقصد نہیں ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے والد نہیں ہیں کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چار بیٹیاں تھیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے والد تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چار بیٹے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے والد تھے لیکن وہ سب صغر سن

میں وفات پا گئے اور ان میں سے کوئی بھی مرد ہونے کی عمر تک نہیں پہنچا۔ سو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں۔

اور یہ چاروں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نسبی بیٹے تھے۔ مخاطبین کے مردوں میں سے نہ تھے۔

بعض احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3769)

لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو مجازاً اپنے بیٹے فرمایا وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نسبی بیٹے نہ تھے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نسبی بیٹے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نواسے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ

وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں وہ نہ کسی مرد کے حقیقی والد ہیں۔ نہ رضائی والد ہیں۔

ہم نے امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے تھے لیکن مشہور یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے تھے۔

(۱) حضرت قاسم اور

(۲) حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہما)

حضرت قاسم (رضی اللہ عنہ) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے ان ہی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے اور حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کنیز ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور

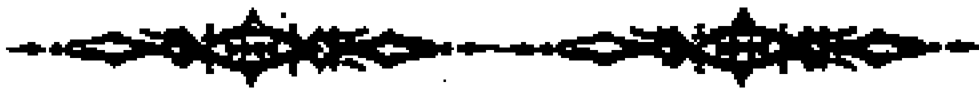
حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمام اولاد قبل از اسلام پیدا ہوئی، صرف حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) واحد ہیں جو زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کا لقب طیب اور مطہر ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ج:11، ص:16 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی مرد کے شرعی والد ہیں نہ رضاعی اور نہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعاً بیٹا بنایا کیونکہ شرعاً بیٹا اس کو بنایا جاتا ہے جو مجہول النسب ہو اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مجہول النسب نہیں تھے۔ ان کا نسب معروف تھا وہ حارثہ کے بیٹے تھے۔ غرض آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہ تھے، نسبی نہ رضاعی نہ متبنیٰ کے اعتبار سے۔

(روح المعانی ج:22، ص:44,45 دار الفکر بیروت 1417ھ)



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر یہ آیت کریمہ صریح دلالت کرتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اور دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں کوئی کمی ہوئی جس کی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نامکمل ہونا ممکن نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔

سورہ سبا میں ہے:

اور (اے رسول مکرم) ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(سبا:28)

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے لئے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لئے کوئی اور رسول آئے گا اور اس سے یہ آیت کاذب ہو جائے گی اور قرآن مجید کا کاذب

ہونا محال ہے۔اس سے لازم آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

سورہ الاعراف 158 میں ہے:

ترجمہ:''آپ کہئے،اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

اس آیت کی بھی حسب سابق تقریر ہے کہ

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رسول نہیں رہیں گے۔

سورہ آل عمران میں ہے۔

ترجمہ:اور یاد کیجئے جب اللہ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آ جائے جو ان (چیزوں) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں تو تم سب اس پر ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا گیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے بھاری عہد کو قبول کر لیا۔انہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا،فرمایا پس تم سب (ایک دوسرے پر) گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔(آل عمران:81)

اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا گیا ہے۔وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور رسول کے آنے کا ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی کے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو اور یہ بداہتہ باطل ہے۔

سورہ الحدید میں ہے۔

ترجمہ: ’’تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں، ان کا ان لوگوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک عاقبت کا وعدہ فرمایا ہے۔‘‘ (الحدید:10)

اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان بعد کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بہت افضل ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ سے افضل ہوتا کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ سے اس کا افضل ہونا اس آیت کے خلاف ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا جو شریعت کو لے کر آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخر الزمان نبی ہیں جن پر نبوت کا دروازہ بالکل بند ہو گیا ہے۔ اب بندوں پر ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے طریقوں پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا۔ مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے۔ اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:3535)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کو مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2889)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے چھ وجوہ سے انبیاء (علیہم السلام) پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔

(۲) اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

(۳) اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے

(۴) اور تمام روئے زمین کو میرے لئے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔

(۵) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے۔

(۶) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 523)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری: رقم الحدیث: 4416)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء (کرام علیہم السلام) کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث:1842)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث:2272)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے) (صحیح مسلم: رقم الحدیث:1394)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ (کنز العمال: رقم الحدیث:31916)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعلمین بنایا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا۔ مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کو نفع کے لئے بنائی گئی ہے اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اوّل اور آخر بنایا اور اس نے میرا سینہ کھول دیا۔ میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا

بتایا۔(مجمع الزوائد:ج:1،ص:71)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوکندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔(سنن الترمذی رقم الحدیث:3638)

حضرت ابوقتیلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے رب عزوجل کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینہ کے روزے رکھو، اپنے احکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔(المعجم الکبیر:ج:22،رقم الحدیث:797)

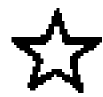
ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزمان نبی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تشریف لائے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے کافی ہیں۔ان پر عمل کیا جائے گا۔

آیت نمبر 5

قرآن مجید میں ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ: 3)

آج میں تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا۔



آیت حجۃ الوداع کے سال دس ہجری کو عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے اور اس دن کامل ہوا ہے۔

اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ

کیا اس سے پہلے دس سال تک دین ناقص رہا تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ

اسلام میں فرائض اور واجبات اور محرمات اور مکروہات پر مشتمل احکام کا نزول تدریجاً ہوا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کا نزول بھی تدریجاً ہوا ہے اور اس آیت میں دین کے کامل ہونے کا معنی یہ ہے کہ اصول اور فروع، عقائد اور احکام شرعیہ کے متعلق جتنی آیات نازل ہونی تھیں۔ وہ تمام آیات اللہ تعالیٰ نے نازل کردی ہیں۔ عقائد کے باب میں تمام آیات نازل کردی گئیں۔ اسی طرح قیامت تک پیش آنے والے مسائل اور حوادث کے متعلق تمام احکام کے متعلق آیات نازل کردی گئیں اور ان کی تشریح مقدس زبان رسالت سے کردی گئی ہے۔ دین اسلام تو ہمیشہ سے کامل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آسانی کے لئے اس کا بیان تدریجاً فرمایا، کیونکہ جو لوگ کفر اور برائی میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے تھے اگر ان کو یک لخت ان تمام احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا تو یہ ان کی طبیعت پر سخت مشکل اور دشوار ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی سہولت کی خاطر اس کا بیان رفتہ رفتہ اور تدریجاً فرمایا اور آج یہ بیان اپنے تمام وکمال کو پہنچ گیا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں۔ محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں۔ اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3532)

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب کے بہتر امت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4287)

قرآن مجید کی آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک کے لئے کافی ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس واضح ہو گیا کہ باقی ادیان اپنے اپنے زمانوں کے اعتبار سے کامل تھے اور اسلام قیامت تک کے لئے کامل دین ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اسلام کے متعلق فرمایا کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل فرما دیا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر تمام آنے والے لوگوں کو ضروری ہے کہ اس پر عمل کریں۔

مسلمانو!

میں نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ صرف اس لئے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے کس قدر بہت زیادہ محبت ہے کہ اپنے بندوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو راہ راست دکھائیں۔ میرے بندے مجھ سے دور ہو رہے ہیں ان کو میرے قریب کرو اور میری واحدانیت کا یقین دلاؤ پھر جب وہ میری واحدانیت کا اقرار اور کفر و شرک سے اجتناب کریں گے تو میں بھی ان کی مغفرت فرما کر اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر دنیا و آخرت سنوار دوں گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ سب اپنے بندوں سے کامل و اکمل درجے کی محبت ہے۔ میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کو پہلے اس لئے ذکر کیا تا کہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر محبت فرماتا ہے اور بندے اللہ تعالیٰ سے کتنا محبت اور اطاعت کرتے ہیں۔

اب میں احادیث قدسیہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو واضح کرتا ہوں جن کو سن کر آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔

حدیث قدسی

حدیث قدسی اپنی ایک الگ امتیازی شان اور خصوصیت رکھتی ہے۔ ان احادیث قدسیہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمت، احسان وانعام، بخشش اور اپنی محبت کا ایسا اظہار فرمایا ہے کہ بندۂ مومن ان کو سن کر اشک بار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا رحیم وکریم ہے ہم گناہ کرتے ہیں مگر پھر بھی ہم پر احسان وانعام واکرام فرماتا رہتا ہے۔

بہرحال احادیث قدسیہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے اظہار پر بندۂ مومن کے دل میں سوز وگداز پیدا کر دیتی ہے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی شخص بھی زیادہ محبت نہیں کر سکتا اور نہ کر سکے گا۔

حدیث قدسی کی تعریف ومعنی

علماء کرام نے حدیث قدسی کی مختلف تعریفات کی ہیں۔ ان تعریفات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں مگر نتیجہ ایک ہی ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کا قول

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث قدسی کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے۔

الحدیث القدسی

ھو مایرویه صدر الروایات وبدر الثقات علیه افضل الصلوٰة واکمل التحیات عن اللہ تبارک وتعالیٰ تارة بواسطة جبرائیل علیه السلام وتارة بالوحی والالھام او المنام

مفوضاً الیہ التعبیر بایّ عبارۃ شاء من انواع الکلام

(الاحادیث القدسیہ الاربعینیہ ص:2 المطبعۃ العلمیہ)

حدیث قدسی:

وہ ہے جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ سے روایت کریں۔ کبھی جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے ہوتی ہے، کبھی وحی، الہام یا خواب کے واسطے سے۔ اس کے نص کی تعبیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوتی ہے کہ جن الفاظ میں چاہیں اس کو بیان کریں۔

سید شریف الجرجانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول

سید شریف الجرجانی حدیث قدسی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الحدیث القدسی

ھو من حیث المعنی من عند اللہ تعالیٰ ومن حیث اللفظ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو ما اخبر اللہ تعالیٰ بہ نبیہ بالالھام وبالمنام فاخبر علیہ السلام عن ذلک بعبارۃ نفسہ، فا القرآن مفضل علیہ لان لفظہ منزل ایضا

(التعریفات: ص:45)

حدیث قدسی

وہ ہے جو معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا اور لفظ کے اعتبار سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے، اس نص کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یا خواب میں دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر کیا۔ حدیث قدسی پر قرآن کو بہرحال فضیلت ہے کیونکہ قرآن کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں۔

ان دو تعریفوں کے اندر فرق کی وجہ

حضرت ملا علی قاری اور سید میر سید شریف جرجانی علیہما الرحمہ کی تعریف میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ سوائے اس معمولی فرق کے کہ جرجانی نے حدیث قدسی کے الفاظ کو صرف الہام یا خواب میں منحصر کیا ہے جبکہ ملا علی قاری نے ان دو کیفیتوں کے علاوہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کا بھی اضافہ کیا ہے لیکن اس فرق کو اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ محض لفظی فرق ہے، کیونکہ الہام اپنے وسیع معنی میں اس صورت کو بھی شامل ہے۔ ان دونوں تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث قدسی ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کیا جائے اور اس کی تعبیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الفاظ میں کریں چونکہ ان احادیث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو احادیث قدسیہ یا احادیث الٰہیہ یا احادیث ربانیہ بھی کہا جاتا ہے۔

اہم شبہ اور اس کا ازالہ

یہاں پر ایک شبہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تمام احادیث مبارکہ جن کا تعلق دینی اور اخروی امور سے ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی القاء شدہ اور وحی الٰہی سے ماخوذ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: 3، 4)

”اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے یہ تو وحی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔“

اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”الا وانی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ“

(سنن ابی داؤد: کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ ص:726، ح:4603 بیروت)

"بے شک مجھے کتاب (قرآن) اور اس کے ساتھ اس کی مثل (اس کا بیان یعنی احادیث مبارکہ) عطا فرمایا گیا ہے۔"

اس آیت اور حدیث میں کیا ثابت کریں گے

مذکورہ آیت میں اور حدیث کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ احادیث نبویہ بھی منجانب اللہ ہیں اور ان کی بنیاد بھی وحی الٰہی پر ہے۔ پھر صرف احادیث قدسیہ ہی کو وحی الٰہی سے ماخوذ کہنا کہاں تک درست ہوسکتا ہے۔

علماء کرام کا اس شبہ کے جوابات دینا

اس شبہ کے ...ب میں علماء کرام نے فرمایا کہ

یہ درست ہے کہ احادیث قدسیہ اور غیر قدسیہ دونوں منجانب اللہ ہوتی ہیں لیکن باقی حدیثوں کے مقابلہ احادیث قدسیہ اس لئے ممتاز ہوتی ہیں کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔

مثلاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

باقی احادیث میں یہ خصوصیت نہیں ہوتی بلکہ ان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتی ہے۔

قاضی محمد شریف الدین فاروقی کا اس شبہ کا جواب دینا

قاضی محمد شریف الدین فاروقی اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الفرق بان الحديث القدسی مضاف الی اللہ تعالٰی ومروی عنہ بخلاف غیرہ وقد یفرق بان القدسی ما یتعلق بتنزیہ ذاتہ

وصفاته الجلالية والجمالية

قال الطيبي

القرآن هو اللفظ المنزل به جبرئيل على النبي صلى الله عليه وسلم

والقدسي

اخبار الله معناه بالالهام او المنام فاخبر النبي عليه السلام امته بعبارة نفسه وسائر الاحاديث لم يضفها الى الله ولم يروها عنه

(الاتحاف السنیہ للمدنی ص:236)(التاتمرنی شرح المعنی الحدیث القدسی مشولہ)

(دیگر احادیث اور حدیث قدسی میں) فرق اس طرح کیا جائے گا کہ حدیث قدسی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہوتی ہے۔ برخلاف دوسری احادیث کے، اور کبھی اس طرح بھی فرق کیا جاتا ہے کہ حدیث قدسی اللہ تعالیٰ کی نیز یہ ذات اور اس کی صفات جلالیہ و جمالیہ سے متعلق ہوتی ہے۔

طیبی نے کہا کہ

قرآن وہ لفظ منزل ہے جو جبرائیل (علیہ السلام) کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

اور حدیث قدسی وہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے الہام یا خواب کے ذریعہ جس کا معنی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا[ya] پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں امت کو اس کی خبر دی باقی دیگر احادیث الل[ہ] تعالیٰ کی جانب منسوب نہیں کی جاتیں اور نہ ہی حضور علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عزالدین ابراہیم کا قول

ڈاکٹر عزالدین ابراہیم لکھتے ہیں

التمیز بین الحدیث القدسی والحدیث النبوی:

فالنبوی ینتھی سندہ الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بینما یرتفع القدسی الی اللہ عزوجل فالقول فیہ لہ جل جلالہ:

وکثیراً ما یکون بضمیر المتکلم کما فی حدیث تحریم الظلم:

یا عبادی

انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرماً فلا تظالموا وھذا لاینفی ان الحدیث النبوی یستند فی مجموعہ الی وحی اللہ (الاربعون القدسیہ ص: 26 بیروت)

حدیث نبوی اور حدیث قدسی میں تمیز اس طور پر ہوگی کہ

حدیث نبوی کی سند حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر جا کر ختم ہو جاتی ہے جبکہ حدیث قدسی کی سند اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہوتا ہے۔ زیادہ تر اس میں متکلم کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ تحریم ظلم والی حدیث میں فرمایا

اے میرے بندو!

میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو آپس میں ظلم مت کرو، اور یہ بات اس کے منافی نہیں ہے کہ حدیث نبوی کی بنیاد بھی بالجملہ وحی الٰہی پر ہو۔



قرآن مجید اور احادیث قدسیہ میں فرق

قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور احادیث قدسیہ کا معنیٰ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب ہوتا ہے۔

ان دونوں میں فرق کس طرح کیا جائے گا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وهی تغائر القرآن الحميد والفرقان المجيد بان نزوله لایکون الابواسطة الروح الامين، ويكون مقيداً باللفظ المنزل من اللوح المحفوظ على وجه التعيين، ثم يكون نقله متواتراً قطعيا في كل طبقة وعصر وحين

(الاحادیث القدسیہ الاربعینیہ ص:2)

قرآن مجید فرقان مجید احادیث قدسیہ سے اس طور پر مختلف ہے کہ قرآن کا نزول صرف روح امین کے واسطے سے ہوا ہے، اور متعین طور پر لوح محفوظ سے اس کے الفاظ نازل ہوتے ہیں، پھر یہ کہ قرآن کریم ہر طبقے اور ہر زمانے میں تواتر کے ساتھ نقل ہوتا رہا۔"



قرآن کریم اور احادیث قدسیہ میں یہی بنیادی فرق ہے۔

اس فرق کی بنیاد پر ان دونوں میں جو فروعی فرق مرتب ہوتے ہیں ان کو ملا علی قاری نے

احادیث القدسیہ الاربعینیۃ میں

حافظ ابن حجر الہیثمی نے



شرح الفتح المبین میں

محمد علی فاروقی نے

کشاف الاصطلاحات میں

اور ڈاکٹر عزالدین ابراہیم نے

الاربعون القدسیہ میں بیان کیا ہے۔

ان علماء کرام کے بیان کردہ اصولی فرق اور ان پر مرتب ہونے والے فروعی فرق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱)

قرآن کریم کسی بھی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ ہے اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم میں لی ہے، احادیث قدسیہ ایسی نہیں ہیں۔

(۲)

قرآن کریم لفظاً اور معناً معجزہ ہے کہ اس کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے۔ حدیث قدسی میں یہ شان اعجاز نہیں ہوتی۔

(۳)

قرآن کریم کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئے ہیں برخلاف حدیث قدسی کے کہ اس کا صرف معنی منجانب اللہ ہے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

(۴)

قرآن کریم متواتر ہے جبکہ احادیث قدسیہ اخبار احاد کے ضمن میں آتی ہیں۔ اسی لئے ان میں بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔

(۵)

قرآن کریم پورا کا پورا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے نازل ہوا ہے۔ جبکہ احادیث قدسیہ بعض حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہیں اور بعض الہام یا خواب میں بتائی گئی ہیں۔

(۶)

قرآن کریم کو نماز میں پڑھنا فرض و واجب ہے جبکہ اگر حدیث قدسی نماز میں پڑھی تو نماز باطل ہو جائے گی۔

(۷)

قرآن کریم کے مختلف اجزاء کو سورۃ اور آیت سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ احادیث قدسیہ کو ان ناموں سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔

حدیث قدسی کی اقسام

احادیث قدسیہ الفاظ اور اپنے موضوعات کی بنیاد پر چند قسموں کی ہوتی ہیں۔ کچھ احادیث قدسیہ ایسی ہوتی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی قول منقول ہوتا ہے، کچھ احادیث میں اس بات کی صراحت تو نہیں ہوتی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے مگر سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول باری عزوجل ہے۔ کچھ احادیث میں کوئی قول نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل بیان کیا جاتا ہے۔ احادیث قدسیہ کی ایک قسم یہ ہے کہ ان کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک طویل حدیث ہوتی ہے جس میں قیامت یا عالم آخرت کے احوال بیان کئے جاتے ہیں اور حدیث کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل مذکور ہوتا ہے۔ یہ احادیث قدسیہ کی مختلف اقسام ہیں ہم یہاں ان تمام اقسام کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۱)

احادیث قدسیہ کی سب سے اہم وہ قسم ہے جن میں مذکور قول یا فعل کی نسبت صراحتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔

ایسی احادیث کو محدثین مندرجہ ذیل طریقوں سے روایت کرتے ہیں اگرچہ معنی ومفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

الف: یقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ عزوجل

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(ب)

قال اللہ تعالیٰ فیما رواہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (اس حدیث میں) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روایت کی۔

(ج)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تبارک وتعالیٰ

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے یہ اور اس قسم کے بعض دوسرے الفاظ میں بھی حدیث قدسی روایت کی جاتی ہے ان میں اس بات کی صراحت ہے کہ آگے آنے والے قول یا فعل کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہے۔ ان میں کبھی اللہ تعالیٰ صیغۂ متکلم سے کلام فرماتا ہے اور کبھی صیغۂ غائب کے ساتھ مثلاً

(الف)

عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تبارك وتعالٰی انا اغنی الشرکاء عن الشرك من عمل عملاً اشرك فیه غیری ترکته وشرکه

(مسلم: کتاب الزہد والرقائق: باب تحریم الریاء: ص: 1462: رقم الحدیث: 7369)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
میں شریک سے بے نیاز ہوں۔ جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

(ب)

عن ابی ھریرة رضی الله تعالٰی عنه
قال قال النبی صلی الله علیه وسلم
یقول الله تعالٰی
انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی

(بخاری: کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ: ص: 1854: رقم الحدیث: 7405)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(ج)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فیما یروی عن ربه عزوجل
قال ان اللہ کتب الحسنات والسیئات ثم بین ... من ھم
بحسنة فلم یعملها کتبها اللہ له عنده حسنه ... فان ھو
ھم بھا فعملها کتبها اللہ له عنده عشر حس... الی سبعمائة
ضعف الی اضعاف کثیرة ومن ھم بسیئة فا... کتبھا اللہ
له عنده حسنة کاملة فان ھو ھم بھاه فعـ... اللہ سیئة
واحدة

(بخاری: کتاب الرقاق: باب من ہم بحسنۃ او سـ... 163، رقم الحدیث: 6491)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے
اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان... بیان کر دیا تو جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس ...ں کے لئے ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے اور پھر اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔

(۲)

اللہ تعالیٰ کے بعض اقوال یا افعال کسی حدیث کے ضمن میں مذکور ہیں۔ ان اقوال



وافعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب نہیں ہوتی بلکہ یہ مجہول کے صیغہ میں وارد ہوتے ہیں لیکن سیاق وسباق اس بات پر قطعی طور پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول یا فعل ہے۔

مثال کے طور پر

عن ابی هريره رضی الله تعالیٰ عنه

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم

قال تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل

عبدلا يشرك با الله شيئا

الا

اجلاً كانت بينه وبين اخيه شحناء ، فيقال انظروا هذين حتى

يصطلحا انظروا هذ ين حتى يصطلحا، انظرو اهذين حتى

يصطلحا

(مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب: باب النہی عن الشحناء والتحاجر ص:1270 رقم الحدیث:6439 بیروت)

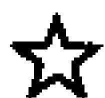
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں پھر ہر اس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔

سوا

ان لوگوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہیں، ندا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کرلیں۔



اس حدیث پاک میں یہ جملہ کہ

ہر اس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے جو اس میں اگرچہ مغفرت کی نسبت اللہ

تعالیٰ کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ صیغہ مجہول وارد ہے لیکن قطعی طور پر یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے کیونکہ مغفرت کرنا، اس کی شان ہے اور اسی کے لائق ہے۔

اسی طرح یہ جملہ کہ

ندا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔

اس میں اگرچہ صراحت نہیں ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو مہلت دو بلکہ یہاں بھی صیغہ مجہول والا ہے تاہم سیاق سباق اور جملے کی عظمت وہیبت سے قطعی طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

اسی طرح

شفاعت کی وہ طویل اور مشہور حدیث جو صحیحین میں وارد ہے۔

اس میں ہے کہ

جب لوگ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سے مایوس ہو کر شافع محشر کی بارگاہ حاضر ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جائیں گے۔

آگے حدیث کے الفاظ یوں وارد ہوئے ہیں۔

ثم یقال لی ارفع ارسك سل تعطه وقل یسمع واشفع تشفع

(بخاری: کتاب الرقاق: باب صفۃ الجنۃ والنار: ص:1652 ج:6565 بیروت)

پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ

اپنا سر اٹھاؤ، مانگو عطا کیا جائے گا، کہو (تمہاری بات) سنی جائے گی شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔"

یہاں پر بھی مجہول کا صیغہ ہے کہ

پھر مجھ سے کہا جائے گا۔

لیکن اسلوب بیان بتا رہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔

(۳)

حدیث کے ابتدائی حصہ میں تو اس بات کی صراحت نہیں ہوتی کہ حدیث قدسی ہے مگر درمیان میں صراحتاً اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر

عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیه وسلم یقول یعجب ربك من راعی غنم، فی رأس شظیة الجبل یوذن با الصلاۃ ویصلی فیقول عزوجل انظروا الی عبدی ھذا یؤذن ویقیم الصلوۃ یخاف منی قد غفرت لعبدی واخلته الجنة

(سنن ابی داؤد: کتاب الصلوۃ: باب الاذان فی السفر ص 197: رقم الحدیث: 1203 بیروت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اسی طرح مسلم شریف کی وہ حدیث جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی امت کے سلسلہ میں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور گریہ فرمایا پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی مغفرت کی دعا کی۔

اس کے بعد حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

فقال الله عزوجل

يا جبرائيل اذهب الى محمد، وربك اعلم فسئله ما يبكيك؟

فاتاه جبرائيل عليه السلام

فسأله فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بما قال وهو اعلم فقال الله

يا جبرئيل اذهب الى محمد فقل انا سنرضيك في امتك ولا نسوك

(مسلم کتاب الایمان: باب دعاء الخیر لامته ص:126، رقم الحدیث:387 بیروت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

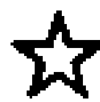
اے جبرئیل (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ، حالانکہ تمہارا رب زیادہ جانتا ہے مگر ان سے پوچھو آپ کو کس چیز نے رلایا۔

حضرت جبرائیل (علیہ السلام) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔

اور ان سے پوچھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جا کر اللہ تعالیٰ کو سب ماجرا بتا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے جبرئیل (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملہ میں تمہیں راضی کر لیں گے اور تمہیں رنجیدہ نہیں کریں گے۔



ان احادیث مبارکہ سے واضح معلوم ہو رہا کہ یہ احادیث قدسیہ ہیں۔ کیونکہ ان میں ایسا کلام وارشاد فرمایا گیا جو کہ احادیث قدسیہ پر مشتمل ہے۔

احادیث قدسیہ کے موضوعات

احادیث قدسیہ کی تعداد زیادہ نہیں ہے جتنا کہ احادیث مبارکہ کی تعداد زیادہ ہے۔ احادیث مبارکہ کیونکہ کثیر موضوعات پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے ان کے موضوعات بھی کثیر ہیں لیکن اس کے برعکس احادیث قدسیہ میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ان میں مخصوص موضوعات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کا اظہار اور بندۂ مومن کے دل میں سوز وگداز پیدا ہو جاتا ہے۔ احادیث قدسیہ میں جن موضوعات کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے ان کا سرسری جائزہ حسب ذیل ہے۔

توحید وشرک

عقیدہ توحید نجات کے لئے ضروری عقیدہ ہے اور اسلام کے عقائد میں سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ ہے بلکہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں مبعوث کئے گئے ان سب کی دعوت کی بنیاد عقیدۂ توحید پر تھی۔ اسی طرح گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہے۔

چنانچہ احادیث قدسیہ میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے توحید کا اثبات، اہل توحید کا انعام وثواب، شرک کی مذمت اور اہل شرک کے انجام اور ان کے عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔

مثال کے طور پر

عن انس یرفعه

ان اللہ یقول لاهون اهل النار عذابا لو ان لك ما فی الارض من شیء کنت تفتدی به؟

قال نعم

قال فقد سألتك ماهو اهون من هذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرك بی ابیت الا الشرك

(بخاری: کتاب الانبیاء: باب ماخلق آدم وذریتہ: ص:2813، رقم الحدیث:3344، بیروت)

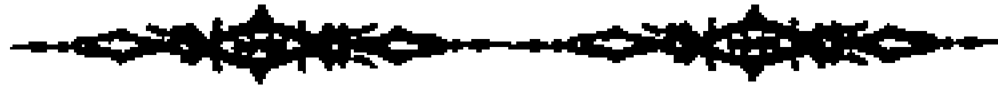
حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو جہنم میں سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا فرمائے گا کہ اگر زمین کی تمام چیزیں تیری ملکیت میں ہوتیں تو کیا جہنم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ سب دے دیتا؟

وہ کہے گا ہاں

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ

میں نے تجھے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا جب تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا مگر تو نے نہیں مانا اور شرک کیا۔



شانِ رحمت ومغفرت

احادیث قدسیہ میں سب سے زیادہ اہم اور غالب موضوع ہے۔ وہ شان رحمت اور بخشش ومغفرت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسا رحیم وکریم اور کیسا معاف اور درگزر کرنے والا ہے۔ اس کا اظہار احادیث قدسیہ میں کثرت کے ساتھ ایسے پیرائے میں کیا گیا ہے کہ ہم جیسے گناہ گاروں اور خطا کاروں کو بھی اپنی بخشش ومغفرت کی امید بندھ جاتی ہے۔ ان احادیث قدسیہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس درجہ کی محبت فرماتا ہے کس کس انداز سے ان کی بخشش فرماتا ہے اور کیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر محض اپنی رحمت سے مغفرت فرمادیتا ہے میں چند احادیث قدسیہ ایمان کی تازگی کے لئے عرض کرتا ہوں۔

(۱) قیامت کے دن ننانوے دفتر کھلنا

عن عبداللہ بن عمر بن العاص

یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ان اللہ یستخلص رجلا من امتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامۃ فینشر علیہ تسعۃ وتسعین سجلا کل سجل مثل مد البصر

ثم یقول اتنکر من ھذا شیئا اظلمتك کتبتی الحافظون؟

فیقول لا یارب ۔

فیقول افلك عذر؟

فیقول لا یارب

فیقول بلی ان لک عندنا حسنة، فانه لا ظلم علیک الیوم

فتخرج بطاقة فیھا اشھد ان لا اله

الا الله واشھد ان محمدا عبده ورسوله،

فیقول احضر وزنک

فیقول یارب ما ھذه البطاقة مع ھذه السجلات؟

فقال انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفة والبطاقة فی

کفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا یشغل مع اسم الله

شیء .

(ترمذی: کتاب الایمان، باب ماجاء فیمن یموت وھو یشھد ان لا الٰہ الا اللہ ص: 92، قدیمی کتب کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں ایک شخص کو چن کر الگ فرمائے گا۔ پھر اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے۔ ہر دفتر کی لمبائی تا حد نگاہ ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے ان میں سے کسی (گناہ) کا انکار ہے؟

کیا میرے لکھنے والے حافظوں (کراماً کاتبین) نے تجھ پر ظلم کیا؟

بندہ عرض کرے گا نہیں میرے رب (عزوجل)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟

بندہ عرض کرے گا نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

پھر ایک رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اپنے ترازو کے پاس حاضر ہو۔

وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلہ میں اس رقعہ کی کیا حیثیت ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا

تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اس کے بعد وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ رقعہ ایک پلے میں رکھا جائے گا۔ دفتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور رقعہ والا پلہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

(۲) جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں

عن ابی سعید الخدری رضی الله تعالیٰ عنه

النبی صلی الله علیه وسلم قال

یدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار

ثم یقول الله تعالیٰ

اخرجوا من النار من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فیخرجون منها قد اسودوا، فیلقون فی نحصر الحیا او الحیاة شك مالك فینبتون کما تبت الحبة فی جانب السبل .

الم تر انها تخرج صفراء ملتوية

(بخاری: کتاب الایمان: باب تفاضل اہل الایمان فی الاعمال ص:25، رقم الحدیث:22 بیروت)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(قیامت کے دن) جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:!

جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو

جب وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ جل کر بالکل سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان

کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو ان پر از سر نو بالیدگی آ جائے گی۔

جیسے

سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ زرد اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔

(۳) میں نے اپنے بندوں کو بخش دیا بخش دیا

عن ابی هريرة رضى الله عنه

قال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم:

قال ان عبداً اصاب ذنباً وربما قال اذنب ذنبا فقال رب

اذنبت وربما قال اصبت فاغفرلى فقال ربه اعلم عبده

ان له رباً يغفر الذنوب ويأخذيه غفرت لعبدى

ثم مكث ماشاء الله

ثم اصاب ذنباً فقال اذنبت او اصبت آخر فاغفره لى

فقال اعلم عبدى ان له ربا يغفر الذنوب ويأخذبه غفرت

لعبدى

ثم مكث ماشاء الله

ثم اذب ذنباً وربما قال اصاب ذنباً قال قال رب اصبت او

قال اذنبت آخر فاغفره لى .

فقال اعلم عبدی ان له رباً یغفر الذنوب ویا خذبه غفرت لعبدی ثلاثا ماشاء

(بخاری: کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ: ص1879 رقم الحدیث: 7507 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے۔ اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس سے مواخذہ کرتا ہے۔

میں نے اس کو بخش دیا۔

پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے

اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کو معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔

پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا ہے اور پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے۔

اے پروردگار میں نے گناہ کر لیا ہے تو اس کو معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر

مواخذہ کرتا ہے۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا بخش دیا۔اب جو چاہے کرے۔

(۴) جنت میں داخل ہو جا

عن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انی لاعلم آخر اهل النار خروجاً منها وآخر اهل الجنة دخولاً

رجل يخرج من النار كبواً

فيقول الله

اذهب فادخل الجنة فياتيها فيخيل اليه انها ملأى فيرجع

فيقول يارب وجدتها ملأى

فيقول اذهب فادخل الجنة فادخل الجنة فان لك مثل الدنيا وعشرة امثالها او ان لك مثل عشرة امثال الدنيا، فيقول

تسخر مني او تضحك مني وانت الملك؟

فلقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه وكان يقول ذاك ادنى اهل الجنة منزلة

(بخاری: کتاب الرقاق: باب صفۃ الجنۃ والنار ص:1653 رقم الحدیث: 6571 بیروت)

حضرت عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔وہ شخص گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا وہ شخص گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔

جنت میں داخل ہو جا۔

وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ وہ لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا

جا جنت میں چلا جا۔

وہ پھر لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا۔

اے پروردگار!

جنت بھری ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جا جنت میں داخل ہو جا، تیرے لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد وسعت وہاں ہے۔

وہ عرض کرے گا۔

اے رب کریم!

کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے؟

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ

میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ شخص مرتبہ میں سب سے ادنیٰ جنتی ہوگا۔

(۵) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ



قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لما قضی اللہ الخلق کتب فی کتابہ فھو عندہ فوق العرش ان

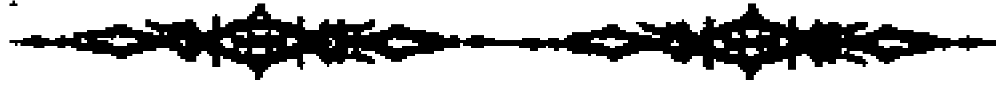
رحمتی غلبت غضبی

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہ ص/784 رقم الحدیث: 3194 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمادیا تو اس نے کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔



مکارم اخلاق

احادیث قدسیہ کی ایک عظیم شان اور خصوصیت ہے۔اس میں کچھ احادیث قدسیہ بندوں کو مکارم اخلاق، حسن معاملہ، انسانی دوستی اور صالحین ومتقین سے الفت ومحبت کی۔ تعلیم دیتی ہیں اور ان میں ایک ایسا رنگ بھرتی ہیں جو انہیں سنت کے مطابق زندگی گزارنے پر عشق بڑھاتی ہیں۔

جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کرنے والا

عن ابی هريرة رفعه

قال ان الله يقول انا ثالث الشريكين مالم يخن احدهما صاحبه فاذا خانه خرجت من بينهما

(ابوداؤد: کتاب البیوع: باب فی الشرکۃ/ص:542رقم الحدیث:3383بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاروایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

دوشریکوں کے درمیان میں تیسرا ہوتا ہوں۔ جب تک ایک شریک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا۔ جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے جدا ہو جاتا ہوں۔

(۲) قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا

عن ابی هريرة رضی الله عنه



عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ

ثلاثۃ انا خصمھم یوم القیامۃ

رجل اعطی بی ثم غدر

ورجل باع حراً فاکل ثمنہ

ورجل استأجرہ اجیراً فاستوفی منہ ولم یعط اجرہ

(بخاری: کتاب البیوع: باب اثم من باع حرا: ص:525، رقم الحدیث: 2227 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

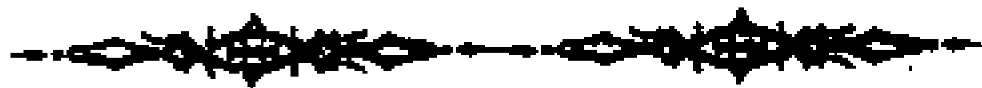
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا

(ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بدعہدی کی۔

(۲) دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھالی۔

(۳) تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر مزدور کو مزدوری نہیں ادا کی۔



اعمال کا ثواب اور نیکیوں کی جزاء

اللہ تعالیٰ کی جب بندہ عبادت کرتا ہے تو اس کی جزا بھی مقرر شدہ ہے۔ اس حوالے سے احادیث قدسیہ کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن میں مختلف اعمال اور نیکیوں کے ثواب اور ان کی جزاء کا ذکر ہے۔ ان احادیث قدسیہ میں اعمال کی ترغیب دلوائی گئی ہے۔

(۱) کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں گا

عن جندب (رضی اللہ عنہ)

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدث ان رجلا قال واللہ لا

یغفر اللہ لفلان

وان اللہ تعالی قال

من ذالذی یتالی علی ان لا اغفر لفلان فانی قد غضرت لفلان

واحبطت عملک او کمال قال

(مسلم: کتاب البر والصلۃ: باب النہی عن تقنیط الانسان من رحمۃ اللہ تعالیٰ ص: 1292 رقم الحدیث 6576 بیروت)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

ایک آدمی نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم، اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی مغفرت نہیں

فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں گا۔

سن لے!

میں نے اس شخص کو بخش دیا اور تیرے اعمال رائیگاں کر دیئے۔

(۲) روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

عن ابی هريرة رضی الله عنه!

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم!

قال الله تبارك وتعالىٰ!

كل عمل ابن آدم له الا الصيام فانه لی و انا اجزیٰ به

والصيام جنة واذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا

يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل

انی امرؤ صائم

والذی نفس محمدبیده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من

ريح المسك للصائم فرحتان

يفرحهما

اذا افطر فرح

واذا لقی ربه فرح بصومه

(بخاری: کتاب الصوم: باب ھل یقول انی صائم اذا شتم ص 451 رقم الحدیث: 1904 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے، کیوں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، روزے (جہنم سے بچانے کے لئے) ڈھال ہیں: تم میں سے کوئی جب روزہ سے ہو تو اس دن نہ تو فحش کرے نہ شوروغل کرے: اگر کوئی اسے گالی یا اس سے لڑنا چاہے تو اس سے کہہ دے میں آج روزے سے ہوں۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر اور اچھی ہے۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔

ایک خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے۔

اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب (عزوجل) سے ملے گا۔

(۳) کیا میں نے تمہارے اجر وثواب میں سے کچھ کم کیا ہے

عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ انہ اخبرہ

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول انما بقاؤکم فیما سلف قبلکم من الامم کما بین صلاۃ

العصر الی غروب الشمس اوتی اہل التوراۃ التوراۃ فعملوا

حتی اذا انتصف النہار عجزوا، فاعطوا قیراطاً قیراطاً

ثم اوتی اہل الانجیل الانجیل فعملوا الی صلاۃ العصر ثم

عجزوا فاعطوا قیراطاً قیراطاً

ثم اوتینا القرآن فعملنا الی غروب الشمس فاعطینا قیراطین

قیراطین ۔

فقال اہل الکتابین

ای ربنا اعطیت ہؤلاء قیراطین قیراطین واعطیتنا قیراطاً

قیراطاً ونحن کن اکثر عملاً؟

قال قال اللہ عزوجل

ھل ظلمتکم من اجرکم من شیء؟

قالوا

لا

قال

فھو فضلی اوتیہ من اشاء

(بخاری: کتاب مواقیت الصلوۃ: باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب: ص: 143، رقم الحدیث: 557، بیروت)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے کہ بے شک ان کو خبر دی گئی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ

گزشتہ قوموں کے مقابلہ میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت عصر اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے۔

اہل تورات کو توریت عطا کی گئی تو

انہوں نے اس پر دو پہر تک عمل کیا۔ اس کے بعد وہ عاجز ہو گئے لہٰذا ان کو (اس عمل کے بدلے میں) ایک قیراط اجر دیا گیا۔

پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے لہٰذا ان کو بھی ایک ایک قیراط اجر و ثواب دیا گیا۔

پھر ہمیں قرآن عطا فرمایا گیا۔

اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک کام کیا؟

لہٰذا ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا۔

یہود و نصاریٰ نے عرض کیا:

اے ربّ!

تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب کیا ہے اور ہمیں ایک ایک قیراط

حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہارے اجر و ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا!

کچھ نہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(۴) میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں

عن انس بن مالك رضى الله عنه

قال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم

يقول ان الله تعالىٰ

اذا ابتليت عبدى به بحبيبتيه فصبر عوضته منهما الجنة يريد

عينيه

(بخاری: کتاب المرضیٰ: باب فضل من ذھب بصرہ: ص:1445، رقم الحدیث:5653 بیروت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ.

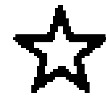
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کر

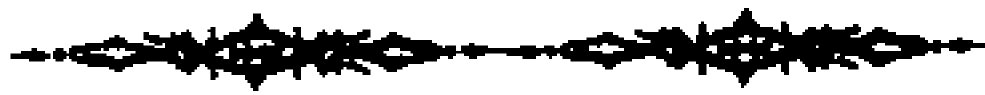
جوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں۔

دو پیاری چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔



تمام احادیث قدسیہ اپنی ایک الگ امتیازی شان وشوکت رکھتی ہیں۔ ان سے بندے کے دل میں ایک عجیب لطف اور آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں اور بندہ یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا رحیم وکریم ہے پھر ہم کیوں گناہ کریں۔ کیوں اللہ تعالیٰ کو ناراض کریں۔ کیوں اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں اتار کر برباد کریں۔ کیوں دنیا میں ذلت ورسوائی حاصل کریں اور آخرت میں بھی کیوں نادم ہوں۔ بالآخر بندہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں لگ جاتا ہے پھر اس کا ہر قول وفعل اللہ تعالیٰ کے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی جب اپنے بندے کو ملاحظہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ اب میرے فرامین پر عمل کر رہا ہے تو اپنے بندے کی مغفرت فرما کر اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہے۔

اب میں احادیث قدسیہ کو تفصیل کے ساتھ ذکر کرتا ہوں جن میں ہر موضوع پر الگ احادیث قدسیہ کو ذکر کروں گا۔



ذکر اللہ اور کلمہ توحید کی فضیلت

جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ملاحظہ فرماتا ہے اور ان کو اس ذکر پر عظیم اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ پھر ان کے ذکر کرنے پر فرشتوں کو گواہ بنا کر مغفرت کی بشارت سناتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔ چنانچہ اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے کہ اپنے بندوں کو ذکر کرنے پر فرشتوں کو گواہ بنا کر پھر ان کو مغفرت کی بشارت بھی سناتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں چند احادیث قدسیہ حسب ذیل ہیں:

(۱) تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم:

ان الله ملائكة يطوفون فی الطرق، يلتمسون اهل الذكر، فاذا وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا هلموا الی حاجتكم

قال

فيحفونهم باجنحتهم الی السماء الدنيا

قال

فيسالهم ربهم وهو اعلم بهم



ما یقول عبادی؟

قال:

یقولون

یسبحونك ویکبرونك ویحمدونك ویمجدونك

فیقول

هل یرونی؟

قال فیقولون!

لا!

واللہ ماراؤك

قال فیقول

وکیف لوراونی؟

قال یقولون

لو راؤك كانوا اشدلك عبادة، واشدلك تمحیداً،

واكثرتسبیحا

قال فیقول

فما یسالونی؟

قال

یسالونك الجنة

قال یقول

وهل راؤها؟

قال یقولون!

لا!



واللہ یارب ماراؤھا!

قال

فکیف لو انھم راؤھا؟

قال یقولون!

لو انھم راؤھا کانوا اشد علیھا حرصاً، واشد لھا طلباً،

واعظم فیھا رغبۃ

قال

فمم یتعوذون؟

قال یقولون

من النار!

قال یقول

وھل راؤھا؟

قال یقولون

لا!

واللہ یارب! ما راؤھا

قال یقول!

فکیف لو راؤھا؟

قال یقولون

لو راؤھا کانوا اشد منھا فراراً، واشد لھا مخافۃ

قال فیقول

اشھدکم انی قد غفرت لھم

قال یقول

ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم، انما جاء لحاجة

قال

هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم

(بخاری:ص:948،قدیمی کتب خانہ کراچی،باب فضل اللہ تعالیٰ،ج:2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہوتے ہیں جو راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور پھر جب ایسی کسی قوم کو پاتے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہو تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آ جاؤ۔

فرمایا کہ

پھر وہ فرشتے ان ذکر کرنے والوں کو زمین سے آسمان تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ

پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے کہ

میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے

فرمایا کہ

فرشتے عرض کرتے ہیں!

وہ آپ کی پاکی و بڑائی اور حمد و ثناء و کبریائی کو بیان کر رہے تھے

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

نہیں!



بخدا! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا

فرمایا!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذرا بتلاؤ تو اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا

فرمایا کہ

فرشتے عرض کرتے ہیں

اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو آپ (عزوجل) اور زیادہ عبادت کرتے اور آپ (عزوجل) کی اور زیادہ پاکیزگی اور حمد وثناء بیان کرتے اور کثرت سے آپ کی تسبیح بیان کرتے۔

فرمایا

پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

وہ مجھ سے کیا چیز مانگ رہے تھے؟

فرمایا (وہ کہتے ہیں کہ)

آپ (عزوجل) سے جنت طلب کر رہے تھے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے (یعنی جنت کو)

فرمایا، وہ کہتے ہیں کہ

نہیں، اے ہمارے رب (عزوجل)

بخدا انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔

فرمایا:

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

اگر وہ دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟

فرمایا:

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

اگر وہ دیکھ لیتے تو اور زیادہ اس جنت کے حریص ہوتے اور انہیں اس کی طلب اور خواہش ورغبت اور زیادہ ہوجاتی۔

فرمایا!

پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے۔

فرمایا

وہ فرشتے عرض کرتے ہیں۔

آگ سے

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟

فرمایا

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

نہیں! بخدا اے رب! (عزوجل)

انہوں نے بالکل اسے نہیں دیکھا ہے۔

فرمایا

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

فرمایا

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے اور زیادہ بھاگتے اور اس سے مزید خوف کھاتے تو

فرمایا

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کردی ہے۔

فرمایا

فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ

ان لوگوں میں فلاں شخص بھی تھا جو ان میں سے نہ تھا وہ تو اپنی کسی حاجت کی وجہ سے آیا تھا (کیا اس کی بھی مغفرت ہوگئی)

فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔

(۲) تحقیق میں نے ان کی مغفرت فرمادی اور ان کو وہ کچھ دیا جن کی وہ طلب کر رہے تھے

عن ابی هریرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله علیه وسلم قال

ان الله تبارك وتعالیٰ ملائكة سيارةً فضلا يتبعون مجالس الذكر فاذا وجدوا مجلسا فيه ذكر، قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا باجنحتهم حتى يملأ وا ما بينهم وبين السماء الدنيا فاذا انصرفوا عرجوا وصعدوا الى السماء

قال

فيسألهم الله عزوجل وهو اعلم بهم



من اين جئتم؟

فيقولون

جئنا من عند عبادلك في الارض، يسبحونك ويكبرونك

ويهللونك ويحمدونك ويسألونك

قال

وما يسألوني؟

قالوا!

يسألونك جنتك

قال

وهل راؤا جنتي؟

قالوا!

لا، اى رب

قال

فكيف لو راؤا جنتي؟

قالوا!

يستجيرونك

قال

ومم يستجيرونني؟

قالوا!

من نارك يارب

قال!

وهل رأوا ناري؟



قالوا!

لا

قال

فکیف لو راؤ انارى؟

قالوا!

و یستغفرونك

قال

فیقول

قد غفرت لهم واعطيتهم ما سألوا واجرتهم مما استجاروا

قال

یقولون

رب فيهم فلان عبد خطاء ، انمامر فجلس معهم

قال

فیقول

وله غفرت هم القوم لا یشقی بهم جلسیهم

(مشکوۃ المصابیح: کتاب الاعتکاف ص:197)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے اسی کام پر مامور ہیں جو ادھر ادھر پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے رہتے ہیں چنانچہ وہ جب کسی ایسی مجلس کو پا لیتے ہیں جہاں ذکر ہو رہا ہو تو وہ بھی ان ذاکرین کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے ایک دوسرے کو ڈھانپ لیتے ہیں حتیٰ کہ وہ زمین سے آسمان پر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باوجودیکہ ان فرشتوں سے زیادہ

ان لوگوں کی کیفیت کو جانتا ہے۔

ان فرشتوں سے یہ پوچھتا ہے:

تم کہاں سے آرہے ہو؟

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

ہم آپ (عزوجل) کے ایسے بندے کے پاس سے آرہے ہیں جو زمین میں آپ عزوجل کی تسبیح بیان کررہے ہیں اور آپ (عزوجل) کی بڑائی بیان کررہے ہیں اور لا الہ الا اللہ پڑھ رہے ہیں اور الحمد للہ کہہ رہے ہیں اور آپ سے سوال کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کررہے ہیں

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

آپ (عزوجل) سے آپ کی جنت کا سوال کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے۔

فرشتے عرض کرتے ہیں۔

نہیں اے ہمارے رب (عزوجل)!

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟

پھر فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ لوگ آپ (عزوجل) کے ذریعے پناہ مانگ رہے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وہ کس چیز سے میرے ذریعہ پناہ مانگ رہے تھے

تو فرشتے عرض کرتے ہیں



اے ہمارے رب آپ (عزوجل) کی آگ سے پناہ مانگ رہے تھے

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟

فرشتے عرض کرتے ہیں۔

نہیں۔ (اے ہمارے رب) (عزوجل)

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟

پھر فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ آپ (عزوجل) سے مغفرت طلب کر رہے تھے۔

ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تحقیق میں نے ان کی مغفرت کر دی اور ان کو وہ کچھ دے دیا جس کی وہ طلب کر رہے تھے اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی ہے اس سے انہیں پناہ دے دی۔

فرمایا

وہ فرشتے کہیں گے

اے ہمارے رب! ان میں فلاں شخص بھی تھا اور وہ تو بہت ہی گناہ گار ہے اور وہ تو یونہی وہاں سے گزر رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا

فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں نے اس بیٹھنے والے کی بھی مغفرت کر دی۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم و بدبخت نہیں رہ سکتے۔

(۳) میرے بندے نے جیسے یہ کہا ہے تم اسے ویسے ہی لکھ لو

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثهم

ان عبدا من عباد الله قال

یا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك والعظيم

سلطانك فعضلت با الملكين فلم يدريا كيف يكتبانها،

فصعدا الى السماء

و قالا

یاربنا! ان عبدك قال مقالة لاندری كيف نكتبها؟

قال الله عزوجل:

وهوا علم بما قال عبده

ماذا قال عبدی؟

قالا

يا رب انه قال

يا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك

فقال الله عزوجل لهما

اكتباها كما قال عبدی حتی يلقاني فاجزيه به

(سنن نسائی: ص:220)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حدیث بیان کی کہ

اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے نے عرض کیا!

اے میرے رب!

آپ ہی کے لئے ایسی تمام تعریفیں ہیں جو آپ (عزوجل) کی ذات کے جلال اور عظیم حکومت کے مناسب ہیں تو یہ حمد دو فرشتوں پر بہت بھاری ہوگئی کہ وہ اس کا کیا اجر لکھیں اور انہیں یہ سمجھ نہ آئی کہ وہ اس کا اجر کیسے لکھیں؟

چنانچہ وہ اس پر چڑھے اور عرض کی کہ!

اے ہمارے رب! (عزوجل)

آپ (عزوجل) کے بندے نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ ہمیں یہی سمجھ نہیں آتی کہ اسے کیسے لکھیں۔ اللہ عزوجل نے جنہیں اپنے بندے کے اس مقولے کا بخوبی علم ہے۔

فرمایا کہ

میرے بندے نے کیا کہا ہے؟

تو ان دونوں فرشتوں نے یہ کہا کہ

اے رب اس نے یہ کہا ہے

یا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك،

تو اللہ (عزوجل) نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا

میرے بندے نے جیسے یہ کہا ہے تم اسے ویسے ہی لکھ لو تا کہ بندہ جب مجھ سے ملے تو اس کا بدلہ میں خود اس کو عطا کروں۔

(۴) میرے بندے نے سچ کہا میرے علاوہ کوئی معبود نہیں

عن ابی اسحاق عن الاغر ابی مسلم، انه شهد علی ابی هريرة وابی سعيد الخدری رضی الله عنهما انهما شهدا علی رسول الله صلی الله عليه وسلم قال



اذا قال العبد

لا اله الا الله والله اکبر

قال يقول الله عزوجل

صدق عبدی

لا اله الا انا وانا الله اکبر

واذا قال العبد

لا اله الا الله وحده

قال

صدق عبدی

لا اله الا انا وحدی

واذا قال

لا اله الا الله وحده لا شريك له

قال

صدق عبدی

لا اله الا انا ولا شريك لی

واذا قال

لا اله الا الله له الملك وله الحمد

قال

صدق عبدی

لا اله الا انا لی الملك ولی الحمد

واذا قال

لا اله الا الله ولا حول ولاقوة الا بالله

قال

صدق عبدی

لا الہ الا انا ولا حول ولاقوۃ الا بی

قال ابو اسحاق

ثم ال الا غرشینا لم افھمہ

قال

فقلت لابی جعفر

ماقال؟

فقال من رزقھن عند موتہ لم تمسہ النار

(ابن ماجہ: ص:219)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بندہ کہتا ہے

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے سچ کہا

میں ہی معبود ہوں میں ہی سب سے بڑا ہوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے

لا الہ الا اللہ وحدہ

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے سچ کہا

واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی اکیلا ہوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

میرے بندے نے سچ کہا ہے

میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی معبود ہوں میرا کوئی شریک نہیں

اور جب بندہ کہتا ہے

لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے سچ کہا۔

میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میرے علاوہ کوئی گناہ سے روک نہیں سکتا اور نیکی کرنے کی قوت میرا سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ

اس کے بعد اغرانے کچھ کہا لیکن میں سمجھ نہ سکا

پھر میں نے ابوجعفر سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا تھا۔

انہوں نے کہا

یہ کہا تھا کہ

جو شخص یہ کلمات موت کے وقت پڑھ لے تو اسے جہنم نہ چھوئے گی۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے نام کے سامنے کوئی چیز وزنی ہو ہی نہیں سکتی

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ سیخلص رجلاً من امتی علی رؤوس الخلائق یوم

القیامۃ فینشر لہ تسعۃ وتسعین سجلاً کل سجل مثل مد



البصر

ثم يقول

اتنكر من هذا شيئاً؟

اظلمك كتبتى الحافظون؟

فيقول لا يارب

فيقول

افلك عذر؟

فيقول لا رى رب

فيقول

بلى!

ان لك حسنة، فانه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة

فيها اشهد ان لا اله الا الله واشهد أن محمداً عبده ورسوله

فيقول

احضروزنك؟

فيقول

يارب: ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟

فقال

انك لا تظلم

قال

فتوضع السجلات فى كفة والبطالة فى كفة فطاشت

السجلات وثقلت البطالة فلا يثقل مع اسم الله احد

(ترمذی: کتاب الایمان: ص: 92)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:!

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک آدمی کو نجات دے گے۔ اس کے سامنے ننانوے رجسٹر پھیلا دیئے جائیں گے۔ ہر رجسٹر اتنا دراز ہوگا کہ جہاں تک نگاہ جاتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس آدمی سے فرمائے گا

کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟

کیا میرے ان فرشتوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے جو حفاظت و کتابت کے لئے مقرر ہیں؟

تو وہ جواب دے گا

جی نہیں۔ اے میرے رب (عزوجل)

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟

تو وہ کہے گا

جی نہیں اے میرے رب (عزوجل)!

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ہاں ہاں کیوں نہیں۔

تیری ایک نیکی ہمارے پاس موجود ہے اور آج قیامت کا دن لہٰذا تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اس کا وزن کرنے کے لئے آجاؤ

تو وہ آدمی عرض کرے گا

اے میرے رب!

کہاں یہ چھوٹا سا پرچہ اور کہاں یہ اتنے بڑے بڑے رجسٹر۔ اس پرچے کی ان رجسٹروں کے سامنے کیا حیثیت ہے؟

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا

آج کے دن تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر تمام رجسٹر ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے اور وہ کلمہ والا پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور وہ تمام رجسٹر ہوا میں اڑنے لگیں گے اور یہ پرچہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام سامنے کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔

(۶) جہنم کی آگ سے ہر اس کو نکال دو جس نے کسی دن بھی مجھے یاد کیا ہو

عن انس رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یقول اللہ (عزوجل)

اخرجو ا من النار من ذکرنی یوما او خافنی فی مقام

(ترمذی: ص: 98)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جہنم کی آگ سے ہر اس شخص کو نکال دو جس نے کسی دن بھی مجھے یاد کیا ہو یا کسی

بھی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو۔

(۷) میرے اس بندے کو دیکھو مجھ سے ڈر کر اذان دیتا اور نماز قائم کرتا ہے

عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنهما قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول
یعجب ربك من راعی غنم فی راس شظیة الجبل یوذن با ا
لصلوٰة ویصلحا فیقول اللہ عزوجل
انظروا الی عبدی هذا یوذن ویقیم الصلوٰة یخاف منی، قد
غفرت لعبدی وادخلته الجنة

(نسائی: باب۔الاذان لمن لصلی وحدہ/ص:108 / ج:1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
تمہارا رب اس بکریوں کے چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی ہو اور نماز
کے لئے اذان کہے اور نماز پڑھے۔
تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
میرے اس بندے کو دیکھو مجھ سے ڈر کر اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے۔ یقیناً
میں نے اس کی مغفرت کر دی اور میں نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

(۸) میں نے اس صحیفے کے شروع اور اخیر کے درمیان بندے کے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں

عن انس بن مالك رضی اللہ عنه
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

ما من حافظين رفعا الى الله ما حفظا من ليل اونهار،
فيجد الله في اوّل الصحيفة وفي آخر الصحيفة خيراً الا
قال الله تعالىٰ
اشهد كم ان قد غفرت لعبدى ما بين طرفي الصحيفة

(ترمذی:ص:183)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
حفاظت پر مامور کوئی ایسے دو فرشتے نہیں ہیں جو اللہ (عزوجل) کے دربار میں رات یادن کے بندے کے اعمال کو محفوظ کر کے لے جائیں اور اللہ (عزوجل) صحیفہ اعمال کے شروع اور آخر میں نیکی اور خیر کو پائیں مگر یہ کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس صحیفے کے شروع اور اخیر کے درمیان بندے کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

(۹) ہر وہ مال جو میں نے کسی بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے

عن عياض بن حمار المجاشي رضى الله عنه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم في خطبته
الا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا
كل مال نحلته عبداً حلال، واني خلقت عبادى حنفاء كلهم
وانهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرّمت عليهم ما
احللت لهم وامرتهم ان يشركوابي مالم انزل به سلطانا .
وان الله نظر الى اله الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقايا
من اهل الكتاب

وقال

انما بعثتك لا بتليك وابتلي بك وانزلت عليك كتابا لا يغسله

الماء تقرؤه نائما ويقظان

وان الله امرني ان احرق قريشا

فقلت رب

اذا يثلغوا راسي فيدعوه خبزه

قال

استخرجهم كما استخرجوك واعزهم نغزك وانفق فسننفق

عليك وابعث جيشا نبعث خمسة مثله وقاتل بمن اطاعك من

عصاك

قال

واهل الجنة ثلاثة

ذوسلطان مقسط

متصدق موفق

ورجل رحيم

رقيق القلب لكل ذى قربى ومسلم

و عفيف متعفف ذوعيال

قال

واهل النار خمسة

الضعيف الذى لا زبرله الذين هم فيكم تبعا لا يتبغون الا ولا

مالا والخائن الذى لا يخفى له طمع وان دق الاخانة

ورجل لا يصبح ولا يمسى

الا وهو يخار علك عن اهلك ومالك وذكر البخل او الكذب والشنظير الفحاش (مشکوٰۃ المصابیح ص:460 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عیاض بن خمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں یہ ارشاد فرمایا

خوب سن لو!

میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ سکھادوں جو تمہیں پتہ نہیں ہے اور میرے رب نے وہ باتیں مجھے آج ہی سکھلائی ہیں۔ ہر وہ مال جو میں نے کسی بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سارے بندوں کو دین حنیف اور دین فطرت پر پیدا کیا ہے۔ ہاں ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو ان کے دین سے بہکا دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کردی ہیں جو میں نے ان پر حلال کی ہیں اور ان شیطانوں نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک کریں جس کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف نظر ڈالی اور ان کے عرب وعجم کے سب لوگوں کو پسند کیا سوائے اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگوں کے

اور اللہ (عزوجل) نے یہ ارشاد فرمایا

میں نے آپ کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں آپ کا بھی امتحان لوں اور آپ کے ذریعہ دوسروں کا بھی امتحان لوں اور میں نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے، جس کو پانی دھوکر ختم نہیں کرسکتا۔ آپ اس کو سوتے جاگتے پڑھیں گے۔

اور اللہ (عزوجل) نے مجھے حکم دیا ہے کہ

میں قریش کو آگ بگولہ کردوں تو میں نے عرض کیا کہ

اے میرے رب!

پھر تو وہ میرے سر کو پھوڑ دیں گے اور اس کو روٹی بنا کر چھوڑیں گے

تو اللہ (عزوجل) نے فرمایا کہ

میں ان کو یہاں سے اس طرح نکال دوں گا جس طرح انہوں نے آپ کو یہاں سے نکالا تھا۔ آپ ان کے ساتھ لڑیں تو سہی ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ آپ خرچ تو کریں ہم آپ پر خرچ کریں گے۔ آپ لشکر بھیجیں ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیجیں گے اور جو لوگ آپ کی بات مان چکے ہیں ان کو ساتھ لے کر ان سے لڑیں جو آپ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

اور فرمایا

جنت والے تین قسم کے ہیں۔

عدل وانصاف والے اور

خرچ کرنے والے،

صدقہ کرنے والے صاحب توفیق ارباب حکومت

اور ایک وہ رحم دل رقیق القلب شخص جو ہر رشتہ دار اور مسلمان پر رحم کرنے والا ہو

اور ایک وہ عفیف پاک باز شخص جو عیالدار ہو اور فرمایا کہ

آگ والے پانچ قسم کے لوگ ہیں۔

ایک وہ ضعیف و کمزور جن میں عقل نہ ہو شعور نہ ہو وہ تم میں دوسروں کی اتباع کرنے والے ہوں جو اہل وعیال اور مال و دولت کے متمنی نہ ہوں اور وہ خیانت کرنے والا شخص جو ہر وقت تاک میں لگا رہتا ہو اور معمولی سے معمولی چیز میں بھی خیانت کرتا ہو۔

اور ایک وہ شخص جو صبح وشام تمہارے ساتھ تمہارے اہل وعیال اور مال میں دھوکہ دینے کے در پے رہتا ہو اور آپ نے بخل اور جھوٹ کا تذکرہ فرمایا اور ایک وہ شخص فحش گو ہو۔

(۱۰) تو میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا

میں تیرے دل کو غنا سے بھر دوں گا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم



قال

ان اللہ تعالٰی یقول

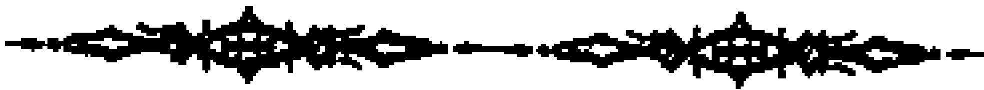
یـا ابن تفرغ بعبادتی املأ صدرك غنی واسد فقرك والا تفعل ملأت یدیك شغلا ولم اسد فقرك

(ترمذی:ص:642رقم الحدیث:2266بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا، میں تیرے دل کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو بند کروں گا ورنہ میں تیرے ہاتھوں کو کام کاج اور مشاغل میں مصروف کر دوں گا اور تیرے فقر کو بند نہ کروں گا۔



عقیدہ وایمان

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو پیدا کیا تو اس بندے کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور تصدیق کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا عقائد میں سب سے بڑا جزو ہے جس کے بغیر بندے کی زندگی فضول وبیکار ہے، انبیاء کرام علیہم السلام، ملائکہ عظام اور آخرت کے دن پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اسی طرح یہ یقین رکھنا بھی ضروری ہے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہیں رات اور دن کا تبدیل کرنا اسی وحدہ لاشریک کی شان ہے۔

چنانچہ حسب ذیل احادیث قدسیہ کو سن کر یقیناً بندۂ مومن اشک بار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کچھ عطا فرماتا رہتا ہے اور ہم اس کی بنائی ہوئی چیزوں کے بارے میں غلط عقائد رکھتے رہتے ہیں۔

جو کہ یہ ہیں:

(۱) دن اور رات کا چلانا میرے دست قدرت میں ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الله (عزوجل)

يسب بنو آدم الدهر وانا الدهر بيدى الليل والنهار

(بخاری: ص:913، ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اولادِ آدم زمانے کو برا بھلا کہتی ہے حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، دن اور رات کا چلانا میرے دست قدرت میں ہے۔

(۲) انسان زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں

عن ابی هریرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

قال الله (عزوجل)

یوذینی ابن آدم یسب الدهر وانا الدهر بیدی الامر اقلب

اللیل والنهار ۔(بخاری:ص:913،ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں سب کچھ میرے دست قدرت میں ہے۔ میں ہی دن رات کو تبدیل کرتا ہوں۔

(۳) میں نے نہ کسی کو جنا ہے نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں

عن ابی هریرة رضی الله عنه

عن رسول الله علیه وسلم قال

قال الله عزوجل

کفر بنی ابن آدم ولم یکن ینبغی له ان یکذبنی وشتمنی ابن

آدم ولم یکن ینبغی له ان یشتمنی، اما تکذیبه ایاه

فقوله

انـي لا اعيده كما بدأته وليس آخر الخلق باعز علي من اوله

واما شتمه اياي

فقوله

اتخذ الله ولداً وانا الله الاحد الصمد لم الد ولم اولد ولم يكن

لي كفوا احد (سنن نسائی:ص:293،ج:1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

انسان نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کو مجھے جھٹلانا نہیں چاہیے تھا اور اس نے مجھے برا بھلا کہا حالانکہ اس کو یہ مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے برا بھلا کہے وہ مجھے جھٹلاتا اس طرح ہے کہ

وہ کہتا ہے

میں نے جس طرح اسے ابتدأ پیدا کیا تھا دوبارہ اسی طرح پیدا نہ کروں گا حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا مجھ پر پہلے پیدا کرنے سے کچھ مشکل نہیں ہے اور وہ مجھے برا بھلا اس طرح کہتا ہے کہ

وہ یہ کہتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے اولاد منتخب کر لی ہے حالانکہ میں اکیلا ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا ہے، نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے۔

(۴) انسان نے مجھے گالی دی حالانکہ اسے یہ مناسب نہ تھا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلى الله عليه وسلم قال

قال الله تعالیٰ

كذبني ابن آدم ولم يكن له ذلك، وشتمني ولم يكن له ذالك

فاما تكذيبه فاياى

فقوله

لن يعيدني كما بدأني وليس اوّل الخلق باهون على من اعادته

واما شتمه اياى

فقوله

اتخذ الله ولداً وانا الاحد الصمد لم الدولم اولد ولم يكن لى

كفواً احد

(بخاری: کتاب التفسیر: سورہ اخلاص: ص:743، ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

انسان نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اور اس نے مجھے گالی دی

حالانکہ اسے یہ بھی مناسب نہ تھا وہ مجھے جھٹلاتا تو اس طرح ہے کہ

یوں کہتا ہے

اللہ (عزوجل) نے جس طرح ہمیں پیدا کیا ہے دوبارہ ویسے نہیں لوٹائے گا

حالانکہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا میرے لئے دوبارہ لوٹانے سے زیادہ آسان نہیں ہے۔

وہ مجھے برا بھلا اس طرح کہتا ہے کہ

وہ یوں کہتا ہے

اللہ (عزوجل) نے اولاد منتخب کی ہے حالانکہ میں ایک اکیلا اور بے نیاز ہوں

کوئی مجھ سے پیدا ہوا ہے نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر

ہے۔

(۵) میرے بندوں میں سے کچھ لوگ تو مجھ پر ایمان لانے والے بنے اور کچھ انکار کرنے والے

عن زید بن خالد الجهنی رضی الله عنه

قال صلی لنا رسول الله صلی علیه وسلم صلاة الصبح با

الحدیبیة علی اثر سماء کانت من اللیلة فلما انصرف النبی

صلی الله علیه وسلم

اقبل علی الناس

فقال لهم

هل تدرون ما ذا قال ربکم؟

قالوا!

الله ورسوله اعلم!

قال

اصبح من عبادی مومن بی و کافر

فاما من قال

مطرنا بفضل الله ورحمته فذالك مومن بی کافر با الکوکب

واما من قال

مطرنا بنوء کذا وکذا، فذالك کافر بی مومن بالکوکب

(بخاری: ابواب الاستسقاء: ص:141، ج:1، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جبکہ رات کو بارش ہوئی تھی چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی

طرف متوجہ ہوئے۔

اور فرمایا

تمہیں معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کیا؟

تو لوگوں نے کہا

اللہ (عزوجل) اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔

تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا

میرے بندوں میں سے کچھ لوگ تو مجھ پر ایمان لانے والے بنے اور کچھ انکار

کرنے والے۔

چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

ہم اللہ (عزوجل) کی رحمت اور اس کے فضل سے سیراب ہوئے تو وہ تو مجھ پر

ایمان لانے والے ہیں اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

ہم پر فلاں ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

ہم پر فلاں ستاروں کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے وا

اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہیں۔

(۶) میرے بندوں میں سے کچھ بندے میرے ساتھ کفر کرنے والے اور کچھ مجھ پر ایمان لانے والے ہو گئے

عن زید بن خالد جهنی رضی الله عنه قال

مطر النبی صلی الله علیه وسلم فقال

قال الله (عزوجل)ا

اصبح من عبادی کافر بی ومومن بی،

(بخاری: کتاب التوحید: باب یریدون ان یبدلوا کلام اللہ: ص: 1117، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت زید خالد بن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بارش ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میرے بندوں میں سے کچھ بندے میرے ساتھ کفر کرنے والے اور کچھ مجھ پر ایمان لانے والے ہو گئے۔

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ (عزوجل)

ما انعمت علی عبادی من نعمۃ الا اصبح فریق منھم بھا کا فرین

یقولون الکوکب وبالکوکب

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے۔

میں نے اپنے بندوں پر جب بھی کوئی انعام کیا تو ان میں سے ایک جماعت اس کی منکر ہو گئی۔

اور وہ کہنے لگے کہ

یہ تو ستاروں کا کمال ہے یہ تو ستاروں کا کمال ہے۔



(۷) یہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا

عن انس بن مالك رضى الله عنه

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

قال الله (عزوجل)

ان امتك لا يزالون يقولون

ما كذا ما كذا

حتى يقولوا

هذه الله خلق الخلق فمن خلق الله؟

(مسلم: کتاب الایمان: باب بیان الوسوسۃ فی الایمان وما قال یفعل من وجدھا ص: 84 رقم الحدیث: 246 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے

تمہاری امت کے لوگ یہ کہتے رہیں گے

یہ ایسا یہ ایسا

یہاں تک کہ وہ کہیں گے

یہ اللہ (عزوجل) ہے جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے تو اللہ (عزوجل) کو کس

پیدا کیا ہے؟

(۸) میں شرک سے بے نیاز ہوں

عن ابى هريرة قال

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الله تبارك وتعالیٰ

انا اغنی الشرکاء عن الشرك من عمل عملاً اشرك فيه غيری ترکته وشرکه

(مسلم کتاب الزہد والرقائق: باب تحریم الریاء، ص: 1462، حدیث: 7369 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

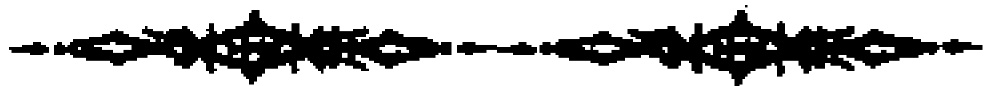
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

میں شریک سے بے نیاز ہوں، جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اسی حال پر (یعنی شرک پر) چھوڑ دیتا ہوں۔

مسلمانو!

یقیناً یہ مذکورہ احادیث قدسیہ سن کر بندۂ مومن اشک بار ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا رحیم و کریم ہے کہ ہم یہ یہ الفاظ کہتے رہتے ہیں مگر پھر بھی وہ ہمیں رزق دیتا رہتا ہے، ہمیں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا بلکہ ہمیں اپنی رحمت کی طرف ہر وقت بلاتا رہتا ہے کہ اے میرے بندے میری رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں تو شرک سے باز آجا اور مجھ پر کامل ایمان لے آ پھر میں بھی تیری مغفرت فرما دوں گا اور تجھ سے راضی ہو جاؤں گا۔ اور تجھے اپنے مقبول بندوں میں شامل کرلوں گا۔



رحمت ومغفرت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے۔
اپنے بندوں کی مغفرت فرمانے کے لئے اپنی عبادت کرنے کا حکم فرمایا تاکہ میرے بندے میری عبادت کر کے مجھ سے رحمت ومغفرت کی بھیک مانگیں اور میں ان کی مغفرت فرمادوں۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ وحدہ لاشریک کی رحمت ومغفرت پر دلالت کرتی ہیں جو کہ یہ ہیں۔

(۱) کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس کے گناہ معاف کردوں

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنه

ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال

ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی

ثلث اللیل الآخر

یقول

من یدعونی فاستجیب له من یسالنی فاعطیه من یستغفرنی

فاغفر له

(بخاری: کتاب التوحید: باب الدعاء والصلوٰۃ من آخر اللیل: ص:270، حدیث:1145 بیروت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (یا تجلی فرماتا ہے)

اور ارشاد فرماتا ہے کہ:

کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے، میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔

(۲) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لما قضى الله الخلق كتب فى كتابه فهو عنده فوق ا لعرش ان

رحمتی غلبت غضبی

(بخاری: کتاب بدء الخلق: باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہ ص: 784، حدیث: 3194 بیروت)

و فى رواية ابى هريرہ رضى الله عنه

ان رحمتی سبقت غضبی

(بخاری: کتاب التوحید: باب وکان عرشہ علی الماء ص: 1858 حدیث: 7422 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمادیا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے۔

میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرتی ہے۔



(۳) اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع فرما کر دریافت کیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا

عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ عن النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان رجلا کان قبلکم رغسہ اللہ مالا

فقال لبنیہ لما حضر ای اب کنت لکمء

قالوا

خیراب:

قال

فانی لم اعمل خیرًا فاذامت فاحر قونی:

ثم استھونی

ثم ذرونی فی یوم عاصف

ففعلوا

فجمعہ اللہ عزوجل

فقال

ما حملك؟

قال

مخافتك، فتلقاہ برحمتہ

(بخاری: کتاب الانبیاء: باب حدیث الغار: ص:857، حدیث:3478 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں

کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
تم سے پہلے کی امتوں میں ایک آدمی تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا فرمایا تھا
جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو
اس نے اپنے لڑکوں سے کہا
میں تمہارے لئے کیسا باپ ثابت ہوا؟
انہوں نے جواب دیا کہ
آپ تو بہت اچھے باپ ہیں
اس نے کہا
میں نے کبھی کوئی نیکی کی ہے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر باریک پیس دینا
پھر میری راکھ تیز آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا
لڑکوں نے اس کے کہنے کے مطابق کیا۔
اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ جمع فرمائی
اور فرمایا
تو نے ایسا کیوں کیا؟
اس نے جواب دیا کہ
تیرے خوف کی وجہ سے اس پر اللہ (عزوجل) کو رحم آ گیا۔

(۴) کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے

عن عبداللہ رضی اللہ عنہ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انی لاعلم آخر اھل النار خروجا منھا وآخر اھل الجنۃ
دخولا



رجل يخرج من النار كبوًا

فيقول الله (عزوجل)

اذهب فادخل الجنة

فيأتيها فيخيل اليه انها ملأى فيرجع

فيقول

يا رب: وجدتها ملأى

فيقول

اذهب فادخل الجنة، فان لك مثل الدنيا وعشرة امثالها اوان

لك مثل عشرة امثال الدنيا

فيقول

تسخر مني اوتضحك مني وانت الملك؟

فلقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتىٰ بدت

نواجذه

وكان يقول

ذاك ادنى اهل الجنة منزلة

(بخاری: کتاب الرقاق: باب صفۃ الجنۃ والنار: ص:1653، حدیث:6571 بیروت)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر

میں جنت میں داخل ہوگا۔

وہ شخص گھسیٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا۔

جنت میں داخل ہو جا۔

وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہو گا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ لوٹ کر آئے گا

اور عرض کرے گا

اے پروردگار جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جا جنت میں چلا جا

وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اس کو پھر ایسا لگے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ پھر لوٹ کر آئے گا

اور عرض کرے گا

اے پروردگار جنت بھری ہوئی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جا جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد وہاں وسعت ہے۔

وہ عرض کرے گا۔

اے رب: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے۔

(حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ شخص مرتبہ میں سب سے ادنیٰ جنتی ہو گا۔



(۵) جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا

قال ابوهريرة رضي الله عنه

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

كان رجلان في بني اسرائيل متواخيين فكان احدهما يذنب

والآخر مجتهد في العبادة فكان لا يزال المجتهد يرى الآخر

على الذنب

فيقول

اقصر فوجده يوما على ذنب

فقال له

اقصر

فقال

خلني وربي ابعثت علي رقيباً

فقال

والله لا يغفر الله لك اولا يدخل الجنة

فقبض ارواحهما فاجتمعا عند رب العالمين

فقال

لهذا المجتهد كنت بي عالماً اوكنت على ما في يدي قادراً

و قال للمذنب

اذهب فادخل الجنة رحمتي

وقال للآخر

اذهبوا به الى النار

قال ابوهريرة رضي الله عنه

والذی نفسی بیده لتکلم بکلمة او بقت دنیاه واخرته

(ابوداؤد: کتاب الادب: باب فی النہی عن البغی: ص:768: حدیث: 4901 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

بنی اسرائیل میں دو آدمیوں کے درمیان اخوت و جمعیت تھی۔ ان میں ایک گناہ کیا کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشاں رہا کرتا تھا۔ عبادت کرنے والا آدمی جب دوسرے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو کہتا باز آ جاؤ۔

(پس ایک دن گناہ کرتے ہوئے دیکھا) تو کہا

باز آ جاؤ

(گناہ گار نے) جواب دیا

میرا معاملہ میرے رب پر چھوڑ دو کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے اوپر نگرانی کرنے والا بنایا ہے؟

(عبادت گزار نے) کہا

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف نہیں کرے گا یا یہ کہا جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ بالآخر دونوں کا انتقال ہوا اور دونوں رب العالمین کی بارگاہ میں جمع ہو گئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار سے فرمایا

کیا تو میرے بارے میں جانتا تھا (کہ میں گناہ معاف نہیں کروں گا) یا یہ فرمایا

کہ کیا تو میرے اختیار پر قدرت رکھتا تھا

پھر گناہ گار سے ارشاد فرمائے گا

جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا

اور دوسرے کے بارے میں حکم ہو گا کہ

اس کو دوزخ میں ڈال دو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس کی قسم عبادت گزار شخص نے ایک جملہ ایسا کہہ دیا جس نے اس کی دنیا و آخرت برباد کر کے رکھ دی۔

(۶) یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں؟

قالت عائشة (رضی الله عنها)

ان رسول الله (صلی الله علیه وسلم) قال

ما من یوم اکثر من یوم اکثر من ان یعتق الله فیه عبداً من النار

من یوم عرفة وانه لیدنو ثم یباهی بهم الملائکة

فیقول

ما اراد هؤلاء

(مسلم: کتاب الحج: باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفة ص:632، حدیث:1348 بیروت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن اللہ (عزوجل) دوزخ سے بندوں کو آزاد نہیں فرماتا۔

عرفہ کے دن اللہ (عزوجل) کی رحمت بندوں سے قریب ہو جاتی ہے۔ (اللہ عزوجل) فرشتوں کے مقابلہ میں بندوں کو بطور فخر پیش فرماتا ہے۔

اور فرماتا ہے

یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں۔

(۷) میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضا نازل کرتا ہوں

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

ان اللہ تبارك وتعالیٰ یقول اهل الجنة

یا اهل الجنة

فیقولون

لبیك ربنا وسعدیك

فیقول

هل رضیتم؟

فیقولون

ومالنا لا نرضی وقد اعطیتنا مالم تعط احداً من خلقك

فیقول

انا اعطیکم افضل من ذالك

قالوا!!

یارب! وای شی افضل من ذالك

فیقول

احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعده ابداً

(بخاری: کتاب الرقاق: باب صفۃ الجنۃ والنار: ص:1649 حدیث:6549 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا:

اے اہل جنت والو!

وہ عرض کریں گے

الٰہی (عزوجل) ہم حاضر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:۔

کیا تم راضی ہو گئے؟
وہ عرض کریں گے۔
ہم کیسے راضی نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ چیز عطا فرمائی جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
تم کو اس سے بھی بہتر اور افضل چیز عطا فرماؤں گا۔
وہ عرض کریں گے۔
اے پروردگار! اس سے افضل اور بہتر چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضا نازل کرتا ہوں اور اب کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

(۸) آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کر رہا ہوں

عن صفوان بن محررز المازنی .
قال بینما انا امشی مع ابن عمر رضی اللہ عنہما اخذ بیدہ اذ
عرض رجل
فقال
کیف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی
النجوی؟
فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ان اللہ یدنی المومن فیضع علیہ کنفہ ویسترہ
فیقول
اتعرف ذنب کذا، اتعرف ذنب کذا؟
فیقول



نعم ای رب

حتی اذا قررہ بذنوبہ ورأی فی نفسہ انہ ھلك

قال

سترتھا علیك فی الدنیا وانا اغفر ھالك الیوم فیعطی کتاب

حسناتہ واما الکافر والمنافقون فیقول الاشھا د ھؤلاء الذین

کذبوا علی ربھم

الا

لعنۃ اللہ علی الظالمین

(بخاری: کتاب المظالم والغصب: باب قول اللہ تعالیٰ الالعنۃ اللہ علی الظالمین ص:585، حدیث:2441 بیروت)

حضرت صفوان مازنی فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں ایک شخص ملا

اور اس نے کہا کہ

کیا تمہیں وہ فرمان نبوی یاد ہے جس میں سرگوشی کا ذکر ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومن بندے کو اپنے قریب کر لے گا اور اپنی رحمت کے سایہ میں چھپائے گا۔

اور فرمائے گا

کیا تجھے اپنے فلاں فلاں گناہ یاد ہیں

بندہ عرض کرے گا۔

اے پروردگار (عزوجل)! یاد ہیں۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کا اسی سے اقرار کروا لے گا۔ بندہ گمان



کرے گا کہ اب میں ہلاک ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:۔

میں نے دنیا میں تیرے یہ سارے گناہ چھپائے تھے اور آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کررہا ہوں۔اس کے بعد نیکیوں کا اعمال نامہ اس کو دیدیا جائے گا اور کافروں اور منافقوں کے بارے میں گواہ کہیں گے کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کو جھٹلایا تھا۔

سن لو!

ظالموں پر اللہ (عزوجل) کی پھٹکار ہے۔

(۹) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال

سمعت النبى صلى الله عليه وسلم قال

ان عبداً اصاب ذنبا وربما قال اذنب فقال رب اذبنت وربما

قال اصبت فاغفرلى

فقال

ربه اعلم عبدى ان له ربا يغفر الذنوب وياخذبه غفرت

لعبدى ثم مكث ماشاء الله ثم اصاب ذنباً فقال رب اذبنت اوا

صبت آخر فاغفره

فقال

اعلم عبدى ان له ربا يغفر الذنوب وياخذبه غفرت لعبدى ثم

مكث ماشاء الله ثم اذنب ذنباً وربما قال اصاب ذنباً ، قال قال

رب اصبت اوقال اذهنت آخر فاغفره لى

فقال

اعلم عبدی ان له رباً یغفر الذنب ویأخذبه غفرت
لعبدی ثلاثاً فلیعمل ماشاء ۔

(بخاری: کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ: ص:1879 حدیث:7507 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے معاف فرما دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس سے مواخذہ کرتا ہے۔ میں نے اس کو بخش دیا۔ پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کو معاف فرمادے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔
پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا اور پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر اللہ (عزوجل) سے عرض کرتا ہے،

اے پروردگار میں نے گناہ کرلیا ہے تو اس کو معاف فرمادے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر مواخذہ کرتا ہے۔
میں نے اپنے بندے کو بخش دیا بخش دیا، بخش دیا اب وہ جو چاہے کرلے۔



(۱۰) ہر شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یقول اللہ (عزوجل)

اخرجوا من النار من ذکرنی یوما اوخافنی فی مقام

(ترمذی: کتاب صفۃ جہنم: باب ماجاء ان للنار نفسین ص: 87، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:۔

ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو یا مجھ سے کسی

جگہ بھی ڈرا ہو۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یقول

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ یخلص رجلا من امتی علی رؤوس الخلائق یوم

القیامۃ، فینشر علیہ تسعۃ وتسعین سجلا، کل سجل مثل مد

البصر

ثم یقول

اتنکر من ھذا شیئاً؟

اظلمتك كتبتی الحافظون؟

فیقول

لا یارب

فیقول

افلك عذر؟

فيقول

لا يارب

فيقول

بلى! ان لك عندنا حسنة فانه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بمطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده ورسوله

فيقول

احضروزنك

فيقول

يا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟

فقال

انك لاتظلم

قال

فتوضع السجلات فى كفة والبطاقة فى كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يشمل مع اسم الله شىء

(ترمذی: کتاب الایمان باب ماجاء فیمن یموت وھو یشھد ان لا الہ الا اللہ: ص:92 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن کر الگ کر لے گا، پھر اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر اتنا لمبا ہوگا جتنی دور تک نظر جاتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:؟

کیا تجھے ان میں سے کسی چیز کا انکار ہے؟

کیا میرے لکھنے والے کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم کیا؟

بندہ عرض کرے گا

نہیں میرے رب (عزوجل)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟

بندہ عرض کرے گا

نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا پھر ایک رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ

اپنے ترازو کے پاس حاضر ہو۔

وہ بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلہ میں اس رقعہ کی کیا حیثیت ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اس کے بعد وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ رقعہ ایک پلے میں رکھا جائے گا۔ دفتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور رقعہ والا پلہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ (عزوجل) کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

(۱۲) یہ سب تو تیرے لئے ہیں اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال

قال اناس يارسول الله صلى الله عليه وسلم

هل نرى ربنا يوم القيامة؟

فقال

هل تضارون في القمر ليلة البدر ليس دونه سحاب؟

قالوا!

لا يارسول الله صلى الله عليه وسلم

قال

فانكم ترونه يوم القيامة كذالك يجمع الله الناس

فيقول

من كان يعبد شيئاً فليتبعه فيتبع من كان يعبد الشمس ويتبع

من كان يعبد القمر ويتبع من كان يعبدا الطواغيث وتبقى هذا

الامة فيها منا فقومهما، فيأتيهم الله في غير الصورة التي

يعرفون

فيقول

انا ربكم

فيقولون

نعوذ بالله منك هذا مكاننا يأتينا ربنا، فاذا اتانا ربنا عرفناه،

فياتيهم الله في الصورة التي يعرفون

فيقول

انا ربكم



فیقولون

انت ربنا فیتبعونه، ویضرب جسر جهنم

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

فاکون من یجیز ودعاء الرسل یومئذ انهم سلم سلم وبه کلا لیب

مثل شوک السعداق، امارأیتم شوک السعدان؟

قالوا!

بلی یارسول الله (صلی الله علیه وسلم)

قال

فانها مثل شوک السعدان، غیرانها لا یعلم قدر عظمها الا الله فتخلف الناس باعمالهم منهم الموبق بعمله ومنهم المحذول، ثم ینجوا حتی اذا فرغ الله من القضاء بین عباده واراد ان یخرج من النار من اراد ان یخرج من النار ممن کان یشهد ان لا اله الا الله امر الملائکة ان یخرجوهم فیعرفونهم بعلامة آثار السجود، وحرم الله علی النار ان تاکل من ابن آدم اثر السجود، فیخرجوهم قد امتحشوا فیصب علیهم ماء یقال له ماء الحیاة فینبتون نبات الحبة من حمیل السیل، ویبقی رجل منهم مقبل بوجهه علی النار

فیقول

یا رب قد قشبنی ریحها واحرقنی ذکالها فاصرف وجهی عن النار

فلا یزال یدعوالله

فیقول

لعلك ان المطیتك ان تسألنی غیره؟

فیقول

لا وعزتك لا اسئلك غیره فیصرف وجهه عن النار

ثم یقول بعد ذالك

یا رب قربنی الی باب الجنة

فیقول

اولیس قد زعمت ان لاتسألنی غیره ویلك ابن آدم ما

اغدردك،

فلا یزال یدعوا

فیقول

لعلی ان اعطیتك ذالك تسألنی غیره

فیقول

لا وعزتك لا اسألك غیره فیعصی الله من عهود ومیثاق ان لا

یسأله غیره فیقربه الی باب الجنة، فاذا رأی ما فیها سکت

ماشاء الله ان یسکت

ثم یقول

رب ادخلنی الجنة

ثم یقول

اویس قد زعمت ان لاتسألنی غیره ویلك یاابن آدم ما

اغدرك

فیقول



یا رب لا تجعلني اشقى خلقك فلا يزال يدعوا حتى

يضحك فاذا ضحك منه اذن له با الدخول فيها فاذ ادخل فيها

قيل له تمن من كذا فيتمنى

ثم يقال له

تمن من كذا فيتمنى حتى تنقطع به الا ما فى

فيقول له

هذا لك ومثله معه

(بخاری: کتاب الرقاق: باب الصراط جسر جہنم: ص:1654، حدیث:6573 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

کچھ لوگوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب سورج پر ابر نہ ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کوئی روک ہوتی ہے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چودھویں رات کے چاند پر اگر ابر نہ ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کچھ رکاوٹ ہوتی ہے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تو اسی طرح تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کر کے فرمائے گا، جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اسی کے ساتھ ہو جائے۔ یہ سن کر سورج کی عبادت کرنے والے سورج کے ساتھ، چاند کی عبادت کرنے والے چاند کے ساتھ اور بتوں کی عبادت کرنے والے بتوں کے ساتھ ہو جائیں گے اور یہ امت (یعنی امت مسلمہ) باقی رہے گی جس میں منافقین بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ گر ہوگا جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

میں تمہارا رب ہوں۔

وہ کہیں گے

ہم تجھ سے پناہ چاہتے ہیں۔ ہم اس جگہ اپنے رب کے انتظار میں ہیں تا کہ وہ جلوہ گر ہو اور جب ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ گر ہوگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ ان کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ فرما ہوگا جس کو وہ اپنے اعتقاد کے مطابق پہچانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میں تمہارا رب ہوں۔

یہ دیکھ کر مسلمان کہیں گے کہ

ہاں بے شک تو ہمارا رب ہے اور وہ اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس روز جہنم پر پل صراط رکھی جائے گی۔ میری امت اس کو سب سے پہلے عبور کرے گی اور اس دن انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی یہ دعا ہوگی۔

اللہ سلم اللھم سلم

اور جہنم میں پہنچے ہوں گے جو سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا۔

کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟

انہوں نے عرض کیا:

اے اللہ (عزوجل) کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے دیکھے ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

تو وہ پنجے سعدان کی طرح (ٹیڑھے) ہوں گے۔ ہاں البتہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ پنجے کتنے بڑے ہوں گے۔ لوگوں کی بداعمالی کی وجہ سے یہ پنجے لوگوں کو پل صراط کے اوپر سے دوزخ میں کھینچ لیں گے۔ چنانچہ بعض آدمی تو اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض آدمی بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا اور لا الہ الا اللہ کہنے والے جس شخص کو دوزخ سے نکالنا چاہے گا اس کو نکالنے کا فرشتوں کو حکم دے گا۔ فرشتے سجدوں کے نشانات دیکھ کر ان بندوں کو پہچان لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ آدمی کے نشان سجدہ کو جلائے۔ چنانچہ فرشتے ان کو نکالیں گے۔ نکلتے وقت یہ لوگ جلے بھنے ہوں گے۔ ان پر آب حیات ڈالا جائے گا۔ جس کی وجہ سے (ازسرنو) ایسے پیدا ہوں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں خودرو دانہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص باقی رہے گا جس کا رخ دوزخ کی طرف ہوگا۔

وہ عرض کرے گا

اے پروردگار جہنم کی بدبو نے مجھے تنگ کر دیا اور اس کی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا تو میرا چہرہ جہنم کی طرف سے پھیر دے۔ وہ بندہ یہی دعا کرتا رہے گا۔

بالآخر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اگر میں تیری حاجت پوری کر دوں تو کیا پھر کوئی سوال کرے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا۔

نہیں اے پروردگار تیری عزت کی قسم اس کے بعد اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اس کا رخ دوزخ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ عرض کرے گا۔

اے رب کریم مجھے جنت کے دروازے کے تھوڑا قریب کر دے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ میں اور کوئی درخواست نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم تو کیسا عہد شکن ہے؟ مگر وہ بندہ برابر یہی دعا مانگتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:۔

اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو ممکن ہے تو کوئی اور سوال کرے۔

وہ شخص عرض کرے گا۔

نہیں میرے رب (عزوجل) تیری ذات کی قسم اس کے علاوہ میں اور کوئی درخواست نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس بات کا عہد اقرار لے گا کہ اب اور کوئی درخواست نہیں کرے گا اور اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کے اندر کی چیزیں دیکھے گا تو جتنی خدا (عزوجل) کی مرضی ہوگی اتنی دیر وہ خاموش رہے گا۔

پھر عرض کرے گا۔

الٰہی تو مجھے جنت میں پہنچا دے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ مزید سوال نہیں کروں گا۔ اے انسان تو کس قدر عہد شکن ہے۔

وہ عرض کرے گا۔

یا الٰہی تو اپنی مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر اور وہ یہ دعا لگاتار کرتا

رہے گا۔ یہاں تک کہ رب کریم اس سے راضی ہو جائے گا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔ جب وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کچھ تمنا اور آرزو کر، وہ تمنا کرے گا وہ بھی پوری کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کے سب ارمان پورے ہو جائیں گے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

یہ سب تیرے لئے ہی ہے اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے۔

(۱۳) قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم

قال

ان الله مائة رحمة انزل منها رحمة واحدة بین الجن والانس والبهائم والهوام فبها یتعاطفون وبها تیراحمون وبها تعطف الوحش علی ولدها واخر الله تسعا وتسعین رحمة یرحم بها عبادة یوم القیامة

(مسلم: کتاب التوبۃ: باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ: ص:1349، حدیث:6868 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ (عزوجل) کی سو رحمتیں ہیں ان میں ایک تو جناتوں، انسانوں، مویشیوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان تقسیم فرما دی جس کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے پر مہربان اور رحم کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچے کو پیار کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں محفوظ کر دی ہیں جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

(۱۴) جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

ينزل ربنا تبارك وتعالىٰ كل ليلة الى السمآء الدنيا حين ثلث

الليل الآخر

يقول

من يدعوني فاستجيب له من يسألني فاعطيه من يستغفرني

فاغفرله

(بخاری: کتاب التہجد: باب الدعاء والصلوٰۃ من آخر اللیل: ص:270، حدیث:1145 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا پر نزول فرماتا ہے (یا تجلی فرماتا ہے)

اور ارشاد فرماتا ہے کہ

کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔

(۱۵) میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا

عن انس بن مالك رحمته الله عنه

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

قال الله (عزوجل)

يا ابن آدم

انك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان فيك ولا

أبالي،

يا ابن آدم

لو بلغت ذنوبك عنان السمآء ثم استغفرتني غفرت لك ولا

أبالي

يا ابن آدم

انك لو اتيتني بقراب الارض رخطايا ثم لقيتني لا تشرك بي

شيئاً لا تيتك بقرابها مغفرة

(ترمذی: کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار: ص: 194 قدیمی کتب خانہ کراچی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اے ابن آدم!

جب تک تو مجھے پکارے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا۔ ا

سب (گناہوں اور خطاؤں) کے باوجود جو تیرے اندر ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے

اے ابن آدم!

اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے معافی چاہے تو میں

معاف کردوں گا

اور میں پرواہ نہیں کرتا

اے ابن آدم!

اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ میرے پاس لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہے تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے

عن ابی هريرة رضى الله عنه
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
جعل الله الرحمة مائة جزء فأمسك عنده تسعة وتسعين
وانزل فى الارض جزءاً واحداً فمن ذالك الجزء تتراحم
الخلائق حتى ترفع الدابة حاضرها عن ولدها خشية ان
تصيبه

(مسلم: کتاب التوبۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ ص:1349، حدیث:6866 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ۹۹ ننانوے اپنے پاس روک لئے اور ایک حصہ رحمت زمین پر نازل فرمایا (مخلوق میں تقسیم فرمایا) اس ایک حصہ سے ہی تمام مخلوقات (ایک دوسرے پر) رحم کرتی ہے یہاں تک کہ چوپایا اپنے بچوں سے پیر ہٹالیتا ہے اس اندیشے سے کہ اس کو ضرر نہ پہنچے۔

(۱۷) ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں

عن ابن عباس رضى الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اتانى الليلة ربى تبارك وتعالىٰ فى حسن صورة

قال احسبه قال فی المنام

فقال

یا محمد

هل تدری فیم یختصم الملاء الاعلیٰ

قال قلت

لا

قال

یده بین کتفی حتی وجدت بردها بین ثدئی

اوقال

فی نحری

فعلمت ما فی السماوات وما فی الارض

قال

یا محمد!

هل تدری فیم یختصم الملاء الاعلی؟

قلت

نعم

قال

فی الکفارات والکفارات المکث فی المساجد بعد الصلاة والمشی علی الاقدام الی الجماعات، واسباغ الوضوء فی المکاره ومن فعل ذالك عاش بخیر ومات بخیر وکان خطیئه کیوم ولدته امه

وقال

یا محمد

اذا صلیت فقل

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنَ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرُ مَفْتُوْنَ

قَالَ

والدرجات افشاء السلام واطعام الطعام والصلوٰة با اللیل والناس ینام

(ترمذی: کتاب التفسیر: باب ومن سورۃ ص: ص: 159 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

رات میرا رب بہترین صورت میں جلوہ گر ہوا۔ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خواب میں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا تم جانتے ہو کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتوں میں کس بات پر بحث ہے؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دیا

نہیں میں نہیں جانتا

تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے پر محسوس کی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب میں نے جان لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اشاد فرمایا

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا تم جانتے ہو کہ ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟

میں نے جواب دیا

ہاں

فرمایا

کفارات کے بارے میں اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نمازوں کے بعد ٹھہرنا، جماعت کے لئے پیروں سے چل کر جانا، گراں محسوس ہونے والی حالتوں کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا جو ایسا کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا۔ اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسے اس دن تھا اس کی ماں نے جنا تھا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم

جب نماز پڑھو تو یہ دعا بھی پڑھا کر

اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے نیکی کرنے، برائیاں چھوڑنے اور مساکین سے محبت کرنے (کی توفیق) مانگتا ہوں اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس بٹھا لے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

درجات کی بلندی کے لئے یہ ہے کہ سلام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو اور رات میں اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں۔

(۱۸) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو؟

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

قال مر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) علی رھط من اصحابہ وھم یضحکون

فقال

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکتم کثیراً

فاتاہ جبرئیل

فقال

ان اللہ یقول لک لم تقنط عبادی؟

قال

فرجع الیھم

فقال

سددوا او ابشروا

(صحیح ابن حبان: باب الزجر عن کثرۃ المرء، ص:319، ج:1 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ (کرام علیہم الرضوان) کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے۔

وہ لوگ ہنس رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو کچھ میں جانتا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کے قہر و عذاب کے بارے میں) اگر تم بھی جانتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔

تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حضرت جبرائیل (علیہ السلام) تشریف لائے۔

اور کہا:

اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ارشاد فرماتا ہے۔

(اے حبیب) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہیں؟

(یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ان صحابہ (کرام علیہم الرضوان) کے پاس تشریف

لائے۔

اور ارشاد فرمایا:

درست راستہ اختیار کئے رہو تمہارے لئے (رحمت و مغفرت اور جنت کی) خوشخبری ہے۔

(۱۹) جا تجھے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے

عن ابی ذر رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

الى لاعرف آخر اهل النار خروجا من النار وآخر اهل الجنة

دخولا الجنة يؤتى رجل

فيقول

سلوا عن صغار ذنوبه واخبئوا كبارها

فيقال له

عملت كذا وكذا يوم كذاو كذا وعملت كذاو كذا في يوم

كذو كذا

قال

فيقال له

فان في مكان كل سيئة حسنة

قال

فيقول

يا رب لقد عملت اشياء ما أراها هاهنا

قال

فلقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك متى بدت

نواجذہ

(ترمذی: کتاب جہنم: ص: 87 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں جہنم سے نکلنے والے سب سے آخری آدمی کو پہچانتا ہوں اور جنت میں داخل ہونے والے سب سے آخری آدمی کو بھی پہچانتا ہوں۔ (قیامت میں) ایک شخص کو لایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:۔

اس سے اس کے چھوٹے گناہوں کے بارے میں پوچھو اور بڑے گناہوں کو چھپا دو۔

پھر اس سے کہا جائے گا۔

تو نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا، فلاں دن فلاں کام کیا تھا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اس سے کہا جائے گا

جا تجھے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے۔

وہ عرض کرے گا

اے پروردگار! میں نے ان کے علاوہ بھی بہت سے عمل (گناہ) کیے ہیں۔

جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا۔

(حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر کے دانت منور ظاہر ہو گئے۔

(۲۰) میری عزت وجلال کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ان ابلیس قال لربہ

بعزتک وجلالک لا ابرح اغوی بنی آدم ما دامت الارواح

فیھم فقال اللہ عزوجل

فبعزتی وجلالی لا ابرح اغفرلھم ما استغفرونی

(مسند احمد بن حنبل ج:3،ص:29)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

ابلیس نے اپنے رب (عزوجل) سے کہا

مجھے تیری عزت وجلال کی قسم میں آدم کی اولاد کو بہکاتا رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں ان کے بدن میں ہیں (یعنی جب تک وہ زندہ ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

مجھے میری ذات کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے۔

(۲۱) قیامت کے دن ننانوے رحمتیں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اللہ مائۃ رحمۃ انزل منھا رحمۃ واحدۃ بین الجن والانس

والبھائم والھوام فبھا یتعاطفون وبھا یتراحمون وبھا تعطف



الوحش علی ولدها واخر الله تسعا وتسعین رحمة یرحم بها عبادة یوم القیامة

(مسلم: کتاب التوبۃ: باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ: ص: 1349، حدیث: 6868 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ کی سو (۱۰۰) رحمتیں ہیں۔ ان میں ایک تو جناتوں، انسانوں، مویشیوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان تقسیم فرمادی جس کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچے کو پیار کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں محفوظ کردی ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

ان تمام احادیث قدسیہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا رحیم و کریم اور غفور ہے کہ اپنے بندوں کو دنیا میں ہوتے ہوئے جنت کی بشارت سنادی اور گناہوں کی معافی کے لئے اپنے بندوں سے اتنا ہی محبت ہے کہ فرمایا کوئی ہے جو اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی مغفرت فرمانے کا ذریعہ ہے۔



اللہ تعالیٰ کی شان کریمی

اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا پھر زمین میں اپنے بندوں کو بسایا تا کہ میری عبادت کر کے میری رضا حاصل کریں اور میں ان کی مغفرت فرمادوں۔ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کی عبادت میں کوئی شریک نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخرالزمان فخر دو جہاں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ سبھی اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا اقرار اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے اور اپنی امت کو بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے رہے۔ اس کائنات میں جتنے بھی متکبر و سرکش بادشاہ آئے جنہوں نے جھوٹی خدائی کا دعویٰ کیا آخر کار وہ بھی تباہ و برباد ہو کر زمین میں فنا ہو گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ کوئی بھی جبار و سرکش جھوٹی خدائی کا دعویٰ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے جلال کی تاب نہ لا سکا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی موت کا مزہ چکھایا جو آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کا مقام بن کر ظاہر ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی یہ ہے کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی رہے گی۔ جتنے بھی بڑے جبار و کذاب آئیں گے۔ تمام کے تمام تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ آخر کار تمام مخلوق کو فنا ہو جائے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہے گا اور اسی کی بادشاہی ہوگی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کریمی خود ارشاد فرمائی ہے جن کو سن کر رقت وطاری اور سوز و گداز



(۱) میں بادشاہ ہوں جبر کرنے والے اور ظلم کرنے والے کہاں ہیں

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یطوی اللہ (عزوجل) السماوات یوم القیامۃ ثم یاخذوھن

بیدہ الیمنی

ثم یقول

انا الملک

این الجبارون؟

این المتکبرون؟

ثم یطوی الارضین بشمالہ

ثم یقول

انا الملک

این الجباران؟

این المتکبرون؟

(مسلم: کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، ص:1375، حدیث:6945، بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر ان کو داہنے ہاتھ (جیسا کہ

اس کے شایان شان ہے) سے پکڑ کر فرمائے گا۔

میں بادشاہ ہوں

جبر کرنے والے کہاں ہیں؟

تکبر کرنے والے کہاں ہیں



پھر بائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کے شایان شان کے لائق ہے) سے زمین کو لپیٹ لے گا۔

پھر فرمائے گا

میں بادشاہ ہوں

جبر کرنے والے کہاں ہیں

ظلم کرنے والے کہاں ہیں

(۲) میں اس کا اہل ہوں مجھ سے ڈرا جائے

عن انس بن مالك رضى الله عنه

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال فى هذه لآية

هو اهل التقوىٰ واهل المغفرة

قال قال الله عزوجل

انا اهل ان اتقى، فمن اتقانى فلم يجعل معى الها فانا

اهل ان اغفرله

(ترمذی: کتاب التفسیر القرآن: باب ومن سورۃ المدثر ص:170 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ

هو اهل التقوىٰ واهل المغفرة

(وہی اس کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور مغفرت فرمانا اسی کی شان ہے)

کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ پس جو مجھ سے ڈرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو معبود نہیں بناتا تو یہ بات میرے شایان شان ہے کہ ایسے شخص کو بخش دوں۔



(۳) کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

قال الله عزوجل

الكبرياء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدامنهما

قذفته فی النار

(ابوداؤد: کتاب اللباس: باب ماجاء فی الکبر: ص: 243، حدیث: 4090، بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے تو جس نے ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے مقابلہ کیا تو اسے میں دوزخ میں ڈال دوں گا۔

(۴) میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول

يقبض الله الارض ويطوی السموت بيمينه

ثم يقول

انا الملك

اين ملوك الارض

(بخاری: کتاب التفسیر: سورہ زمر: باب قول اللہ تعالیٰ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ ص: 1218 حدیث: 4812 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ



میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

(قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی (جیسا کہ اس کی شایان شان ہے) میں پکڑ لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شایان شان ہے) میں پکڑے گا۔

پھر ارشاد فرمائے گا:

میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

(۵) آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا

عن بسر بن حجاش القرشی رضی اللہ عنہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول اللہ عزوجل

انی تعجزنی ابن آدم وقد خلقتك من مثل هذه: فاذا بلغت نفسك هذه واشار الی حلقه قلت أتصدق وانی او ان الصدقة

(ابن ماجہ: کتاب الوصایا: باب النہی عن الامساک فی الحیاۃ والتبذیر عند الموت: ص: 194 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت بسر بن حجاش قرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

آدمی کہاں مجھے عاجز کر پائے گا؟ میں نے تجھے اس (تھوک جیسی چیز) سے پیدا کیا اور جب تیری جان یہاں تک پہنچ جاتی ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کی طرف اشارہ کیا) تو تو کہتا ہے کہ میں صدقہ کروں گا لیکن اب کہاں صدقہ کا وقت رہ گیا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ

قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس کلمات

قال

ان اللہ لا ینام ولا ینبغی ان ینام یخفض القسط ویرفعہ یرفع

الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار قبل عمل اللیل حجابہ النور

لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتھی الیہ بصرہ من

خلقہ (مسلم: کتاب الایمان، ص: 161)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہمارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزیں ارشاد فرمانے کے واسطے کھڑے

ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ رب العزت نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے۔ وہ پلہ

(رزق) جھکاتا اور اٹھاتا ہے اس کی بارگاہ میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور

دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں۔ اس کا پردہ نور ہے اور اگر وہ

یہ پردۂ نور کو کھول دے تو اس (کے وجہ کریم) کی تجلیات حد نگاہ تک مخلوق کو جلا دیں گی۔

(۷) اس کے ہاتھ میں ترازو ہے کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال قال اللہ عزوجل



انفق انفق علیك

وقال

یداللہ ملأی لا تغیضها نفقة سحاء اللیل والنهار

وقال

أرأیتم ما انفق منذ خلق السماء والارض، فانه لم یغض ما فی یده وکان عرشه علی الماء وبیده المیزان یخفض ویرفع

(بخاری: کتاب التفسیر: باب قولہ تعالیٰ وکان عرشہ علی الماء، ص:1159، حدیث:4684 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تم (لوگوں پر) خرچ کرو میں تمہیں عطا فرماؤں گا

اور فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے۔ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی۔

شب وروز نعمتوں کو بہاتا ہے

پھر فرمایا

دیکھ لو جب سے اس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ نعمتیں تقسیم کر رہا ہے اور اس تقسیم سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی اور یہ تقسیم اس وقت سے ہے جب اس کا تخت پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے۔

(۸) جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما روی عن اللہ تبارك وتعالیٰ

انه قال

یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرماً

فلا تظالموا

یا عبادی کلکم ضال الامن هدیته فاستهدونی اهدکم

یا عبادی کلکم جائع الامن اطعمته فاستطعمونی اطعمکم

یا عبادی کلکم عار الا من کسوته فاستکسونی اکسکم

یا عبادی انکم تخطؤن با اللیل والنهار وانا اغفر والذنوب

جمیعا فاستغفرونی اغفرلکم

یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا نفعی

فتنفعونی

یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی

اتقی قلب رجل واحد منکم

ما زاد ذالك فی ملکی شیئاً

یا عبادی لوان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی

افجر قلب رجل واحد ما نقص

ذالك من ملکی شیء

یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی

صعید واحد فسالونی

فاعطیت کل انسان مسالته ما نقص ذالك مما عندی الاکما

ینقص المخیط اذا ادخل البحر

یا عبادی انما هی اعمالکم احصیهالکم ثم اوفیکم ایاها ۔

فمن وجد خیراً فلیحمد الله ومن وجد غیر ذالك فلا یلومن

الا نفسہ (مسلم: کتاب البر والصلۃ: باب تحریم الظلم: ص:1275، حدیث:6467 بیروت)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل فرمایا کہ

اے میرے بندو!

میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے۔

اس لئے باہم ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو!

تم سب گم کردہ راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو:

اے میرے بندو!

تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسکو میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔

اے میرے بندو!

تم سب کے سب برہنہ ہو سوائے اس کے جس کو میں کپڑا پہناؤں تو تم مجھ سے کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔

اے میرے بندو!

تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخشتا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں معاف کروں گا۔

اے میرے بندو!

تمہاری دسترس میں یہ نہیں کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ تمہاری دسترس میں یہ ہے کہ تم مجھے فائدہ پہنچا سکو۔

اے میرے بندو!

اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور تمام انسان و جنات تم میں سب سے متقی شخص کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔

اے میرے بندو!

اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کے سب تم میں سے سب سے برے آدمی کی طرح ہو جائیں تب بھی میری باشداہت میں اس سے کوئی کمی نہیں آسکتی۔

اے میرے بندو!

اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کسی ایک میدان میں کھڑے ہو کر مانگیں اور میں سب کی حاجت پوری کر دوں تب بھی میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں ہو سکتی جتنی سمندر میں سوئی ڈالنے سے ہوتی ہے۔

اے میرے بندو!

یہ تمہارے اعمال میں جن کو میں تمہارے لئے شمار کر رہا ہوں اور ان کی جزاء تمہیں پوری پوری دیتا ہوں تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ (عزوجل) کا شکریہ ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملامت نہ کرے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

ان تمام احادیث قدسیہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں وہی عبادت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غفور ورحیم ہے۔ اگر وہ اپنے بندوں کی مغفرت فرما دے تو اس کے خزانے میں کمی نہیں۔ وہی رزق کو عطا کرنے والا ہے۔ وہی موت وحیات کا مالک ہے وہی زمین وآسمان کا مالک ہے جتنے بھی کذاب جبار جھوٹی خدائی کا دعویٰ کرنے والے آئے تمام کے تمام دنیا کی صفحۂ ہستی سے مٹ کر بے نام ونشان ہو گئے۔ صرف وحدہ لاشریک کا نام باقی رہا اور قیامت تک باقی رہے گا۔ اسی کی عبادت وریاضت ہو گی اور ہوتی رہے گی۔ اور آخر کار قیامت قائم ہو جائے گی پھر اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے عداوت رکھنے والوں کی سزا اور اولیاء کا مقام

اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا فرمایا پھر ان میں اپنے بندوں کو بھیجا تا کہ میری عبادت کر کے میری بارگاہ میں مقبولیت حاصل کریں اور میں ان کو اپنا قرب خاص عطا کروں اس عالم میں اگر کوئی شخص اچھا کام کرلے تو اس کو اس کام کا اچھا صلہ دیا جاتا ہے اور اس کا نام اچھے لوگوں میں شمار ہوتا رہتا ہے اور آنے والے وقت کے لئے اسے اچھے نام سے یاد کیا جاتا ہے کہ یہ شخص اچھا کام کر کے اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ اگر کوئی شخص کسی عہدے پر فائز ہو اور کسی کے ماتحت بھی ہو تو اس سے بڑا افسر اسے تھوڑی سی بھی آنچ نہیں آنے دے گا بلکہ اگر کوئی اس پر الزامات تراشے گا تو وہ افسر اس کارکن کی حفاظت کرلے گا اور اس پر کسی قسم کا داغ تک نہیں آنے دے گا کیونکہ وہ اس کے پاس کام کرتا ہے اور وہ عہدہ اسی افسر نے دیا ہے جس کی وجہ سے وہی افسر اس کی حفاظت مامون ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تو اس بندوں میں سے بعض بندوں نے اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت وریاضت کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خاص بندہ بنا کر اپنا قرب خاص عطا فرمایا اور ان کو ایسا صلہ عطا فرمایا کہ آنے والے وقت تک اس کا نام ونشان باقی رکھے گا۔ جتنے بھی اولیاء کے دشمن آئیں گے تمام کے تمام سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہیں کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی حفاظت فرماتا رہے گا اور ان کے درجات بلند فرماتا رہے گا اور ان کے چاہنے والوں کو پیدا فرماتا رہے گا تا کہ میرے اولیاء سے محبت کریں اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں

چل کر میری بارگاہ میں قرب خاص حاصل کریں۔

(۱) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں

عن ابی هریره رضی الله عنه

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

ان الله عزوجل قال

من عادلی ولیاً فقد آذنته با الحرب ۔ وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه، وما یزال عبدی یتقرب الی با النوافل حتی احبه، فاذا اجبیته کنت سمعه الذی یسمع به ، وبصره الذی یبصربه ویدیه التی یبطش بها، ورجله التی یمشی بها وان سألنی لاعطینه ولئن استعاذنی لا عیذنه وما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس عبدی المومن یکره الموت وانا اکره مساء ته

(بخاری: باب التواضع، ص:963، ج:2، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں اور پھر اکوئی بندہ میرا قرب اس چیز کی سنت حاصل نہیں کر سکتا جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں، پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا

وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور بالضرور اس کو عطا کروں گا اور اگر وہ میرے ذریعہ کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور میں جو کرنا چاہتا ہوں اس میں سے کسی کام کے کرنے میں مجھے تردد نہیں ہوتا جتنا تردد مجھے اپنے مومن بندے کی جان کے بارے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

اذا احب اللہ العبد نادی جبرائیل

ان اللہ یحب فلانا فاحببہ، فیحبہ جبرائیل

فینادی جبرئیل فی اھل السماء

ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض

(بخاری: کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکہ: ص: 789، حدیث: 3209 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے اے جبرائیل اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تو بھی اس سے محبت کر جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں سے فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت فرماتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو لہٰذا آسمان کے فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد زمین میں اس بندے کو مقبول بنادیا جاتا ہے۔

(۳) ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور ناکام نہیں ہوتا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله ملائكه يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر، فاذا

وجدوا قوماً يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم

قالوا

فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا

قال

فيسالهم ربهم وهو اعلم منهم

ما يقول عبادی؟

قال

يقولون

يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك

قال

فيقول

هل راؤنی

قال

فيقول

لا والله ماراؤك

قال

فیقول

وکیف لوراؤنی

قال

یقولون

لوراؤك كانوا اشدلك عبادة واشدلك تمجيداً وتحميداً

واكثرلك تسبيحاً

قال

فیقول

فما یسئولونی

قال

یقولون

یسألونك الجنة

قال

یقول

وهل راؤها

قال

یقولون

لا والله یارب ماراؤها

قال

یقول

فکیف لوانهم راؤها

قال

یقولون

لو انهم راؤها کانوا اشد علیها جرماً واشدلها طلباً واعظم

فیها رغبة

قال

فمم یتعوذون؟

قال

یقولون

من النار

قال

یقول

وهل راؤها؟

قال

یقولون

لاواللہ یارب ماراؤ ها

قال

یقول

فکیف لوراؤها

قال

یقولون

لوراؤها کانوا اشد منها فراراً واشدلها مخافة

قال

فيقول

فاشهدكم اني قد غفرت لهم

قال

يقول

ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة

قال

هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم

(بخاری: کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ ص:1616، حدیث:6408 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں گھومتے ہیں اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والے بندوں کو تلاش کرتے ہیں۔ اگر کسی گروہ کو اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہوا پاتے ہیں تو باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ مدعا مل گیا ہے پھر ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں دنیا کے آسمان تک

پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے

اے فرشتو میرے بندے کیا کہہ رہے تھے

فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ تیری تسبیح، تیری تکبیر، تیری حمد اور تمجید بیان کر رہے تھے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

نہیں خدا کی قسم۔ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوگا

فرشتے عرض کرتے ہیں

اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ اور زیادہ تیری عبادت کریں گے تیری بزرگی اور پاکی اور زیادہ کریں گے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وہ مجھ سے کیا چیز طلب کر رہے تھے

فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ تجھ سے جنت کے طالب تھے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

نہیں اے پروردگار انہوں نے جنت نہیں دیکھی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی طلب میں اور اضافہ ہوگا اور ان کی رغبت اور زیادہ ہوگی اور وہ اور زیادہ اس کے خواہش مند ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے کس چیز سے پناہ چاہتے ہیں؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ جہنم سے پناہ چاہتے ہیں



اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا انہوں نے جہنم دیکھی ہے؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

نہیں خدا کی قسم، انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور اس اور زیادہ ڈریں گے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں تم سب کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا

ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ

فلاں بندہ تو ان میں سے نہیں تھا وہ تو کسی ضرورت سے ان کے پاس آیا تھا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور نا کام نہیں ہوتا۔

(۴) جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ (عزوجل)

اعددت لعبادی الصالحین مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولا

خطر علی قلب بشر فاقرء وان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی

لھم من قرۃ اعین

(بخاری: کتاب بدء الخلق: باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ وانہا مخلوقۃ: ص:795، حدیث:3244 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

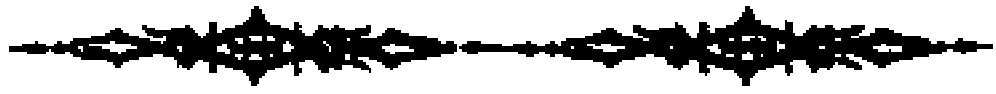
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر کے رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تو کوئی نہیں جانتا کہ میں نے ان (نیک لوگوں) کے لئے کیا (انعام) چھپا کر رکھا ہے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے ملاحظہ فرمایئے کہ

ان احادیث قدسیہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان وشوکت ہے دنیا میں بھی مقام ومرتبہ ملا ہوا ہے اور آخرت میں بڑے مقام پر ہوں گے اور جو لوگ اولیاء اللہ سے عداوت رکھتے ہیں وہ اپنا حشر قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔



اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے بہا مال عطا کیا ہے ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کے پاس کثیر مال موجود ہے اگر وہ خرچ کریں تو کئی غرباء، مساکین اور یتیموں کی حاجتیں پوری ہو جائیں لیکن اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کو راہ میں خرچ کرنے سے ڈرتے ہیں کہ اگر یہ میرا مال چلا گیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور میری تمام دولت ختم ہوتی جائے گی اور میں بھوکا بھکاری بن جاؤں گا حالانکہ یہ ان کی سوچ کم ترین، کم فہم لوگوں جیسی ہے کیونکہ جو مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا جاتا ہے وہ بڑھتا رہتا ہے کم نہیں ہوتا، نظروں سے تو وہ کم ہوتا نظر آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کے مال میں بھی برکت نازل فرماتا ہے اور اس کا اجر آخرت میں بھی کثیر مقدار میں عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے بے شمار فضائل ہیں جن کو سن کر بندے کا دل نرم ہو جاتا ہے اور خرچ کرنے کا ذہن بنتا ہے۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کو ظاہر کر دی ہیں جن کو سن کر آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔

(۱) تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

قال الله عزوجل

انفق انفق عليك

وقال

يد الله ملأى، لايغيضها نفقة، سحاء الليل والنهار

وقال

ارأيتم ما انفق منذ خلق السماء والارض، فانه لم يغض ما في

يده

وكان عرشه على الماء وبيده الميزان،

(بخاری: کتاب التفسیر: من سورہ ہود: باب قولہ تعالیٰ وکان عرشہ علی الماء: ص: 677، ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا

اور فرمایا

اللہ کا (ہاتھ) دست قدرت لبریز ہے۔ اسے خرچ کرنا خالی نہیں کرسکتا وہ دن اور رات میں موسلا دھار بارش کی طرح خوب دینے والا ہے۔

اور فرمایا

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے اس نے زمین وآسمان کو بنایا ہے کس قدر خرچ کرڈالا ہے؟ لیکن اس کے دست قدرت میں جو کچھ ہے اسی میں کوئی کمی نہیں آئی اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دست قدرت میں عدل ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا دست قدرت لبریز ہے دن اور رات میں خرچ کرتا ہے

عن ابی هريرة رضى الله عنه

يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم قال

قال الله عزوجل

یا ابن آدم انفق انفق علیك

وقال

یمین اللہ ملأی سحآء لا یغیضھا شیء اللیل والنھار

(صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ: باب الحث علی النفقۃ ص 322 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پہنچا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا

اور فرمایا کہ

اللہ (عزوجل) کا دست اقدس لبریز ہے رات اور دن میں خرچ کرتا ہے۔

اسے کوئی شے نہیں کم کر سکتی

(۳) اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کرتا رہ میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ (عزوجل)

انفق یاابن آدم انفق علیك

(بخاری: کتاب النفقات وفضل النفقۃ: ص:805، ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کرتا رہ میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا۔

(۳) بے شک اللہ تعالیٰ کا دست راست خوب بھرا ہوا ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه
عن النبی صلی الله علیه وسلم قال
ان یمین الله ملائی، لا یضیضها نفقة ارأیتم ما انفق منذ
خلق السموات والارض فانه لم ینقص ما فی یمینه وعرشه
علی الماء وبیده الاخریٰ الغیض والقبض یرفع ویخفض

(بخاری: کتاب التوحید: باب وکان عرشہ علی الماء: ص: 1103، ج: 2، قدیمی کتب خانہ کراچی).

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
بے شک اللہ عزوجل کا دست راست خوب بھرا ہوا ہے۔ اسے خرچ کرنا خالی نہیں کرتا۔ کیا تم نے کبھی اندازہ لگایا ہے کہ جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے ہیں۔ کس قدر خرچ کر ڈالا ہے لیکن اس سے اس میں کوئی کمی نہیں آئی جو کہ اس دست راست میں ہے اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دست قدرت میں فیض ہے۔
یا فرمایا کہ
قبض کرنا ہے وہ جس کو جی چاہے سر بلند کرتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔

(۴) جسے چاہتا ہے سر بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے جھکا دیتا ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان الله تبارك وتعالیٰ قال لی
انفق انفق علیك
وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

يمين الله ملأى لا يغيضها شيء سحاء الليل والنهار

ارأيتم ما انفق منذ خلق السموات والارض؟ فانه لم يغض ما

في يمينه

قال

و عرشه على الماء وبيده الاخرى القبض يرفع ويخفض

(مسلم: ص322، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا

تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا دست راست لبریز ہے۔ اس کو کوئی چیز خالی نہیں کر سکتی، رات دن برسنے والا ہے: کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب سے اس زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے کس قدر خرچ کر ڈالا ہے لیکن پھر بھی اس کے دست راست میں جو کچھ ہے اس میں کیا تیری مخلوق میں آگ سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ہاں! ہوا ہے

تو عرض کیا

اے ہمارے رب عزوجل!

کیا تیری مخلوق میں ہوا سے زیادہ طاقتور بھی کوئی چیز ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ہاں! ابن آدم! جو اپنے دائیں ہاتھ اس طرح صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ سے بھی

پوشیدہ رکھے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چیز اس کے راہ میں خرچ کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کو پسند فرماتا ہے اور خرچ کرنے والے سے راضی بھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خرچ کرنے کا اسی لئے حکم فرمایا تا کہ میری راہ میں مال خرچ کریں اور میں ان کے مال کو پاکیزہ بنا دوں اور ان کے مال میں ایسی برکت عطا فرماؤں تا کہ ان کو اس مال خرچ کرنے کا صلہ مل جائے اور میں ان سے راضی ہو جاؤں اور ان کو اپنا خاص بندہ بنا کر قرب خاص عطا فرماؤں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کا اظہار ہے۔ کیونکہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شکر گزاری کے لئے جھکتا رہتا ہے اور اس کو عبادت میں ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے اسے سرور حاصل نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنا سارا مال بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خرچ کر کے پھر بھی اس کی بارگاہ میں شکر ادا کرتا ہے۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اپنی امت کی اصلاح و تبلیغ کریں اور میں ان کو بخش دوں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں کے فضائل اتنا نہیں ہیں جتنا فضائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر بے شمار انعامات نازل فرمائے ہیں جس کی خاص وجہ اور وسیلہ ہمارے آقا و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا، اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو نہ انسانوں کو پیدا فرماتا اور نہ ہی جنوں کو پیدا فرماتا۔

تو وسیلہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی وجہ سے اس امت پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات و انعامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو قحط میں مبتلا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے کثیر بندوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخلہ عطا فرمائے گے اور ان کی حتمی مغفرت فرمائے گے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فضائل واضح ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے محبت کا اظہار ہے۔

(۱) میری رحمت سے جنت میں داخل کردو

عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تحشر هذه الامة على ثلاثة اصناف

ضف يدخلون الجنة بغير حساب

وصنف يحاسبون حسابا يسيرا ثم يدخلون الجنة

و صنف يجيئون على ظهورهم امثال الجبال الراسيات ذنوبا

فيسأ الله عنهم وهو اعلم بهم

فيقول

ماهؤلاء

فيقولون

هؤلاء عبيد من عبادك

فيقول

حطوها عنهم وجعلوها على اليهود والنصارى وادخلوها

برحمتي الجنة (مستدرک للحاکم: کتاب الایمان: ج:1 ص:126)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اس امت کا حشر تین قسم کا ہوگا

ایک گروہ وہ ہوگا جو جنت میں بغیرِ حساب وکتاب کے داخل کر دیا جائے گا۔

ایک گروہ وہ ہوگا جس سے بہت آسان اور سہل حساب لیا جائے گا۔

ایک گروہ وہ ہوگا جو اس حال میں آئیں گے کہ ان کی پیٹھ پر بلند و بالا پہاڑوں کے برابر گناہوں کا بوجھ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں پوچھے گا حالانکہ وہ ان کے حال کو بخوبی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ

یہ کون لوگ ہیں؟

فرشتے عرض کریں گے

یہ تیرے بندوں میں سے چند بندے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

یہ بوجھ ان کے اوپر سے ہٹادو اور اس کو یہود و نصاریٰ کے اوپر لاد دو اور ان کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔

(۲) یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں عطا فرماتا ہوں

عن سالم بن عبداللہ عن انه اثه اخیره انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول

انما بقاؤكم فيما سلف قبلكم من الامم كما بين صلاة العصر الى غروب الشمس اوتى اهل التوراة التوراة فعملوا حتى اذا انتصف النهار عجروا، فاعطوا قيراطاً قيراطاً ثم اوتى اهل الانجيل الانجيل فعملوا الى صلاة العصر ثم عجزوا فاعطوا قيراطاً قيراطاً ثم اوتينا القرآن فعملنا الى غروب الشمس فاعطينا قيراطين قيراطين فقال اهل الكتابين

اى ربنا اعطيت هولاء قيراطين قيراطين واعطيتنا قيراطاً قيراطاً ونحن كنا اكثر عملاً

قال قال الله عزوجل

هل ظلمتكم من اجركم من شيء

قالوا

لا

قال

فھو فضلی اوتیہ من اشاء

(بخاری: کتاب مواقیت الصلوٰۃ: باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب، ص 143، حدیث: 557، بیروت)

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

گزشتہ قوموں کے مقابلہ میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت نماز عصر اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے۔ اہل تورات کو تورات عطا کی گئی تو انہوں نے اس پر دوپہر تک عمل کیا اس کے بعد وہ عاجز ہو گئے۔ لہٰذا ان کو ایک قیراط اجر دیا گیا۔

پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے لہٰذا ان کو بھی ایک ایک قیراط اجر و ثواب دیا گیا۔

پھر ہمیں قرآن مجید عطا فرمایا گیا اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک عمل کیا تو ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا۔

یہود و نصاریٰ نے عرض کیا

اے رب عزوجل: تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں ایک ایک قیراط حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کیا میں نے تمہارے اجر ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے۔

انہوں نے جواب دیا

کچھ نہیں!

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(۳) آپ کی امت کے لئے یہ دیا کہ میں اس کو عالمگیر قحط میں ہلاک نہ کروں گا

عن ثوبان رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ روی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ماروی لی منھا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض وانی سألت ربی لامتی ان لا یھلکھا بسنۃ عامۃ وان لا یسلط علیھم عدواً من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم وان ربی قال یامحمد

انی قضیت قضاء فانہ لا یرد وانی اعطیتك لامتك ان لا اھلکھم بسنۃ عامۃ، وان لا اسلط علیھم عدواً من سوی انفسھم یستبیح بیضتھم ولو اجتمع علیھم من باقطارھا او قال

من بین اقطارھا حتی یکون بعضھم یھلك بعضا ویسبی بعضھم بعضاً

(مسلم: کتاب الفتن: باب ہلاک ہذہ الامۃ بعضہم ببعض: ص:1413، حدیث:7152 بیروت)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا اور جمع کر دیا تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچ جائے گی جو میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی اور مجھے دو خزانے عطا کئے گئے ایک لال اور ایک سفید اور میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت

کے لئے سوال کیا کہ اس کو عالم گیر قحط سے نہ ہلاک کرے اور ان کے علاوہ ان پر کوئی دشمن نہ مسلط کیا جائے، جو ان کی جانوں کو مباح کرے۔

میرے رب عزوجل نے ارشاد فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

جب میں فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ رد نہیں کیا جاتا اور میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ دیا کہ میں اس کو عالمگیر قحط میں ہلاک نہ کروں گا اور نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو جو ان کی جانوں کو مباح کرے اگرچہ ان کے خلاف زمین کی ہر طرف کے لوگ جمع ہو جائیں۔ ہاں البتہ اس امت ہی کے بعض لوگ بعض کو ہلاک کریں گے اور بعض بعض کو قید کریں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخیوں کو چھانٹ کر الگ کر دو

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یقول اللہ عزوجل

یا آدم

فیقول

لبیک وسعدیك والخیر فی یدیك

فیقول

اخرج بعث النار

قال

وما بعث النار

قال

من کل الف تسع مائة وتسعة وتسعین، فعنده یشیب الصغیر

وتضع کل ذات حمل حملها وتری الناس سکاری وماھم



بسکاریٰ ولکن عذاب الله شدیداً

قالوا

یا رسول الله صلی الله علیه وسلم

واینا ذالك الواحد

قال

ابشروا فان منکم رجلاً ومن یاجوج وماجوج الفاً

ثم قال

والذی نفسی بیده انی أرجوا ان تکونوا ربع اهل الجنة فکبرنا

فقال

ارجوا ان تکونوا ثلث اهل الجنة فکبرنا

فقال

ارجوا ان تکونوا نصف اهل الجنة فکبرنا

فقال

ما انتم فی الناس الا کالشعرة السوداء فی جلد ثور ابیض او

کشعرة بیضاء فی جلد ثور اسود،

(بخاری: کتاب الانبیاء: باب قصۃ یاجوج وماجوج: ص:819، حدیث:3348 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:!

اے آدم!

حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے

حاضر ہوں اور تمام اچھائیاں تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دوزخیوں کو چھانٹ کر الگ کرو

حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ

کون کون دوزخی ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخی ہیں

اس وقت (خوف و وحشت کی وجہ سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور (اضطراب کی وجہ سے) حمل والی عورت کا حمل گر جائے گا، لوگ مدہوش نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی اتنا شدید ہوگا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک جنتی ہم میں سے کون سا شخص ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ خاطر جمع رکھو تم میں سے تو ایک آدمی جنتی ہوگا بھی مگر یاجوج ماجوج تو ہزار کے ہزار دوزخی ہوں گے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:!

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ (یعنی امت محمدیہ) تمام جنتیوں کا ایک چوتھائی ہو گے

ہم نے یہ سن کر نعرہ تکبیر بلند کیا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:!

مجھے تو یہ امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہوں گے

ہم نے پھر نعرہ لگایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دنیا کے تمام لوگوں کی بنسبت تمہاری تعداد ایسی ہی ہے جیسے سفید بیل کی کھال میں ایک کالا بال ہو یا کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بال ہو۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلند درجہ مقام عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بوسیلہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مغفرت و جنت کی بشارت بھی سنائی ہے۔ اس امت کی برتری یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس عطا فرمائی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس امت پر قرآن مجید لاریب کتاب کے احکام نازل فرمائے پھر ان میں حلال و حرام کی تمیز بیان کر کے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خیر کثیر عطا فرمایا پھر اس امت پر سب سے بڑا انعام و احسان یہ فرمایا کہ سابقہ امتیں گناہ کرتی تھیں تو ان پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا تھا جو ان کو تباہ و برباد کر دیتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے یہ امت اگرچہ گناہوں کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ اس امت پر سابقہ امتوں جیسا عذاب نازل نہیں فرماتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ مقام بھی عطا فرمایا ہے کہ اگر تم سے گناہ سرزد ہو جائیں تو میری بارگاہ سے مایوس ہرگز نہ ہوں۔ ہر بار میری بارگاہ میں توبہ و استغفار کرو میں تمہارے گناہوں کو معاف فرما دوں گا کیونکہ میں غفور و رحیم بھی ہوں اور اپنے بندوں پر کریم بھی ہوں۔

سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بقیہ امتوں کی نسبت اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے محبت کا اظہار ہے۔



مصائب پر صبر کا اجر

بندے کی زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، کبھی اتنی خوشی ملتی ہے کہ بندہ غموں کو بھول جاتا ہے اور کبھی ایسا غم ملتا ہے کہ خوشیوں کو بھول جاتا ہے جس طرح خوشیاں زندگی کا حصہ ہیں۔ اسی طرح غم بھی زندگی کا حصہ ہیں۔ جب بندے کو کہیں سے خوشی ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت برتتا ہے حتیٰ کہ اس خوشی میں اتنا مگن ہو جاتا ہے کہ بعض اوقات گناہ بھی کر بیٹھتا ہے جو کہ دنیا و آخرت میں بربادی کا سبب ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس خوشی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا، اس کی عبادت کرتا تا کہ اللہ تعالیٰ اسے مزید خوشیوں سے مالا مال فرمائے۔ جب بندے کو غم ملتا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور مزید گناہوں کے دلدل میں پھنسنے کی کوشش کرتا ہے کہ کسی طریقے سے بھی اس غم سے نجات حاصل ہو جائے حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور اس کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتا، مسجد میں جا کر نوافل پڑھتا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور فرمادے، اور اس کی حاجت کو پورا فرمادے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل امر پیش آتا تو مسجد میں تشریف لے جاتے اور نوافل ادا فرماتے۔ جب بندہ مصائب پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نظریں جماتا ہے تا کہ میری پریشانی دور فرمادے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس صبر کے بدلے جنت کا وعدہ عطا فرماتا ہے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جس میں مصائب پر صبر کی وجہ سے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

(۱) میں ان دونوں کے بدلے اسے جنت دوں گا

عن انس بن مالك رضى الله عنه

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

ان الله تعالىٰ قال

اذا ابتلت عبدي بحبيبتيه فصبر عوضته منهما الجنة

(بخاری: کتاب الطب، ص:116)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں کے بارے میں آزمائش میں ڈالوں اور وہ صبر کرے تو میں ان دونوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔

(۲) میرے ہاں اس کی جزا بس جنت ہی ہے

عن انس بن مالك رضى الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله عزوجل يقول

اذا اخذت كريمتى عبدى فى الدنيا لم يكن له جزاء عندى

الا الجنة(ترمذی: ج: 2، ص: 64)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

جب میں دنیا میں اپنے کسی بندے کی دو محبوب چیزیں لے لوں تو میرے ہاں اس

کی جزا بس جنت ہی ہے۔

اسی طرح ترمذی کی دوسری روایت میں یوں ہے:

قال

يقول الله عزوجل

من اذهبت حبيبته وصبر واحتسب لم ارض له ثواب الا

الجنة (ترمذی: سابق مرجع)

فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں جس کی دو محبوب چیزیں لے جاؤں اور وہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو

میں اجر و ثواب کی مشکل میں اس کے لئے جنت سے کم پر راضی نہ ہوں گا۔

(۳) میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ

عن ابی موسیٰ لاشعری رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

اذا مات ولد العبد

قال الله لملائكته

قبضتم ولد عبدی؟

فيقولون

نعم

فيقول

قبضتم ثمرة فواده؟

فيقولون

نعم



فيقول

ماذا قال عبدى؟

فيقولون

حمدك واسترجع

فيقول الله

ابنو العبدى بيتاً فى الجنة وسموه بيت الحمد

(ترمذی: ابواب الجنائز: ص:190)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کسی بندے کا بچہ مر جاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ

تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟

تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

جی ہاں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا تم نے اس کے دل کے ثمرہ کو واپس لے لیا؟

تو وہ عرض کرتے ہیں

جی ہاں

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے

پھر میرے بندے نے کیا کہا؟

تو وہ عرض کرتے ہیں

الحمد للہ، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(۴) یہ بخار میری آگ ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله عليه وسلم انه عاد مريضاً ومعه ابوهريرة

من وعك كان به

فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم

أبشر

فان الله يقول

هی ناری اسلطها علی عبدی المومن فی الدنيا لتكون خطة

من النار فی الآخرة(ابن ماجه: باب الحمى: ص: 182)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی جن کو بخار تھا اور حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خوش خبری ہو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

یہ بخار میری آگ ہے جسے دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تاکہ وہ

اس کے لئے دوزخ کی آگ کے حصہ کا بدلہ بن جائے۔

(۵) تم بھی جاؤ اور تمہارے والدین بھی

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

مـامن مسلمین یموت بینھما ثلاثة اولاد لم یبلغوا الحنث الا

ادخلھما اللہ بفضل رحمتہ ایاھم الجنة

قال

یقال لھم

ادخلو الجنة

فیقولون

حتی یدخل آباؤنا

فیقول

ادخلوا انتم و آباؤکم(نسائی: باب من یتوفی لہ ثلاثة اولاد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی دو مسلمان ایسے نہیں ہیں کہ ان کی تین ایسی اولاد جو بالغ ہونے سے پہلے م

جائے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل ورحمت سے جنت میں داخل کرے گا

فرمایا

ان بچوں سے کہا جائے گا

جنت میں جاؤ

تو وہ عرض کریں گے

اس وقت جب ہمارے والدین بھی داخل ہو جائیں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تم بھی جاؤ اور تمہارے والدین بھی۔

(۶) میرے بندے کی میرے پاس جنت کے سوا کوئی جزا نہیں ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه
ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال
يقول الله تعالیٰ
ما لعبدی المومن عندی جزاء، اذا قبضت صفية من اهل
الدنيا ثم احتسبه الا الجنة

(بخاری: کتاب الرقاق: باب العمل یبتغی بہ وجہ اللہ ص: 950، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے
دنیا میں جب میں بندے کی محبوب اولاد اس سے لے لوں پھر وہ ثواب کی امید رکھے تو میرے بندے کی میرے پاس جنت کے سوا کوئی جزا نہیں ہے۔

(۷) پڑھتا جا اور چڑھتا جا

اور ابن ماجہ میں اس طرح ہے
عن ابی امامة رضی الله عنه
عن النبی صلی الله عليه وسلم قال
يقول الله سبحانه
ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمة الاولیٰ
لم ارض لك ثوابا الا الجنة

(ابن ماجہ: باب ماجاء فی الصبر علی المصیبۃ ص: 249)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

اے انسان! اگر تو صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے جب کہ صدمہ اولیٰ ہو تو میں تیرے لئے جنت کے ثواب پر ہی راضی ہوں گا۔

(۸) تیرے بیٹے کی تیرے لئے استغفار کی وجہ سے

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله عليه وسلم قال

القنطار اثنا عشر الف اوقية، كل اوقبة خير مما بين

السموات والارض

وقال رسول الله صلی الله عليه وسلم

ان الرجل لترفع درجته فی الجنة

فيقول

انی هذا؟

فيقال

باستغفار ولدك لك (ابن ماجه: باب بر الوالدين ص: 203)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت میں کسی آدمی کا درجہ بڑھایا جاتا ہے

تو وہ عرض کرتا ہے۔

یہ کہاں سے ہوا؟

تو فرمایا جاتا ہے

تیرے بیٹے کی تیرے لئے استغفار کی وجہ سے

(۹) اگر میں نے اس کو وفات دی تو اسے جنت میں داخل کردوں گا

عن عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ قال

اذا مرض العبد بعث اللہ تعالیٰ الیہ ملکین

فقال

انظر ماذا یقول لعوادہ؟ فان ھو اذا جاؤہ حمد اللہ واثنی علیہ

رفعا ذالك الی اللہ عزوجل وھو اعلم

فیقول

لعبدی علیّ ان توفیتہ ان ادخلہ الجنۃ وان انا شفیتہ، ان ابدل

لہ لحماً خیرا من لحمہ ودماً خیراً من دمہ وان اکفر عنہ سیاتہ

(مؤطا امام مالک: باب ماجاء فی فضل المریض: ص:206)

حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتے ہیں

اور فرماتے ہیں

دیکھو وہ عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ چنانچہ اگر وہ ان کی آمد پر اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کرتا ہے تو وہ فرشتے یہ بات اللہ عزوجل تک پہنچا دیتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل کو ان سے زیادہ اس بات کا علم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میں نے اس کو وفات دی تو اسے جنت میں داخل کردوں گا اور اگر میں نے اسے شفا دی تو اسے اس کے گوشت سے بہتر گوشت اور اس کے خون سے بہتر خون عطا کروں گا اور اس کے گناہوں کو مٹادوں گا۔

اعمال صالحہ کی وجہ سے اجر وثواب کا انبار

اس عالم میں جب کوئی شخص کام کرتا ہے تو مالک اسے اس کی جزا دیتا ہے اگر وہ گناہ کرتا ہے تو پھر اسے سزا دیتا ہے یہ دنیا کا دستور چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح بندہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اس کی جزا عطا فرمائے گا اور گناہ کرنے پر اس کی سزا عطا فرمائے گا۔ بندہ جب گناہ کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ جب تک میرا بندہ گناہ نہ کرے تو اسے نہ لکھو۔ جب گناہ کر لے تو اسی کی مثل لکھو جو اس نے کیا ہے۔ اگر میرا بندہ میرے ڈر کی وجہ سے گناہ کو چھوڑ دے تو پھر ایک نیکی لکھ دو۔ پھر میرا بندہ جب نیکی کرنے کا ارادہ کرے لیکن کسی وجہ سے وہ نیکی نہ کر سکے تو اس ارادے کی وجہ سے بھی نیکی لکھ دو، اگر وہ نیکی کر لے تو اس کے لئے دس سے سات سو گنا تک لکھ دو تو فرشتے اس بندے کے حق میں نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت رحیم و کریم ہے اور اپنے بندوں سے اس قدر محبت ہے کہ اپنے بندوں کی مغفرت کے لئے راستے بھی مقرر فرما دیئے جو مغفرت کا سبب بنتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ بندہ جو بھی اعمال صالحہ کرتا رہتا ہے اس کے نامہ اعمال میں اجر وثواب کے انبار جمع ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مقام وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو کر جنت کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جس میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اجر وثواب کے انبار کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۱) جب میرا بندہ کوئی برائی کرنا چاہے تو اسے اس وقت نہ لکھو

عن ابی هریرة رضی الله عنه
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
یقول الله عزوجل
اذا اراده عبدی ان یعمل سیئة فلا تکتبوها علیه حتی یعملها فان عملها فاکتبوها بمثلها وان ترکها من اجلها فاکتبوها له حسنة، واذا اراد عبدی ان یعمل حسنة فلم یعملها فاکتبوها له حسنة فان عملها فاکتبوها له بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف

(بخاری: کتاب التوحید: باب یریدون ان یبدلوا کلام اللہ ص 1117، ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
جب میرا بندہ کوئی برائی کرنا چاہے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو کہ جب تک کر نہ لے اور اگر اسے کرلے تو اس کو گناہ کی مثل ہی لکھنا (یعنی زیادہ نہ لکھنا) اور اگر وہ اس گناہ کو میرے ڈر کی وجہ سے چھوڑ دے تو اس گناہ کو چھوڑنے کو بھی اس کے لئے ایک نیکی بنا کر لکھو اور جب میرا بندہ کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کرلے اور کر نہ سکے تو اس ارادے کو بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھو پھر اگر وہ اس نیکی کو کرے تو اس کے لئے دس نیکیوں سے سات سو گناہ تک لکھ دو۔

(۲) جو ایک نیکی لائے گا تو اس نیکی سے دس گنا اجر پائے گا

عن ابی هریرة رضی الله عنه
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال

قال اللہ عزوجل

وقولہ الحق اذاھم عبدی بحسنة فاکتبوھا لہ حسنة فان عملھا فاکتبوھا لہ بعشر امثالھا واذا ھم بسیئة فلا تکتبوھا فان عملھا فاکتبوھا بمثلھا فان ترکھا

وربما قال

لم یعمل بھا فاکتبوھا لہ حسنة ثم قرأ (من جاء با الحسنة فلہ عشر امثالھا) (ترمذی: باب سورة مریم: ص: 180)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور اللہ عزوجل کا فرمانا حق ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کر لے تو اس کے اس ارادے کو بھی اس کے لئے نیکی لکھا کرو پھر اگر وہ اس کو کر لے تو اس کی اس نیکی کو اس کے لئے دس گنا لکھو اور جب کسی برائی کا ارادہ کر لے تو تم اس برائی کے ارادے کو نہ لکھا کرو۔ پھر وہ اگر اس برائی کو کر لے تو اس برائی کو کیے ہوئے کی مثل ہی لکھو

اور بعض اوقات یہ ارشاد فرمایا کہ

اگر وہ نہ کرے تو اس کے لئے نیکی لکھا کرو

پھر تلاوت فرمائی

جو ایک نیکی لائے گا تو اس نیکی سے دس گنا اجر پائے گا۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ عزوجل

قال

قال

ان الله كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذالك فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة فان هو هم بها فعملها كتبها الله له عنده عشر حسنات الى سبعمائة ضعف الى اضعاف كثيرة، ومن هم سيئة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة فان هو هم بها فعملها كتبها الله سيئة واحدةً (بخاری: کتاب الرقاق: ص: 961، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ

فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اچھائیوں اور برائیوں کو لکھنے کا حکم دیا پھر ان کو بیان فرمادیا

پس جو شخص کسی اچھائی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے کر نہیں پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے یہاں ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہیں اور اگر وہ اس کا ارادہ کر کے اسے کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے یہاں اس کے لئے دس گنا نیکیوں سے لے کر سات سو گناہ سے ہوتے ہوئے اس سے بھی زیادہ لکھ دیتا ہیں اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے کرتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامے میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا ارادہ کر کے اسے کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامے میں صرف ایک ہی برائی لکھتا ہے۔

(۴) جب وہ اس کو کر گزرے تو ایک نیکی لکھ دو

عن ابى هريرة رضى الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الله عزوجل

اذا هم عبدی بسيئة فلا تكتبوها عليه، فان عملها فاكتبوها سئة واذاهم بحسنة فلم يعملها فاكتبوها حسنة، فان عملها فاكتبوها عشراً

(مسلم: کتاب الایمان: باب تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس والخواطر بالقلب ص:78 ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب میرا بندہ کسی برائی کے کرنے کا ارادہ کرلے تو اس کو تم نہ لکھا کرو پھر جب وہ اس کو کر گزرے تو ایک گناہ لکھ دو اور جب وہ کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اسے عمل میں نہ لائے تو بھی ایک نیکی لکھ دو اور اگر اسے کر بھی لے تو دس نیکیاں لکھ۔

(۵) جب وہ برائی کا ارادہ کرے اور اسے نہ کرے تو میں اسے نہیں لکھتا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

قال الله عزوجل

اذا هم عبدی بحسنة ولم يعملها كتبتهاله حسنة، فان عملها كتبتها لـه عشر حسنات الى سبعمائة ضعف، واذاهم بسيئة ولم يعملها لم اكتبها عليه فان عملها كتبتها سيئة واحدة

(مسلم: گزشتہ باب: ص:78)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب میرا بندہ کسی اچھے کام کا ارادہ کرے اور اسے انجام نہ دے سکے تو میں اس کے لئے ایک اچھائی لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ اسے کر لے تو اس کے لئے دس گنا سے سات گنا تک لکھ دیتا ہوں اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرے اور اسے نہ کرے تو میں اسے نہیں لکھتا اور اگر وہ اسے کر لے تو صرف ایک گناہ ہی لکھتا ہوں۔

(۶) اس کی نگرانی کرتے رہو اگر یہ گناہ کر لے تو وہی گناہ لکھ لینا

عن ابی هریرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

قال الله عزوجل

اذا تحدث عبدی بان یعمل حسنة فانا ا کتبهاله حسنة ما لم یعمل فاذا عملها فانا اکتبهاله بعشر امثالها واذا تحدث بان یعمل سیئة فانا اغفرها له ما لم یعملها فاذا عملها فانا ا کتبها له بمثلها

و قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

قالت الملائكة

رب: ذاك عبدك یرید ان یعمل سیئة وهو البصربه

فقال

ارقبوه فان عملها فاکتبوها له بمثلها، وان ترکها فاکتبوها له حسنة انما ترکها من جرای

(مسلم: کتاب الایمان: باب تجاوز عن حدیث النفس ص:78 ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے میں اس کے لئے اس ارادے پر ہی ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور یہ تب تک ہے کہ جب اس نے اسے نہ کیا ہو اور جب وہ اسے کر لے تو اس کا ثواب دس گنا میں اس کے لئے لکھ دیتا ہوں اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس وقت اس سے درگزر کرتا ہوں جب تک اسے کر نہ لے اور جب بندہ اس گناہ کو کر لیتا ہے تو میں اس کے لئے ویسے ہی گناہ لکھ دیتا ہوں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

فرشتوں نے کہا کہ

اے ہمارے رب! یہ تیرا بندہ ہے جو یہ چاہ رہا ہے کہ گناہ کرے

حالانکہ اللہ عزوجل تو اس کو زیادہ دیکھنے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اس کی نگرانی کرتے رہو اگر یہ گناہ کر لے تو وہی گناہ لکھ لینا اور اگر چھوڑ دے تو اس کے بدلے ایک نیکی لکھ لینا اس لئے کہ اس گناہ کو اس نے میری وجہ سے چھوڑا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو ایک ہی گناہ لکھتا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ

عزوجل

قال

ان اللہ کتب الحسنات والسیئات ثم بین ذالک فمن ھم بحسنۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ عندہ حسنۃ کاملۃ فان ھم بھا فعملھا کتبھا اللہ عندہ عشر حسنات الی سبمائۃ ضعف الی اضعاف کثیرۃ وان ھم بسیئۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ عندہ

حسنة كاملة فان هم بها فعملها كتبها الله سيئة واحدة

(مسلم: کتاب الایمان: باب تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس...... ص: 78، ج: 1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے نقل فرمایا

اور فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اچھائیاں اور برائیاں مقرر فرمادیں پھر انہیں واضح کر کے بیان کر دیا لہٰذا جو شخص نیکی کا ارادہ کرلے اور پھر نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر وہ ارادہ کرلے پھر اس پر عمل کرلے تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کو دس گنا سے سات گنا سے بے شمار گنا تک لکھ دیتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرکے اسے کر نہ سکے تو بھی اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس کے لئے ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرلے پھر اس پر عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو ایک ہی گناہ لکھتا ہے۔

(۸) جو شخص مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں

عن ابی ذر رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول الله تبارك وتعالىٰ

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها او ازيد، ومن جاء بالسيئة فجزاء سيئة سيئة مثلها او اغفر ومن تقرب مني شبراً تقربت اليه ذراعا ومن تقرب مني ذراعا تقربت منه باعا ومن اتاني يمشي اتيته هرولة ومن لقيني بقراب الارض خطيئة ثم لا يشرك بي شيئا لقيته بمثلها مغفرة

(ابن ماجہ: باب فضل العمل ص: 1255، حدیث: 3821 بیروت)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

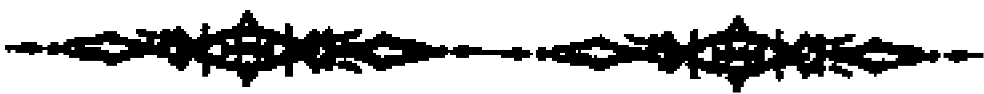
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

جو نیکی کرتا ہے تو اس کو دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے اور جو شخص برائی کرتا ہے تو اس کا بدلہ اس جیسی ایک ہی برائی ہے یا میں وہ بھی معاف کر دیتا ہوں اور جو شخص مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے ایک ذراع قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع (یعنی دونوں بازو پھیلا کر کھولے جائیں تو جو فاصلہ بنتا ہے اتنا) قریب ہوتا ہوں اور جو میری جانب چل کر آتا ہے میں اس کی جانب دوڑ کر آتا ہوں اور جو مجھ سے زمین کے برابر گناہوں کے ساتھ ملے گا لیکن وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوگا تو میں اتنی مقدار میں اس کی مغفرت فرمادوں گا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

ان تمام احادیث قدسیہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے عمل کی جزا خیر کثیر عطا فرماتا ہے اور ان کی مغفرت بھی فرماتا ہے اور یہ اپنے بندوں سے محبت ہے۔



اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندوں کا قیامت کے دن حاضر ہونا

اس عالم کے اندر جو شخص بھی آئے گا اس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

چاہے کوئی بادشاہ ہو یا وزیر ہو یا عام بندہ ہو ہر بندے نے ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا کو خیر آباد کر دینا ہے۔ کسی کو موت گھر میں آئے گی کسی کو گلیوں میں، کسی کو بازاروں میں، کسی کو سمندروں میں، کسی کو دریاؤں میں، کسی کو ندیوں میں اور کسی کو سڑکوں پر لیکن موت تو یقینی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ ان کا جنازہ بھی ہو گا یا نہیں، قبر نصیب ہو گی یا نہیں آخر کار تمام بندوں نے موت کا مزہ چکھ کر اس دنیا کو خیر آباد کہہ دینا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا ہر چیز فنا ہو جائے گی اور اسی وحدہ لاشریک کا نام باقی رہے گا جس کو جہاں موت آئے گی اسے وہاں سے زندہ کر کے محشر کے دن اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا۔ جب بندوں کو محشر کے دن کھڑا کیا جائے گا تو اس وقت بندوں سے ان کے اعمال نامہ کا حساب ہو گا۔

خوف کی وجہ سے ہر طرف افراتفری ہو گی کہ ہمارے ساتھ آج کیا بنے گا۔ کوئی کسی کا نہ ہو گا حتیٰ کہ اولاد والدین کی نہ ہو گی والدین اولاد کے نہ ہوں گے۔ بھائی بہنوں کے نہ ہوں گے اور بہن بھائیوں کی نہ ہوں گی، اگر کسی کے نامہ اعمال میں ایک نیکی بھی کم ہوئی تو کوئی نیکی کسی کو دینے کے لئے تیار نہ ہو گا، ہر شخص یہ ہی چاہے گا کہ میں آج جنت میں چلا جاؤں حتیٰ کہ حساب و کتاب شروع ہو گا ہر چیز بندے کے خلاف گواہی دے گی۔ گروہ کسی گناہ کا انکار کرے گا تو جس چیز کے ساتھ اس نے گناہ کیا تھا وہ اقرار کر لے گی

کہ اس نے گناہ کیا تھا۔ اگر وہ نیک ہوا تو جنت میں داخلہ ہوگا اور اگر گناہ گار ہوا تو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا پھر جس نے گناہ کیے تھے وہ پچھتائے گا کہ کاش اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لیتا آج جنت میں تو ہوتا مگر اس وقت سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں حساب وکتاب کا ذکر ہے۔

(۱) میں نے دنیا میں ان گناہوں کا پردہ رکھا

عن صفوان بن محرز رضی اللہ عنه

قال

بينا ابن عمر يطوف ، اذ عرض له رجل

فقال

يا عبدالرحمن

اوقال

يا ابن عمر

هل سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم فی النجوی؟

فقال

سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم يقول

يدنی المومن ربه

وقال هشام

يدنو المومن (ای منه ربه) حتی يضع عليه كنفه فيقرره

بذنوبه تعرف ذنب كذا؟

يقول

اعرف

يقول

رب اعرف مرتين

فيقول

سترتها في الدنيا واغفرها لك اليوم ثم تطوى صحيفة حسناته واما الآخرون او الكفار فينادى على رؤوس الاشهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم الالعنة الله على الظالمين

(بخاری: کتاب التفسیر: من سورہ ہود علیہ السلام ص: 278، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا

اسی دوران کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے ایک شخص ان کے پاس آیا

اور کہا

اے عبدالرحمان

یا فرمایا

اے ابن عمر

کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا ہے؟

تو فرمایا

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

مومن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا

اور ہشام نے کہا

مومن قریب ہوگا (یعنی اپنے رب کے) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کا پردہ ڈال دے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اعتراف کرائے گا کہ دیکھ! تجھے فلاں گناہ یاد ہے وہ

فلاں گناہ یاد ہے۔

تو عرض کرے گا

جی ہاں: مجھے یاد ہے دو مرتبہ کہے گا، اے رب مجھے یاد ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا

میں نے دنیا میں ان گناہوں کا پردہ رکھا اور آج کے دن میں تجھے یہاں بھی معاف کرتا ہوں پھر اس کی نیکیوں کا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا اور جہاں تک باقی دوسرے لوگوں کا تعلق ہے یا کفار کا تعلق ہے تو ان کے لئے سب کے سامنے

یہ ندا ہو گی

یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ باتیں لگائی تھیں۔

سنو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

(۲) کیا میں نے تمہاری طرف رسول نہیں بھیجے تھے

عدی بن حاتم رضی اللہ عنه يقول

كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء ه رجلان

احدهما يشكو العيلة

والآخر يشكو قطع السبيل

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اما قطع السبيل فانه لاياتي عليك الا قليل حتى تخرج العير الى مكة بغير خفير واما العيلة فان الساعة لا تقوم حتى يطوف احدكم بصدقته لا يجد من يقبلها منه، ثم ليقفن احدكم بين يدى الله ليس بينه وبينه حجاب ولا ترجمان يترجم له

ثم ليقولن له

الم اوتك مالا؟

فليقولن

بلى

ثم ليقولن

الم ارسل اليك رسولا

فليقولن

بلى

فينظر عن يمينه فلا يرى الا النار، ثم ينظر عن شماله فلا يرى

الا النار فليتقن احدكم النار، ولو بشق مرة فان لم يجد

فبكلمة طيبة

(بخاری: کتاب الزکوۃ: باب الصدقہ قبل الرد: ص: 190، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
س حاضر ہوئے۔ ایک آدمی ان میں سے فقر و فاقہ کی شکایت کر رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہاں تک راستے کو قطع کرنے کا تعلق ہے تو یاد رکھو تم پر تھوڑا ہی عرصہ گزرے گا کہ تم
وگے کہ قافلہ مکہ سے بغیر محافظ کے نکلے گا اور جہاں تک فقر و فاقہ کا تعلق ہے تو یاد رکھو
مت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک وہ وقت نہ آ جائے کہ تم میں سے ایک شخص اپنا
قہ لے کر پھرے گا لیکن کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا پھر تم میں سے ہر شخص اللہ
ں کے سامنے کھڑا ہوگا اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب اور ترجمان نہ ہو

پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا
کیا میں نے تجھے مال عطا نہیں کیا تھا؟
وہ عرض کرے گا
کیوں نہیں!
پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا
کیا میں نے تمہاری طرف رسول نہیں بھیجے تھے؟
وہ عرض کرے گا
کیوں نہیں!

پھر وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا اور آگ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا پھر اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو بھی آگ ہی آگ دیکھے گا لہٰذا میں تم سے ہر شخص کو چاہئے کہ آگ سے بچے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی سے کیوں نہ ہو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اچھی بات کے ذریعے جہنم ہی سے بچے۔

(۳) کیا انہوں نے تمہیں پہنچا دیا تھا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یجیئ نوح وامتہ
فیقول اللہ تعالیٰ
ھل بلغت
فیقول
نعم : ای رب
فیقول لامتہ

هل بلغكم

فيقولون

لا: ماجاء نا من نبي

فيقول لنوح

من يشهدلك

فيقول

محمد صلى الله عليه وسلم، وامته فنشهد انه قدبلغ وهو قوله جل ذكره وكذلك جعلناكم امة وسطالتكونوا شهداء على الناس

(بخاری: باب من انتظر: ص: 134، حدیث: 3339: بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت نوح علیہ السلام اوران کی امت آئے گی

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا آپ نے (میرا پیغام) پہنچادیا تھا

تو وہ عرض کریں گے

جی ہاں! اے میرے رب عزوجل

تو اللہ تعالیٰ ان کی امت سے ارشاد فرمائے گا

کیاانہوں نے تمہیں پہنچادیا تھا

تو وہ عرض کریں گے

نہیں: ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا تھا

تو اللہ تعالیٰ حضرت نوح (علیہ السلام) سے ارشاد فرمائے گا



آپ کا گواہ کون ہے

آپ (علیہ السلام) عرض کریں گے

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوران کی امت:

چنانچہ ہم گواہی دیں گے کہ انہوں نے تبلیغ کی تھی اوراسی کا ذکر اللہ عزوجل کے کلام میں ہے۔

وكذلك جعلناكم امة وسطالتكونواشهداء على امة

وسطالتكونوا

شهداء على الناس

(۴) کیا میں نے تجھے کان، آنکھ اور مال واولاد نہ دی تھی

عن ابی هريرة وابی سعيد خدری رضی الله عنهما

قالا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يوتى العبد يوم القيامة

فيقول الله له

الم اجعل لك سمعا وبصراً ومالاً وولداً وسخرت لك الانعام

والحرث وتركتك تراس وتربع؟ فكنت تظن انك ملاقى

يوملك هذا

قال فيقول لا

فيقول له

اليوم انساك كما نسيتنى

(سنن ترمذی، ص:619، حدیث:2448 بیروت

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا

تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

کیا میں نے تجھے کان، آنکھ اور مال واولاد نہ دی تھی اور تیرے لئے جانوروں، چوپایوں کو مسخر نہ کیا تھا؟ اور میں نے تجھے مہلت نہ دی تھی کہ سردار بنے اور مال غنیمت کا چوتھا حصہ وصول کرلے کیا تجھے یقین تھا کہ آج کے دن مجھ سے ملے گا۔

تو وہ عرض کرے گا

نہیں

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

آج میں بھی تجھے اسی طرح بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔

(۵) تمہاری گواہی کون دیتا ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یجیئ النبی ومعہ الرجلان ویجیئ النبی ومعہ الثلاثۃ واکثر من ذالک واقل

فیقال لہ

ھل بلغت قومک

فیقول

نعم

فیدعی قومہ

فیقال



هل بلغكم؟

فيقولون

لا

فيقال

من شهدلك؟

فيقول

محمد (صلى الله عليه وسلم) وامته

فيدعى امة محمد(صلى الله عليه وسلم)

فيقال

هل بلغ هذا؟

فيقولون

نعم

فيقول

وما علمكم بذالك

فيقولون

اخبرنا نبينا بذالك، ان الرسل قد بلغوا فصدقناه

قال

فذالكم قوله تعالىٰ

وكذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس

ويكون الرسول عليكم شهيدا

(سنن ابن ماجہ: باب صفۃ امۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ص:1432، ج:2 حدیث:4284 بیروت)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک نبی آئے گا ان کے ساتھ دو آدمی ہوں گے اور ایک نبی آئے گا تو ان کے ساتھ تین آدمی ہوں گے۔اسی طرح اس سے زیادہ اور کم بھی ہوں گے۔

ان سے فرمایا جائے گا

کیا آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی؟

وہ عرض کریں گے

جی ہاں!

چنانچہ ان کی قوم کو بلایا جائے گا

اور ان سے فرمایا جائے گا

کیا نبی نے تمہیں (میرا پیغام) پہنچادیا تھا؟

تو وہ عرض کریں گے

نہیں

پھر (انبیاء کرام علیہم السلام) سے فرمایا جائے گا

تمہاری گواہی کون دیتا ہے؟

نبی (علیہ السلام) عرض کرے گا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلایا جائے گا

اور ارشاد فرمایا جائے گا

کیا اس نبی (علیہ السلام) نے میرا پیغام پہنچادیا تھا؟

تو وہ عرض کریں گے

جی ہاں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تمہیں اس کا کیسے علم ہے؟

امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لوگ عرض کریں گے کہ

ہمارے نبی (علیہ السلام) نے ہمیں اس کی خبر دی تھی کہ رسولوں نے آپ کا پیغام

پہنچا دیا تھا

تو ہم نے ان کی تصدیق کی۔

فرمایا

یہ مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُوْنَ

الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

(۶) میں نے تجھے عطا کیا اور خوب دیا

عن انس رضی الله عنه

عن النبی صلی الله علیه وسلم قال

یجاء بابن آدم یوم القیامة کانه بذج فیوقف بین یدی الله

فیقول الله له

اعطیتك وخولتك وانعمت علیك فماذا صنعت ؟

فیقول

یا رب! جمعته وثمرته فترکته اکثر ما کان فارجعنی آتك به

فاذا عبدلم یقدم خیراً فیمضی به الی النار

(ترمذی: ص: 618 حدیث: 2427 بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن ابن آدم کو اس طرح لایا جائے گا گویا کہ وہ دنبے کا بچہ ہو

پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

میں نے تجھے عطا کیا اور تجھے خوب دیا اور میں نے تجھ پر انعام کیا پھر تو نے کیا کچھ کیا؟

تو وہ عرض کرے گا

اے رب! میں نے اسے جمع کیا، بڑھایا اور پہلے سے زیادہ بنا کر چھوڑ دیا۔ آپ مجھے واپس بھیج دیں میں وہ سب کچھ لے کر آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ وہ ایسا شخص ہوگا جس نے کوئی نیک کام پہلے سے آگے نہ بھیجا ہوگا، لہٰذا اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔

(۷) آج تیرا نفس ہی شاہد بننے کے لئے کافی ہے

عن انس بن مالك رضي الله عنه

قال

كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك

فقال

هل تدرون مم اضحك

قلنا

الله ورسوله اعلم

قال

من مخاطبة العبد ربه عزوجل

يقول

یا رب الم تجرنی من الظلم

قال

یقول

بلی

قال

فیقول

فانی لا اجیز علی نفسی الاشاهداً منی

قال

فیقول

کفی بنفسك الیوم شهیداً وبا لکرام الکاتبین شهوداً

قال

فیختم علی فیه

فیقال لا رکانه انطقی

قال

فتنطق باعماله

قال

ثم یخلی بینه وبین الکلام

قال

یقول

بعداً لکن وستها فعنکن کنت انا ضل

(مسلم: باب حدثنا ثمیه ..... ص:216، حدیث:7629 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔

پھر ارشاد فرمایا

کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس بات پر ہنسا ہوں؟

ہم نے عرض کیا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں

تو ارشاد فرمایا

بندہ اپنے رب عزوجل سے جو گفتگو کرے گا

چنانچہ وہ عرض کرے گا

اے میرے رب عزوجل! کیا آپ نے مجھے ظلم سے نہیں بچایا تھا؟

ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیوں نہیں

ارشاد فرمایا

وہ کہے گا

بس تو پھر میں اپنے خلاف اس گواہ کی گواہی مانوں گا جو خود مجھ سے ہو

ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

آج تیرا نفس ہی شاہد بننے کے لئے اور کراماً کاتبین گواہ بننے کے لئے کافی ہیں

ارشاد فرمایا

اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء سے فرمایا جائے گا کہ گواہی دو

ارشاد فرمایا

وہ اعضاء اس کے کرتوت بتلائیں گے

ارشاد فرمایا

پھر اس کے اور کلام کے درمیان رکاوٹ ختم کردی جائے گی

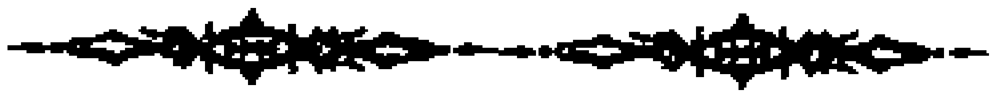
ارشاد فرمایا

وہ کہے گا

تمہارے لئے دوری اور ہلاکت ہو میں تو تمہاری ہی طرف سے مدافعت کر رہا تھا۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

قیامت کے دن بندہ کے نامہ اعمال کام آئیں گے اگر اعمال ٹھیک ہوئے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا اور اگر اعمال برے ہوئے تو ہلاکت مقدر بنے گی۔ یہ سب کچھ اسے اس سے حاصل ہوگا جو وہ کما کر گیا تھا یا کسی نے نیک عمل بھیجا تھا۔



اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس عالم میں پیدا فرمایا پھر ان کو صاف ستھرا رزق عطا فرمایا تاکہ میرے بندے میرا رزق کھا کر میرا شکر ادا کریں اور میری عبادت کر کے مجھے راضی کریں۔ جب اللہ تعالیٰ کو بندہ یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کے رزق اور اس کی نیک خواہشات کو پورا فرماتا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر کامل یقین و بھروسہ رکھے اور وہ تمام افعال انجام لائے جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کرے گا تو جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کرے گا تو وہ ضرور پوری ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گمان کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے۔ اگر بالفرض وہ چیز نہ بھی اس عالم میں ملی تو اس کا بدلہ آخرت میں عطا کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس بندے کے حق میں بہتر ہو۔

درج ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱) میں اپنے بندے کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان کرتا ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ یقول

ان عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا دعانی

(سنن ترمذی: باب حسن الظن باللہ: ص:596، حدیث:2388 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان کرتا ہے اور

جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(۲) اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول اللہ سبحانہ

انا عند ظن عبدی بی و انا معہ حین یذکرنی، فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی، وان ذکرنی فی ملا ذکرتہ فی ملا خیر منہ، وان اقترب الی شبراً اقتربت الیہ ذراعاً وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ

(ابن ماجہ: باب فضل العمل: ص:1255، حدیث:3822 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق فیصلہ فرماتا ہوں اور میں

کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ مجھے اکیلے یاد کرتا ہے تو میں اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجلس سے بہتر مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میری جانب بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی جانب ہوتا ہوں اور اگر وہ چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑ کر چلتا ہوں۔

(۴) اگر وہ کسی مجمع میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر میں اسے یاد کرتا ہوں

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال : قال النبی صلی الله علیه وسلم

يقول الله تعالیٰ

انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذكرنی فان ذكرنی فی نفسه ذكرته فی نفسی وان ذكرنی فی ملا ذكرته فی ملا خير منهم وان تقرب الی بشبر تقربت اليه ذراعاً وان تقرب الی ذراعا تقربت اليه باعا وان اتانی يمشی اتيته هرولة

(بخاری: باب قول اللہ تعالیٰ: ص: 2694 حدیث: 6970 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں ویسا ہی کرتا ہوں جیسا کہ بندے کا میرے متعلق گمان ہوتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں چنانچہ اگر وہ تنہا مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میری جانب آتا ہے میں ایک باع (دو پھیلے



ہوئے ہاتھ) اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری جانب آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی جانب آتا ہوں۔

(۴) اگر وہ میری جانب چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب بھاگ کر آتا ہوں

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول الله سبحانه

انا عند ظن عبدی بی وانا معه حين يذكرني، فان ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وان ذكرني في ملا ذكرته في ملا خير منهم وان اقترب الى شبراً اقتربت منه ذراعاً وان اقترب الى ذراعا اقتربت اليه باعا وان اتاني يمشي اتيته هرولة

(ابن ماجہ: باب حسن الظن باللہ ص 581: حدیث: 3603 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں پس اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے مجمع میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہوتے ہیں اور اگر وہ میری جانب ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا تو میں ایک باع اسے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری جانب چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب بھاگ کر آتا ہوں۔

☆ اس روایت سے ملتے جلتے الفاظ میں صحیح مسلم کی روایت میں اس طرح ہے۔

وانا معه حين يذكرني ان ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وان ذكرني في ملاء ذكرته في ملاهم خير منهم

ترجمہ: میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں اس کو اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہوتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

جب اللہ تعالیٰ کو بندہ یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی یاد فرماتا ہے اگر بندہ اللہ تعالیٰ کو اکیلا یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو اکیلے یاد فرماتا ہے۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کو کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو فرشتوں کی جماعت میں یاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ویسے فرماتا ہے جس کا وہ اللہ تعالیٰ سے گمان رکھتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اچھا گمان رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مانگی ہے تو کامل یقین رکھیں کہ وہ ضرور ملے گی کیونکہ وہ ذات اقدس ہی ایسی ہے کہ سب نیک مرادیں والتجائیں پوری فرماتا ہے اور اگر دنیا میں نہ ملے تو آخرت پر یقین رکھیں کہ وہاں اس دعا کا بدلہ دیا جائے گا۔



روزوں کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا تا کہ میرے بندے میری عبادت کر کے میری بارگاہ میں رضا حاصل کریں اور میں ان سے راضی ہو جاؤں۔ جس طرح نماز اور صاحب استطاعت پر حج فرض ہے اسی طرح روزہ بھی فرض ہے، روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت ورضا حاصل کرنے کا سبب ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کی جزا خود اللہ تعالیٰ نے دینی ہے۔ روزہ سے بندہ بھوک پیاس برداشت کرتا ہے اور آنکھوں کو بے حیائی اور زبان کو بدکلامی اور پاؤں کو برے راستے پر چلنے سے روکتا اور ہاتھوں کو ناجائز چیز اٹھانے سے روکتا ہے۔

روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزے دار قیامت کے دن خوش حال ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو گی۔

درج ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔

(۱) روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال

ان اللہ تعالیٰ یقول

الصوم لی وانا اجزی به وللصائم فرحتان

حين يفطر

وحين يلقى ربه

والذی نفس محمدبیده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من

ريح المسك:

(سنن نسائی،ص:438،حدیث:2223،باب فضل الصیام: بیروت)

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ

فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

اور روزہ دار کے لئے دوخوشیاں ہیں

جب وہ افطار کرتا ہے

اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے

منہ کی بو اللہ (عزوجل) کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔

(۲) روزہ دار کے لئے دوخوشیاں

عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه

قال قال النبی صلی الله عليه وسلم

ان الله تبارك وتعالیٰ يقول .

الصوم لی وانا اجزی به

وللصائم فرحتان

اذا افطر فرح

و اذا لقی ربه فجزا فرح

والذی نفس محمدبیده لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من

ریح المسك:

(سنن نسائی: باب ذکر الاختلاف: ص: 441، حدیث: 2225 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے

اور جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا اور اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے تو خوش ہو جائے گا اس

ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ (عزوجل) کے

ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔

(۳) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم

قال الله عزوجل

كل عمل ابن آدم له، الا الصيام هولی وانا اجزی به الصيام

جنة، فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان

شاتمه احد او قاتله

فليقل

انی امرو صائم، والذی نفس محمدبیده لخلوف فی الصائم

اطیب عند الله من ریح المسك

(سنن نسائی: باب ذکر الاختلاف: ص: 442، حدیث: 2226 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ تو ڈھال ہے جب کسی دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ گندی بات کرے اور نہ ہی چلائے بلکہ اگر کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو یوں کہہ دے کہ

بھائی میں تو روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ (عزوجل) کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔

(۴) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله علیه وسلم قال

يقول الله عزوجل:

الصوم لی وانا اجزی به یدع شهوته واکله وشربه من اجلی،



والصوم جنة والصائم فرحتان

فرحة حين يفطر

و فرحة حين يلقى ربه

ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك:

(بخاری: باب قول اللہ تعالیٰ ،ص:356،حدیث:7492 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، روزہ دار اپنی شہوت، اپنا کھانا، اپنا پینا میری وجہ سے چھوڑتا ہے اور روزہ ڈھال ہے۔

اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے

اور ایک اس وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

اور روزہ کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔

ایک اور حدیث میں یوں بھی ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال

والذی نفسی بيده لخلوف فی الصائم اطيب عند الله من ريح المسك

(مؤطا امام مالک: باب جامع الصیام: ص:416 حدیث:691 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، روزہ کے منہ کی اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔

(۵) ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات گنا تک ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنهن

قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول

ان ربکم یقول

کل حسنة بعشر امثالها الی سمعائه ضعف والصوم لی وانا اجزی به الصوم جنة من النار ولخلوف فی الصائم اطیب عند الله من ریح المسك وان جهل علی احدکم جاهل وهو صائم فلیقل

انی صائم

(سنن ترمذی: باب فضل الصیام: ص:300، ج:769 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

بے شک تمہارا رب (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے

ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ آگ سے ڈھال ہے اور روزہ کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی عمدہ ہے۔ اگر تم میں سے کوئی روزہ دار ہو اور کوئی جاہل اس کے سامنے جہالت کا اظہار کرے تو اسے چاہئے کہ اس سے کہہ دے میں تو روزہ دار ہوں۔

(۶) روزہ ڈھال ہے

عن ابی هریره رضی الله عنه

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال

الصیام جنة فلایرفث ولا تجهل وان امرؤ قاتله اوشاتمه

فلیقل

انی صائم مرتین، والذی نفسی بیده لخلوف فی الصائم،

اطیب عند الله من ریح المسك یترك طعامه وشرابه وشهوته

من اجلی الصیام لی وانا اجزی به والحسنة بعشر امثالها

۔ (بخاری: باب ماجاء فضل الصیام: ص: 170، حدیث: 1894 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

روزہ ڈھال ہے لہٰذا روزہ رکھنے والا نہ گندی بات کرے نہ جاہلوں والے کام کرے، اگر کوئی اس سے جھگڑا ہی کرے یا اسے برا بھلا کہے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں، یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ ہے وہ اپنا کھانا اور پینا اور شہوت میری وجہ سے چھوڑتا ہے۔ روزہ تو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

(۷) ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب بڑھتا رہتا ہے

عن ابی هریرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنه بعشر امثالها الی سبعمائة

صعف الی ماشاء الله

یقول الله

الا الصیام فانه لی وانا اجزی به، یدع شهوته وطعامه من

اجلی



للصائم فرحتان

فرحة عند فطره

وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فی الصائم اطيب عند الله من

ريح المسك ۔

(ابن ماجہ: باب ماجاء فضل الصیام: ص:210، حدیث:1707 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

ابن آدم کا ہر عمل کا ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ ایک نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر

سات سو تک ملتا ہے اور اس سے زائد جتنا اللہ عزوجل چاہیں اتنا ہی ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مگر روزہ وہ تو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ یہ روزہ دار اپنی

خواہشات کو اپنے کھانے کو میری وجہ سے چھوڑتا ہے۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

ایک خوشی تو افطار کے وقت ہے

اور ایک خوشی اپنے رب عزوجل سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور البتہ روزہ

دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۸) ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے مگر روزہ میرے لئے ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله علیه وسلم قال

كل عمل ابن آدم له الا الصوم فانه لی وانا اجزی به

ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك:

(بخاری: باب ما یذکر فی المسک: ص:479، حدیث:5927 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ ۔

اللہ تعالیٰ کو روزہ دار بہت محبوب ہے جب وہ روزہ رکھ کر پورا دن بھوک، پیاس برداشت کرتا ہے اور اپنی آنکھوں کو بری جگہ دیکھنے سے روکتا ہے اور اپنی زبان کو برے الفاظ کے ساتھ ادا کرنے سے روکتا ہے اور اپنے قدموں کو بری جگہوں پر لے جانے سے روکتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو بری چیزیں اٹھانے سے روکتا ہے تو جب افطار کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خوشی عطا فرماتا ہے کہ اس وقت بندے کو یہ خوشی حاصل ہوتی ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ آج کا روزہ پورا ہو گیا ہے اور وہ اسی خوشی میں روزہ افطار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دوسری خوشی اس وقت عطا فرمائے گا جب اللہ تعالیٰ سے بندہ ملاقات کا شرف حاصل کرے گا۔ روزہ دار دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہے۔ دنیا میں اس طرح کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور آخرت میں اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو کر جنت النعیم مقام عطا فرمائے گا۔ یہ روزہ دار کی سب سے بڑی خوشی اور نوید رحمت ہے۔



نوافل کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا تا کہ میرے بندے میری عبادت کر کے میری بارگاہ میں مقبولیت حاصل کریں اور میں ان سے راضی ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے بندہ اپنے رب کو کبھی تو فرائض کے ذریعے راضی کرتا رہتا ہے اور کبھی واجبات کے ذریعے اپنے رب کو راضی کرتا رہتا ہے لیکن نوافل کے ذریعے اپنے رب عزوجل کو راضی کرنا بندے کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے کیونکہ فرائض وواجبات تو ہم پر اس طرح فرض وواجب ہیں جس طرح ہم پر فرض وواجب کیے گئے لیکن نوافل ہم پر فرض وواجب نہیں بلکہ یہ الگ ایک ایسی عبادت ہے جس میں بندہ اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کبھی تو راتوں کو اپنی آنکھوں کو آرام کرنے سے چھٹکارا دے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لمبے لمبے سجدے کرتا رہتا ہے اور کبھی تو دن کے وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا رہتا ہے۔ نوافلی عبادات اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اس کی مقدس بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نوافل ادا کرتا رہتا ہے، راتوں کو جاگ جاگ کر ذکر واذکار کرتا رہتا ہے۔ ایک مقام وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو کر اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالیتا ہے پھر اس بندے کا قول وفعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے خالق ومالک سے جاملتا ہے۔ اور یہ سب سے بڑی کامیابی وکامرانی ہے۔

(۱) دیکھو کیا تمہیں اس کے پاس کوئی نوافل بھی نظر آتے ہیں؟

عن ابی هریرة رضی الله عنه

ان النبی صلی الله علیه وسلم قال

ان اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة صلاته، فان وجدت

تامة کتبت تامة وان کان انتقض منها شیء

قال

انظروا هل تجدون له من تطوع، یکمل له ما ضیع من فریضة

من تطوعه ثم سائر الاعمال تجری علی حسب ذالك:

(سنن نسائی: المحاسبة علی الصلوٰۃ، ص: 260، حدیث: 470 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کا جس چیز کا حساب ہوگا وہ اس کی نماز ہوگی

اگر وہ کامل نکلی تو اسے کامل لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ ناقص نکلی تو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دیکھو کیا تمہیں اس کے پاس کوئی نوافل بھی نظر آتے ہیں تا کہ ان کے ذریعہ سے اس کی فرائض کی کمی کو دور کیا جا سکے؟ پھر اس کے تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔

(۲) میں تیری کفایت دن کے آخر تک کروں گا

عن نعیم بن هماز رضی الله عنه

قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول

یقول الله عزوجل

یا ابن آدم لا تعجزنی من اربع رکعات فی اوّل نهارك

اکفك آخره ۔

(ابوداؤد: باب صلاۃ الضحیٰ: ص: 412، حدیث: 1289 بیروت)

نعیم بن حماز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے

ابن آدم تو دن کے شروع میں چار رکعات پڑھنے سے عاجز نہ آ میں تیری کفایت

دن کے آخر تک کروں گا۔

(۳) اے آدم کے بیٹے! تو دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعات پڑھ لیا کر

عن ابی درداء رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم

عن اللہ عزوجل قال

ابن آدم ارکع لی من اوّل النہار اربع رکعات اکفك آخرہ

(ترمذی: باب ماجاء صلاۃ الضحیٰ: ص: 325، حدیث: 477 بیروت)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اے آدم کے بیٹے! تو دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعات پڑھ لیا کر میں

دن کے آخر تک تیری کفایت کروں گا۔

(۴) دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نیکی نفلی بھی ہے

عن حریث بن قبیصۃ رضی اللہ عنہ قال

قدمت المدینۃ

قال قلت

اللهم يسرلي جليسا صالحاً فجلست الى ابى هريرة رضى الله عنه

قال فقلت

اني دعوت الله عزوجل ان يسيرلي جليسا صالحاً

فحدثني بحدث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم

لعل الله ان ينفعني به

قال

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول

ان اوّل ما يحاسب به العبد بصلاته، فان صلحت

فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر

قال همام

لا ادرى هذا من كلام قتاده اومن الرواية فان انتقص من

فريفته شيء .

قال

انظروا: هل لعبدى من تطوع؟ فيكمل ما نقص من الفريضة

ثم يكون سائر عمله على نحوذ الك:

(سنن نسائی: باب المحاسبة علی الصلاۃ: ص:259، حدیث:469 بیروت

حضرت حریث بن قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں مدینہ المنورہ آیا اور دعا کی کہ: اے اللہ مجھے نیک صالح ساتھی عطا فرما دے

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا۔

اور میں نے ان سے عرض کیا۔

میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ اے اللہ عزوجل! مجھے نیک صالح ساتھی عطا فرما۔ لہٰذا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، یقیناً اللہ عزوجل مجھے اس سے نفع پہنچائے گا۔

تو فرمایا کہ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

سب سے پہلی چیز جس کا بندے سے حساب ہوگا وہ اس کی نماز ہے اگر وہ صحیح نکلی تو وہ فلاح پا گیا اور کامیاب ہوا اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ شخص ناکام و نامراد ہوا۔

ہمام نے کہا ہے کہ

مجھے معلوم نہیں کہ یہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا کلام ہے یا روایت کے الفاظ ہیں

اگر اس کے فرض میں کوئی کمی ہوئی تو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفلی نیکی بھی ہے لہٰذا ان سے فرائض کی کمی کو پورا کر دیا جائے گا پھر اس کے دوسرے اعمال کا معاملہ بھی اسی طرح ہوگا۔

(۵) میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں

عن تميم الداری رضی الله عنه

عن النبی صلی الله عليه وسلم قال

اوّل ما يحاسب به العبد يوم القيامة صلاته، فان اكملها

كتبت له نافلة فان لم يكن اكملها

قال الله سبحانه لملائكة

انظرو اهل تجدون لعبدی من تطوع، فاكملوا بهاما ضيع من

فريضته لم توخذ الاعمال علی حسب ذالك

(ابن ماجہ: باب ماجاء فی اوّل ما یحاسب بہ العبد الصلاۃ ص:103، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

قیامت کے دن بندہ کا سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب کتاب ہوگا اگر

اس نے اسے پورا ادا کیا تو اس کے لئے زائد اجر و ثواب لکھ دیا جائے گا اور اگر اس

اسے مکمل طور سے ادا نہیں کیا ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائے گا کہ

دیکھو! کیا میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں؟ ان سے اس کے فرائض کی کمی پور

کر دو پھر دوسرے اعمال میں بھی اس کے مطابق ہوگا۔

(۶) آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما

عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال

اتانی ربی فی احسن صورة

فقال

یا محمد(صلی اللہ علیه وسلم)

قلت

لبیك ربی وسعدیك

قال

فیم یختصم الملا الاعلیٰ

قلت

ربی لا ادری: فوضع یده بین کتفی، فوجدت بردها بین ثدیی

فعلمت ما بین المشرق والمغرب

قال

یا محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)

فیم یختصم الملا الاعلیٰ

قلت

فی الدرجات والکفارات وفی نقل الاقدام الی الجماعات

واسباغ الوضوء فی المکروھات وانتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ

ومن یحافظ علیھن عاش بخیر ومات بخیر وکان من ذنوبہ

کیوم ولدتہ امہ

(سنن ترمذی:باب ومن سورہ ص:47،حدیث:3542بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرا رب میرے پاس بہترین شکل وصورت میں تشریف لایا

اور ارشاد فرمایا

اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

اے میرے رب میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا

میرے رب عزوجل مجھے تو پتہ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کاندھے کے درمیان رکھا تو مجھے اس کی ٹھنڈک سینے میں محسوس ہونے لگی اور میں مشرق ومغرب کو جان لیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ اے میرے رب عزوجل!

تو ارشاد فرمایا

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟

تو میں نے عرض کیا

درجات اور کفارات کے بارے میں اور جماعت (کی نمازوں) کی جانب اٹھنے والے قدموں (کے ثواب) کے بارے میں اور تکلیف کے وقت میں اچھی طرح سے وضو کرنے کے بارے میں اور جو شخص ان باتوں کی حفاظت کرے گا وہ خیر و عافیت کے ساتھ زندگی گزارے گا اور خیر و عافیت کے ساتھ ہی مرے گا اور گناہوں سے ایسا صاف ستھرا ہوگا جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

(۷) درجات حاصل کرنے کا ذریعہ نوافل ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنه

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

اتانی ربی فی احسن صورۃ

قال

احسبه فی المنام؟

قال

کذا فی الحدیث

فقال

یا محمد (صلی اللہ علیه وسلم)

هل تدرى فيم يختصم الملا الاعلى؟

قال

قلت

لا

قال

فوضع يده بين كتفي حتى وجدت بردها بين ثديي

او قال

في نحرى فعملت ما في السموات وما في الارض

قال

يا محمد(صلى الله عليه وسلم)

هل تدرى فيم، يختصم الملا الاعلى؟

قلت

نعم

قال

في الكفارات والكفارات المكث في المساجد بعد الصلوٰت والمشي على الاقدام الى الجماعات واسباغ الوضوء على المكاره، ومن فعل ذالك عاش بخير ومات بخير وكان من خطيئته كيوم ولدته امه

وقال

يا محمد(صلى الله عليه وسلم)

اذ صليت فقل

اللهم اسالك فعل الخيرات وترك المنكرات وحب



المساكين واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضني اليك غير مفتون

قال

وللدرجات افشاء اسلام واطعام الطعام والصلوٰة بالليل

والناس نيام

(سنن ترمذی: باب من سورۃ ص:46، حدیث:3541 بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس میرا رب عزوجل بہترین شکل وصورت میں تشریف لائے

فرمایا

میرا خیال ہے کہ یہ خواب کی بات ہے

فرمایا کہ

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آسمان کے رہنے والے فرشتے کس چیز کے بارے میں

جھگڑ رہے ہیں۔

فرمایا

میں نے عرض کیا

نہیں!

فرمایا

پھر اللہ عزوجل نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ

کہ مجھے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس ہونے لگی۔

یا فرمایا کہ

گلے کے پاس معلوم ہونے لگی:

چنانچہ مجھے وہ سب معلوم ہو گیا جو آسمانوں میں یا زمین میں ہے

تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آسمان کے مکین فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا

جی ہاں

کفارہ بننے والی چیزوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور کفارہ یہ چیز بنا کرتی ہیں نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور جماعتوں کی طرف پیدل چل کر جانا اور تکلیف کے وقت وضو کو اچھی طرح کرنا اور جو ایسا کرے گا وہ خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ ہی مرے گا اور گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جائے گا کہ گویا آج ہی ماں نے جنا ہے۔

اور ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب آپ نماز پڑھا کریں تو یہ دعا کریں۔

اے اللہ عزوجل میں آپ سے اچھے کام کرنے کی اور برے کام چھوڑنے اور مسکینوں کی محبت کی توفیق مانگتا ہوں اور جب آپ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہیں تو مجھے بغیر کسی ابتلاو آزمائش کے اپنے پاس بلا لیجئے۔

اور فرمایا کہ

درجات حاصل کرنے کا ذریعہ یہ اعمال ہیں۔

سلام کا پھیلانا

کھانا کھلانا

اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

(۸) میں اپنے رب عزوجل کے سامنے ہوں اور وہ نہایت شاندار صورت میں ہے

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

فقال

احتبس عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ من صلاۃ الصبح حتی کدنا نترابا عین الشمس فخرج سریعاً

فثوب بالصلاۃ:

فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتجوز فی صلاتہ فلما سلم دعا بصوتہ

قال لنا

علی مصافکم کما انتم ثم انفتل الینا

ثم قال

اما انی ساحدثکم ما حسبنی عنکم الغداۃ، انی قمت من اللیل فتوضات وصلیت ما قدرلی فنعست فی صلاتی حتی استثقلت، فاذا انابربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورۃ

فقال

یا محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)

قلت

لبیک رب

قال



فیم یختصم الملاء الاعلیٰ

قلت

لا ادری قالها ثلاثاً

قال

فرایته وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی

فتجلی لی کل شیء وعرفت

فقال

یا محمد(صلی اللہ علیه وسلم)

قلت

لبیك رب

قال

فیم یختصم الملاء الاعلیٰ

قلت

فی الکفارات

قال

ماهن

قال مشی الاقدام الی الحسنات والجلوس فی المساجد

بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریهات

قال

فیم

قلت

اطعام الطعام



ولين الكلام

والصلاة با الليل والناس نيام

قال

سل؟

قلت

اللهم اسألك فعل الخيرات وترك المنكرات وحب المساكين وان تغفرلي وترحمني واذا اردت فتنة قوم فتوفني غير مفتون اسألك حبك وحب من يحبك وحب عمل يقرب الى حبك

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

انها حق فادرسوها ثم تعلموها

(سنن ترمذی: باب من سورہ ص: 368 حدیث: 3235 بیروت)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس فجر کی نماز کے لئے تشریف نہ لائے حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیہ کو نکلتا ہوا دیکھ لیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے نکلے اور نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کو مختصر کیا جب سلام پھیر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے ہمیں پکارتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جہاں پر ہو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری طرف متوجہ ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا:

میں ابھی تمہیں یہ بتلا دوں گا کہ صبح کی نماز میں آنے سے مجھے کس چیز نے روکے رکھا۔ میں رات کو اٹھا وضو کیا اور جتنا اللہ عزوجل کو منظور تھا نماز پڑھ لی پھر مجھے نماز میں

اونگھ آ گئی حتیٰ کہ گہری نیند آ گئی۔ اچانک کیا دیکھا کہ میں اپنے رب عزوجل کے سامنے ہوں اور وہ نہایت شاندار صورت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

اے میرے رب عزوجل میں حاضر ہوں

فرمایا

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں

میں نے عرض کیا

مجھے معلوم نہیں تین مرتبہ یہ بات دہرائی

فرماتے ہیں کہ

پھر میں نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے اپنی مقدس ہتھیلی میرے کندھوں کے درمیان رکھی حتیٰ کہ میں نے اپنے سینے میں ان کے پوروں کی ٹھنڈک محسوس کی اور ہر چیز کھل کر میرے سامنے آ گئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔

پھر ارشاد فرمایا

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

اے میرے رب عزوجل میں حاضر ہوں

فرمایا

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا

کفارہ بن جانے والی چیزوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں



ارشاد فرمایا

وہ چیزیں کیا ہیں

عرض کیا کہ

نیکیوں کی جانب چل کر جانا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور تکلیف کے وقت اچھی طرح وضو کرنا

ارشاد فرمایا

اور کس چیز کے بارے میں

میں نے عرض کیا

کھانا کھلانا

اور نرم گفتگو کرنا

اور اس وقت رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں

ارشاد فرمایا

مانگو

میں نے عرض کیا

اے اللہ عزوجل آپ سے اچھا کام کرنے اور برائیوں کو چھوڑنے اور مساکین وغرباء کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ آپ میری مغفرت فرما دیجئے اور آپ جب کسی قوم کو فتنہ وآزمائش میں ڈالنا چاہیں تو مجھے کسی فتنے اور آزمائش میں مبتلا کئے بغیر ہی اٹھا لیں میں آپ سے آپ کی محبت اور اس کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو آپ سے محبت رکھتا ہو اور ایسے عمل کی محبت کا جو مجھے آپ کی محبت کے قریب کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ کلمات حق ہیں لہٰذا انہیں یاد کرو اور سیکھو

(۹) کیا میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں

عن ابی هریرة رضی الله عنه

عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال

اول ما یحاسب به العبد صلاته فان کان اکملها والا

قال الله عزوجل

انظروا هل لعبدی من تطوع فان وجدله تطوع

قال

اکملوا به الفریضة

(سنن نسائی: باب المحاسبة علی الصلوٰۃ: ص:216، حدیث: 471 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن بندے کی جس چیز کا حساب سب سے پہلے ہوگا وہ اس کی نماز ہے

پس اگر وہ پوری نکلی تو ٹھیک ورنہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں اگر نوافل آئے تو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ان کے ذریعہ سے فرائض کی کمی پوری کردو

ملاحظہ فرمایئے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے کہ جب قیامت کے دن ہر طرف افراتفری ہوگی کوئی کسی کا نہ ہوگا اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم وکرم فرمائے گا کہ اگر بندوں کی نیکیاں کم ہورہی ہوں گی تو نوافل کے ذریعے فرائض کی کمی کو پورا فرما کر ان سے راضی ہوجائے گا۔ یہ سب کچھ اسے نوافل ادا کرنے کی برکت سے حاصل ہوگا کیونکہ بندہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے راتوں کو جاگ کر نفل ادا کرتا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے خوف گناہوں سے مغفرت کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا اوران میں ایسے احکام بھی نازل فرمائے تاکہ میرا بندہ ان پر عمل کر کے میرا قرب حاصل کر لے اور ایسے احکام بھی نازل فرمائے جو کہ بندے کے لئے مفید اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ میرے بندوں کو گناہوں سے بچنے کی تلقین کریں اور نیک عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے خوف وڈر کی وجہ سے گناہوں سے رک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف فرمانے والا ہے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں بندے کے خوف وڈر کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔

(۱) تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا

عن ابی هريرة رضی الله عنه
عن النبی صلی الله علیه وسلم قال
كان رجل يسرف على نفسه فلما حضره الموت
قال لبنيه
اذا نامت فاحرقوني، ثم اطحنوني، ثم ذروني في الريح فوالله
لئن قدر علی ربی ليعذبنی عذابا ما عذبه احدًا، فلما ما تفعل

به ذالك فامر الله تعالیٰ الارض

فقال

اجمعی ما فيك منه ففعلت فاذا هو قائم

فقال

ما حملك على ما صنعت؟

قال

يا رب خشيتك حملتني فغفر له

(بخاری: باب حدثنا ابو ہریرة رضی اللہ عنہ: ص: 200، حدیث: 3481 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

ایک شخص بہت گناہ کرتا تھا پس جب وہ مرنے لگا تو

اپنے بیٹوں سے کہا کہ

جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا پھر پیس ڈالنا پھر جب ہوا میں اڑا دینا اس لئے

کہ بخدا اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچ گیا تو وہ مجھے ایسا سخت عذاب دے گا جو کسی کو بھی

نہ دیا ہوگا، پھر جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا

تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا اور فرمایا کہ

اس کے جو ذرات تیرے اندر ہیں انہیں جمع کر تو زمین نے کر دیا۔

چنانچہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا تو

اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ

تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا

تو اس نے کہا کہ

اے میرے رب! آپ (عزوجل) کے خوف مجھے اس پر آمادہ کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ



نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(۴) جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله عليه وسلم قال

اسرف رجل علی نفسه فلما حضره الموت اوصی بنيه

فقال

اذا مت فاحرقونی ثم استحقونی ثم اذرونی فی البحر

فـوالله لـئـن قدر علی ربی ليعذبنی عذابا ماعذبه احداً ففعلوا

ذالك به

فقال للارض

ادی ما اخذت فاذا هو قائم

فقال له

ما حملك علی ما صنعت؟

قال

خشيتك يارب او مخافتك فغفرله بذالك:

(مسلم: باب فی سعۃ رحمۃ: ص: 461، حدیث: 7157 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک آدمی نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنی کو وصیت کی

اور کہا کہ

جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر پیس ڈالنا اور سمندر میں بہا دینا۔ بخدا اگر اللہ

تعالیٰ نے میری گرفت کر لی تو وہ مجھے سخت عذاب دے گا ایسا جو کسی کو نہ دیا ہوگا چنانچہ

انہوں نے ایسا ہی کیا

تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ

جو کچھ تم نے لیا ہے واپس لے آ و چنانچہ وہ شخص حاضر ہو گیا

تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ

تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا؟

تو اس نے عرض کیا

آپ (عزوجل) کے خوف کی وجہ سے چنانچہ اس پر اللہ عزوجل نے اس کی مغفرت کردی۔

(۳) تو نے جو کچھ لیا وہ واپس دے

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

اسرف رجل على نفسه فلما حضره الموت اوصى بنيه

فقال

اذا مت فاحرقوني ثم استحقوني ثم ذروني في الريح في البحر، فوالله لئن قدر على ربي ليعذبني عذابا ما عذبه احداً

قال

ففعلوا به ذالك

فقال للارض

ادی ما اخذت فاذا هو قائم

فقال له

ما حملك على ما صنعت ؟

قال

خشيتك او مخافتك يارب فغفرله لذالك

(ابن ماجہ: باب ذکر التوبہ: ص: 461، حدیث: 4396 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو

وصیت کی

اور کہا

جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر پیس دینا پھر مجھے ہوا میں سمندر میں ڈال دینا

کیونکہ بخدا اگر اللہ عزوجل کا مجھ پر پکڑ ہوا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ جو کسی کو نہ دیا ہوگا

فرمایا

پھر انہوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا

تو اللہ تعالیٰ نے زمین سے فرمایا

تو نے جو کچھ لیا ہے وہ واپس دے، پس وہ شخص سامنے کھڑا ہوا تو

اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا

تم نے جو کچھ کیا کس نے مجبور کیا؟

اس نے کہا

اے رب آپ (عزوجل) کے خوف نے، چنانچہ اس بات کی وجہ سے اللہ عزوجل

نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(۴) اس کام پر تجھے کس نے ابھارا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم

ان رجلاً کان قبلکم رغسه الله مالاً

فقال لبنیه

لما حضر ای اب کنت لکم

قالوا

خیر اب!

قال

فانی لم اعمل خیراً قط، فاذامت فاحرقونی ثم استحقونی،

ثم ذرونی فی یوم عاصف ففعلوا فجمعه الله عزوجل

فقال

ما حملك

قال

مخافتك فتلقاه برحمته

(بخاری: باب ام حسبت ان...... ص:1283، حدیث: 3292 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

بے شک تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا تھا

جب وہ مرنے لگا تو

اپنے بیٹوں سے کہا

میں تمہارا کیسا باپ تھا؟

تو انہوں نے کہا

بہترین باپ تھے

تو اس نے کہا

میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر مجھے پیس ڈالنا



پھر تیز ہواؤں والے دن میری راکھ اڑا دینا تو انہوں نے ایسا ہی کیا

پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا

اور فرمایا کہ

اس کام پر تجھے کس نے ابھارا؟

اس نے عرض کیا کہ

تیرے ڈر نے، چنانچہ اللہ عزوجل نے اس پر رحم فرمادیا

(۵) جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بہت سی لکڑیاں اکٹھی کرنا

قال عقبة هو ابن عمرو الانصاری لحذيفة رضی الله عنهما

الا تحدثنا ما سمعت من النبی صلى الله عليه وسلم

قال

سمعته يقول

ان رجلاً حضره الموت لما ايس من الحياة اوصى اهله اذا

مت فاجمعوا لی خطباً كثيراً ثم اوروا ناراً حتى اذا اكلت

لحمي وخلصت الى عظمي فجذوها فاطحنوها فذرونی فی

اليم فی يوم حار اوراح فجمعه الله

فقال

لم فعلت

قال

خشيتك فغفر له

(بخاری: باب حدثنا ابو……ص:198، حدیث:3479 بیروت)

- حضرت عقبہ بن عامر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ

آپ ہمیں وہ نہیں سنائیں گے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟

تو انہوں نے فرمایا

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

ایک آدمی مرنے لگا جب زندگی سے ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بہت سی لکڑیاں اکٹھی کرنا پھر ان میں آگ جلانا حتیٰ کہ وہ آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے تو تم اسے پکڑ کر پیس دینا اور سخت گرم ہواؤں والے دن یا گرم دن میں اسے پانی میں بہا دینا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا

اور فرمایا

تو نے یہ معاملہ کیوں کیا

اس نے عرض کیا

آپ (عزوجل) کے خوف کی وجہ سے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی

(۶) تمہارے پاس جو کچھ ہے حاضر کرو

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

اسرف عبد على بنفسه حتى حضرته الوفاة

قال لاهله

اذا انا مت فاحر قونی ثم اذرونی فی الريح فی البحر، فو الله لئن قدر الله على ليعذبنی عذابا: لا يعذبه احداً من خلقه

قال

ففعل اهله ذالك

قال الله عزوجل لكل شیء اخذ منه شيئاً ادما اخذت فاذا هو

قائم

قال الله عزوجل

ما حملك على ما صنعت؟

قال

خشيتك فغفر الله له

(سنن نسائی: باب ارواح المومنین: ص:260، حدیث: 2091 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

ایک شخص نے بہت زیادہ گناہ کیے حتیٰ کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ

جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا ڈالنا اور پھر میری راکھ کو سمندر میں ہوا میں اڑا دینا، بہا دینا، اس لئے کہ بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو نہ دیا ہوگا۔

فرمایا کہ

اس کے گھر والوں نے اس کے ساتھ ایسے ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کو جس کے پاس اس کی راکھ کا کچھ حصہ تھا یہ حکم دیا کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے حاضر کرو، چنانچہ وہ سامنے کھڑا کر دیا گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جو کچھ تم نے کیا اس پر تمہیں کس نے آمادہ کیا

تو اس نے عرض کیا

تیری خشیت نے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔

(۷) جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال

رجل لم يعمل خيراً قط، اذا مات فحرقوه واذروا نصفه فی

البر، ونصفه فی البحر، فوالله لئن قدر الله عليه ليعذبه، عذابا

لا يعذبه احداً من العالمين فامر الله البحر فجمع مافيه وامر

البر فجمع مافيه

ثم قال

لم فعلت

قال

من خشيتك وانت اعلم فغفر له

(بخاری: باب یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، ص: 1117، ج: 2، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص جس نے کبھی نیک عمل نہ کیا تھا یہ کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا

اور میری آدھی راکھ خشکی میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا اس لئے کہ بخدا، اگر اللہ

تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے سخت عذاب دے گا جو عالمین میں کسی کو نہ دیا ہوگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا اس نے سمندر میں موجود راکھ کو جمع کر دیا اور خشکی

کو حکم دیا اس نے خشکی میں موجود تمام راکھ کو اکٹھا کر لیا

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

تو نے ایسا کیوں کیا

اس نے عرض کیا کہ

آپ (عزوجل) کے ڈر کی وجہ سے اور آپ (عزوجل) تو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(۸) میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا

قال عقبة بن عمرو لحذيفة رضى الله عنهما

الا تحدثنا ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال

انى سمعته يقول

ان مع الدجال اذا خرج ماءً وناراً ، فاما الذى يرى الناس انه ماء بارد، واما لذى يرى الناس انه ماء بار دفنار تحرق فمن ادرك منكم فيلقع فى الذى يرى انها نار فانه عذب بارد

قال حذيفة

و سمعته يقول

ان رجلاً كان فيمن كان قبلكم اتاه الملك ليقبض روحه

فقيل له

هل عملت من خير

قال

ما اعلم

قيل له

انظر

قال

ما اعلم شيئاً غيرانى كنت ابايع الناس فى الدنيا واجازيهم فانظر الموسر والتجاوز عن المعسر، فادخله الله الجنة

قال

وسمعته يقول

ان رجلاً حضره الموت فلما يئس من الحياه او صى اهله اذا

انا مت فاجمعوا لى حطباً كثيراً واوقدوا فيه ناراً حتى اذا

اكلت لحمى وخلصت الى عظمى فامتحشت فخذوها

فاطحنوها ثم انظروا يوماً راحاً فاذروه فى اليم ففعلوا فجمعه

الله

فقال له

لم فعلت ذالك

قال

من خشيتك فغفر الله له ٭

قال عقبة بن عمرو رضى الله عنه

انا سمعته يقول

ذاك وكان نباشاً

(بخاری: کتاب الانبیاء، ص: 491، ج: 1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن عمر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا

کیا آپ ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو؟

تو انہوں نے فرمایا

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے

جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جس چیز کو لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ جلا ڈالنے والی آگ ہوگی

لہٰذا تم میں سے جو شخص اسے پائے اسے چاہئے کہ وہ اس میں گر جائے جسے وہ آگ سمجھ رہا ہو کیونکہ آگ ٹھنڈی اور شیریں پانی کی مانند ہو گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا

تم سے پہلی امتوں میں ایک آدمی تھا اس کے پاس روح قبض کرنے والا فرشتہ آیا

تا کہ اس کی روح نکالے

تو اس شخص نے کہا

مجھے پتہ نہیں کہ میرے پاس کوئی نیکی ہے

اس سے کہا گیا کہ

دیکھ لے

تو اس نے کہا

میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ مالدار کو ڈھیل دیا کرتا اور تنگدست سے درگزر کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی بات پر اسے جنت میں داخل فرمایا۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

ایک شخص کی موت کا وقت قریب آیا پس جب وہ زندگی سے ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو بہت سی لکڑیاں جمع کرنا اور ان کو اچھی طرح دھکا دینا پھر جب آگ میرے گوشت کو ختم کر کے میری ہڈیوں تک پہنچ جائے اور میں جل کر خاکستر ہو جاؤں تو اسے جمع کر کے پیس لینا پھر تم تیز ہواؤں والے دن اس خاک کو ہوا میں اڑا دینا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا۔

پھر اس سے فرمایا کہ

تو نے ایسا کیوں کیا؟

تو اس نے عرض کیا کہ

تیرے خوف کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

وہ شخص کفن چور تھا۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

اللہ تعالیٰ بے حد رحیم و کریم ہے اور اپنے بندوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تمام راستے ارشاد فرمادیئے کہ یہ راستہ میری طرف تمہارے لئے کامیابی کا ذریعہ ہے اور یہ راستہ تمہارے لئے خطرناک اور عذاب کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بندہ جب خوف کی وجہ سے گناہ کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتا ہے اور اس کے گناہوں پر پردہ ڈال کر آخرت کے دن ہمیشہ کے لئے راضی ہو جائے گا۔



شرک اور برائیوں سے نہ بچنے پر وعیدیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا تا کہ میرے بندے میری عبادت کریں اور ان گناہوں سے بچیں جن سے میں نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی وحدہ لاشریک ہے۔ نہ تو اسے کسی نے جنا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے وہ سب کا پالنے والا ہے جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے چھوڑ دے گا اور قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں شرک کرنے والے کے لئے وعیدیں ہیں۔

(۱) میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال

قال الله عزوجل

انا اغنی الشرکاء عن الشرك فمن عمل عملاً اشرك فيه

غیری فانا منه بری وهو للذی اشرك

(ابن ماجہ: باب الریاء والسمعۃ: ص:398، حدیث:4342 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں لہٰذا جو شخص کوئی ایسا عمل کرے گا جس میں



کسی اور کو شریک کرے گا تو میں اس سے بری ہوں اور وہ عمل اس کے لئے ہوگا جس کو اس نے شریک کیا ہے۔

(۲) میں شریکوں میں غنی ترین ہوں

عن ابی هريرة رضى الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الله تبارك وتعالىٰ

انا اغنى الشركاء عن الشرك من عمل عملاً اشرك فيه غيرى

تركته وشركه (بخاری: باب من الشرک فی عملہ ص:57، حدیث:7666 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں شریکوں میں سے غنی ترین ہوں۔ جو شخص کوئی ایسا عمل کرے گا جس میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کرے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

(۳) کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے ہیں

عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما

عن النبى صلى الله عليه وسلم قال

ان الله قال

لقد خلقت خلقا السنتهم احلى من العسل وقلوبهم امر من

الصبر فبى حلفت لا تيحنهم فتنة تدع الحليم منهم حيران

فبى يغترون ام على يجترئون

(ترمذی: باب تخرج فی آخر...... ص:244، حدیث:2585 بیروت)



حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں نے ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا جن کی زبانیں شہداء سے زیادہ شیریں اور ان کے دیلو ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان پر ایسا فتنہ مسلط کروں گا جو حلیم و بردبار کو بھی حیران کر دے گا۔ کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے دھوکے میں پڑ گئے ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں۔

(۴) ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا جو سمجھدار اور بردبار کو حیران کر دے گا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم

يخرج فی آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من اللين السنتهم احلی من السكر وقلوبهم قلوب الذئاب

يقول الله عزوجل

ابی يغترون ام علی يجترؤن فی حلفت لا بعثن علی اولئك منهم فتنة تدع الحليم منهم حيرانًا

(ترمذی: باب یخرج فی آخر الزمان: ص: 243، حدیث: 2584 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آخری زمانے میں بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا کو دین کے ذریعے حاصل کریں گے۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے دنبوں کی کھال پہنیں گے ان کی زبانیں چینی سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل ان کے بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔



اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا مجھ پر جری ہو گئے ہیں۔ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا جو سمجھدار اور بردبار کو حیران کر دے گا۔



شکم مادر میں بندے کی پرورش

اللہ تعالیٰ نے جب بندے کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے اسے اس کی والدہ کے شکم میں رکھا تا کہ وہ وہاں پر پرورش پائے پھر اس کے بعد اسے والدہ کے شکم سے پیدا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جب پیدا فرماتا ہے تو اس کا رزق، عمر، اچھے برے اعمال اور اس کا نیک و بد بخت ہونا لکھ دیتا ہے پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے شکم سے غذا حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا پھر ان پر ایسے احکام نازل فرمائے جن کو بندہ آسانی سے بجالا سکتا ہے۔ اگر وہ ان احکام کو بجالائے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے فرامین پر عمل کر کے جنت حاصل کی اور اگر ان احکام کو پس پشت ڈال دیا تو اس نے دوزخ کو اپنی ذات کے لئے ایندھن بنایا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ شکم مادر میں پرورش پر دال ہیں۔

(۱) فرشتوں کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق

ان احدکم یجمع خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما:

ثم یکون فی ذالک علقۃ مثل ذالک

ثم یکون فی ذالک علقۃ مثل ذالک

ثم یکون فی ذالك مضغة مثل ذالك

ثم یرسل الله تعالیٰ الملك

فینفخ فیه الروح ویؤمر باربع کلمات

بکتب رزقه

واجله

وعمله

وشقی او سعید

فوالله الذی لا اله غیره، ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنة

حتی ما یکون بینه وبینها الاذراع فیسبق علیه الکتاب،

فیعمل بعمل اهل النار فیدخلها وان احدکم لیعمل بعمل

اهل النار حتی ما یکون بینه وبینها الا ذراع واحد فیسبق

علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنة فیدخلها

(مسلم: باب کیفیۃ الخلق آدم علیہ السلام: ص:149، حدیث:6893 بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہمیں صادق مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ

تم میں سے ہر شخص کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز رکھا جاتا ہے

پھر اتنی ہی مدت گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رحم میں رہتا ہے

پھر ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے۔

اور اس کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ

اس کا رزق

اس کی موت کا وقت

اس کا عمل

اور نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھ دے

پس اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ تم میں سے کوئی شخص جنتیوں کے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور جہنمیوں جیسے عمل کر کے جہنم میں جا گرتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور وہ جنت والوں کا کوئی عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۲) اے میرے رب یہ بد بخت ہے یا نیک بخت؟

عن حذيفة بن ابى اسيد رضى الله عنه يبلغ به النبى صلى الله

عليه وسلم

قال

يدخل الملك على النطفة بعد ما تستقر فى الرحم باربعين او

خمسة واربعين ليلة

فيقول

يا رب اشقى او سعيد

فيكتبان

فيقول

اى رب اذكر او انثى؟

و يكتب عمله واثره، واجله، ورزقه، ثم تطوى

الصحف فلا يزاد فيها ولا ينقص

(مسلم: باب کیفیۃ الخلق: ص:45، حدیث:6895 بیروت)

حضرت حذیفہ بن اسد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے

ہیں کہ

فرمایا

نطفہ جب رحم میں استقرار پکڑتا ہے تو اس کے چالیس یا پینتالیس رات بعد ایک فرشتہ داخل ہوتا ہے۔

پھر عرض کرتا ہے

اے میرے رب یہ بد بخت ہے یا نیک بخت؟

پھر اس کو لکھا دیا جاتا ہے

پھر عرض کرتا ہے کہ

اے رب (عزوجل)! لڑکا ہے یا لڑکی؟

اس کا عمل بھی لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی مدت اور موت اور اس کا رزق پھر صحیفوں کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور ان میں نہ کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ ہی کمی ہوتی ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس کو تام یا غیر تام بنا دیتا ہے

عن حذیفة بن اسید الغفاری رحمته الله علیه

فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم باذنی هاتین

یقول

ان النطفة تقع فی الرحم اربعین لیلة ثم یتصور علیها الملك

قال زهیر

حسبته قال الذی یخلقها

فیقول

یا رب اذکر ام انثی

فیجعله الله ذکرا او انثی

ثم یقول

یا رب: اسوی ام غیر سوی

فیجعله الله سویا او غیر سوی

ثم یقول

یا رب: ما رزقه؟

ما اجله؟

ما خلقه؟

ثم یجعله الله شقیا او سعیداً

(صحیح مسلم: باب کیفیۃ الخلق: ص: 154، حدیث: 6898 بیروت)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے اپنے دونوں کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

نطفہ چالیس دن رحم میں رہتا ہے پھر ایک فرشتہ اس کی شکل وصورت بناتا ہے۔

زہیر نے فرمایا

میرا خیال ہے کہ یہ فرمایا تھا

وہ فرشتہ جو اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

وہ عرض کرتا ہے

اے میرے رب عزوجل: یہ لڑکا ہے یا لڑکی

چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا یا لڑکی بنادیتا ہے

پھر وہ عرض کرتا ہے کہ

اے میرے رب! یہ تام الخلقت ہوگا یا غیر تام؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو تام یا غیر تام بنادیتا ہے

پھر وہ عرض کرتا ہے کہ

اے میرے رب عزوجل: اس کا رزق کیا ہوگا؟

اس کی عمر کیا ہوگی؟

اس کے اخلاق کیسے ہوں گے۔

پھر اللہ عزوجل اس کو نیک بخت یا بد بخت دیتا ہے۔

(۴) تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے اعمال کرتا ہے

عبدالله بن مسعود رضی الله عنه يقول

حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق المصدوق

ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين يوما واربعين ليلة او اربعين ليلة ثم يكون علقة مثله ثم يكون مصنغة مثله، ثم يبعث الله اليه الملك فيوذن باربع كلمات فيكتب

رزقه

واجله

وعمله

وشقي او سعيد

ثم ينفخ فيه الروح، فان احدكم ليعمل بعمل اهل الجنة حتى لا يكون بينها وبينه الاذراع فسيبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل اهل الجنة فيدخل النار، وان احدكم ليعمل بعمل اهل النار حتى ما يكون بينها وبينه الاذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل عمل اهل الجنة فيدخلها .

(بخاری: باب ذکر الملائکہ: ص: 1110 ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صادق مصدوق ہیں بیان فرمایا کہ

ماں کے پیٹ میں تم میں سے ہر شخص کی پرورش چالیس دن، رات یا چالیس رات کی شکل میں جمع کیا جاتا ہے پھر اسی طرح وہ جما ہوا خون بنتا پھر اسی طرح گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کو چار باتوں کی اجازت ہوتی ہے۔

چنانچہ اس کا رزق -

عمر

اچھے برے اعمال

اور اس کا نیک و بد بخت ہونا لکھ دیتا ہے۔

پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے مابین ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی قسمت کا لکھا ہوا اس پر سبقت کر جاتا ہے اور وہ دوزخ والوں کے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص دوزخ والوں کے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا لکھا ہوا سبقت کر جاتا ہے اور وہ جنت والے کام کر لیتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۵) کیا آپ کو اس پر تعجب ہے؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یقول

الشقی من شقی فی بطن امہ

والسعید من وعظ بغیرہ

فاتی (ھو ای عامر) رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم



يقال له

حذيفة بن اسيد الغفارى رضى الله عنه فحدثه بذالك من قول

ابن مسعود

فقال

وكيف يشقى رجل بغير عمل؟

فقال له الرجل

اتعجب من ذالك

فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول

اذا مر بالنطفة اثنتان واربعون ليلة بعث الله اليها ملكا

فصورها

وخلق سمعها

وبصرها

وجلدها

ولحمها

وعظامها

ثم قال

يا رب اذكر ام انثى

فيقضى ربك ماشاء

ويكتب الملك

ثم يقول

يا رب اجله



فيقول ربك

ماشاء

ويكتب الملك، ثم يخرج الملك بالصحيفة في يده فلا يزيد

على امر ولا ينقص

(مسلم: باب کیفیۃ الخلق ح:6896 ص:152 بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بد بخت ہوا

اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

یہ سن کر عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک یعنی حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بتایا

انہوں نے فرمایا کہ

بغیر کسی عمل کے کوئی شخص بد بخت کیسے بن سکتا ہے؟

ان سے ان کے کسی صاحب نے فرمایا کہ

کیا آپ کو اس پر تعجب ہے

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ اور وہ اس کی شکل وصورت بنا دیتا ہے۔

اور اس کے کان

آنکھ

جلد

گوشت



اور ہڈیاں بنا دیتا ہے

پھر وہ کہتا ہے کہ

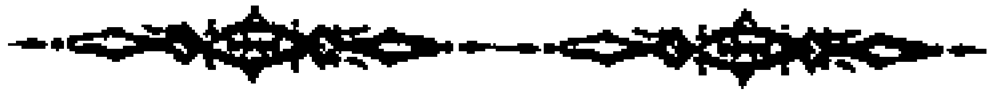
اے میرے پروردگار! یہ لڑکا ہے یا لڑکی

چنانچہ آپ کا رب عزوجل جو چاہے فیصلہ فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔

پھر عرض کرتا ہے کہ

اے رب عزوجل! اس کی عمر کتنی ہوگی

تو آپ کا رب عزوجل جو چاہے فیصلہ فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ پھر فرشتہ ہاتھ میں صحیفہ لے کر وہاں سے چلا جاتا ہے۔ نہ وہ کسی چیز میں کمی کرتا ہے اور نہ زیادتی کرتا ہے۔



قیامت کے دن موت کا ذبح کیا جانا اور رائی کے برابر ایمان رکھنے والے کو نکالنا

یہ دنیا فانی ہے ہر ایک بندے نے اس دنیا سے کوچ کر کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا ہے چاہے کسی کو موت سمندر یا دریا یا ندی یا کسی بھی جگہ واقع ہو قیامت کا دن بہت سخت ہوگا ہر بندہ پریشان حال ہوگا۔ ہر کسی کو اپنی اپنی پڑی ہو گی کوئی کسی کا نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا پھر جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو حتیٰ کہ نکال لیا جائے گا اور ان کی حالت ایسی خطرناک بن چکی ہوگی کہ کوئلے بن چکے ہوں گے۔ پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور وہ ٹھیک ٹھاک ہو جائیں گے اور جنت میں انہیں داخل کیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد موت کو ذبح کیا جائے گا جو جنتی ہوگا وہ ہمیشہ جنت میں رہے گا اور جو دوزخی ہوگا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ قیامت کے دن موت کے ذبح ہونے اور رائی کے برابر ایمان رکھنے والوں کے بارے میں عکاسی کرتی ہیں۔

(۱) وہ موت ہے جو ہم پر مقرر کی گئی تھی

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

فاذا ادخل الله اهل الجنة الجنة و اهل النار النار

قال

اتـی بـالـموت فیوقف علی السور الذی بین اهل الجنة و اهل

النار

ثم یقال

یا اهل الجنة فیطلعون متبشـرین یرجون الشفاعة

فیقال لاهل الجنة و اهل النار

هل تعرفون هذا؟

فیقولون

هؤلاء هؤلاء قدرعرفناه

هـو الـمـوت الذی وکل بنا فیضجع فیذبح ذبحاً علی السور

الذی بین الجنة و النار

ثم یقال

یا اهل الجنة خلود لا موت ویا اهل النار خلود لاموت

(ترمذی: باب ماجاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار، ص: 1، حدیث: 2755 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

جب اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جنت میں داخل فرمادے گا اور جہنم والوں کو آگ میں

تو فرمایا کہ

موت لائی جائے گی پھر اس دیوار پر کھڑا کیا جائے گا جو جنت والوں اور دوزخ

والوں کے درمیان ہے۔

پھر فرمایا جائے گا

اے جنت والو! تو وہ ڈرتے ڈرتے جھانکیں گے

پھر فرمایا جائے گا

اے جہنم والو! تو وہ خوشی خوشی شفاعت کی امید میں جھانکیں گے

پھر جنت اور جہنم والوں سے کہا جائے گا

کیا تم اسے پہچانتے ہو؟

تو وہ عرض کریں گے

وہ اور وہ، ہاں ہم نے اسے پہچان لیا یہ وہ موت ہے جو ہم پر مقرر کی گئی تھی اس کولٹا دیا جائے گا اور اس کی دیوار پر جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے اچھی طرح سے ذبح کر دیا جائے گا۔

پھر فرمایا جائے گا

اے جنت والو! ہمیشہ رہو اب کبھی موت نہیں اور اے جہنم والو! اب ہمیشہ رہو، موت کبھی نہیں۔

(۴) جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یدخل اھل الجنة الجنة واھل النار النار

یقول اللہ تعالیٰ

اخرجوا من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان

فیخرجون منھا قد اسودوا فیلقون فی نھر الحیا والحیاة شك

مالك فینبتون کما تنبت الحبة فی جانب السیل الم تروا انھا

تخرج صفراء ملتویه

(بخاری: باب تفاضل اہل الایمان فی الاعمال: ص:8، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں
تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
ہر اس بندے کو جہنم سے نکال دو جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو وہ
وہاں سے کالے ہو کر نکلیں گے۔ پھر انہیں نہر حیا یا نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو وہ اس
طرح اگیں گے۔ جس طرح دانہ سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں اگتا ہے۔
کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ زرد رنگ کا لپٹا ہوا نکلتا ہے۔

(۳) موت کو پل صراط پر ذبح کیا جائے گا

عن ابی هريرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوتى با الموت يوم القيامة فيوقف على الصراط
فيقال
يا اهل الجنة فيطلعون خائفين وجلبين ان يخرجوا
من مكانهم الذى هم فيه
ثم يقال
يا اهل النار فيطلعون مستبشرين فرحين ان يخرجوا من
مكانهم الذى هم فيه
فيقال
هل تعرفون هذا؟
قالوا
نعم: هذالموت
قال



فیومر به فیذبح علی الصراط

ثم یقال للفریقین کلاهما

خلود فیما تجدون لاموت فیها ابداً

(ابن ماجہ: باب صفۃ النار: ص:43، حدیث:4470 بیروت)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا

پھر فرمایا جائے گا

اے جنت والو! تو وہ خوفزدہ ہو کر منہ اٹھا کر دیکھیں گے اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انہیں ان کی اس جگہ سے نکال نہ دیا جائے جس میں وہ ہیں۔

پھر فرمایا جائے گا

او جہنم والو! تو وہ خوش ہو کر اوپر دیکھیں گے اس بات سے خوش ہوتے ہوئے کہ جس جگہ میں وہ ہیں انہیں اس سے نکال دیا جائے گا۔

پھر فرمایا جائے گا

کیا تم اسے جانتے ہو؟

تو وہ عرض کریں گے۔

جی ہاں! یہ موت ہے

فرمایا

پھر حکم ہوگا اور اس کو پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا۔

پھر دونوں جماعتوں سے فرمایا جائے گا

جن حالات میں تم ہو وہ ہمیشہ رہیں گے اب کبھی موت نہیں آئے گی۔

(۴) جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو اس کو جہنم سے نکال دو

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اذا دخل اھل الجنة جنة واھل النار النار
یقول اللہ تعالیٰ
من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فاخرجوه .
فیخرجون قد امتحشوا وعاد وحمماً فیلقون فی نھر الحیاة
فینبتون کما تنبت الحبة فی حمیل السیل او قال حمیة
و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الم تروا انھا تنبت صفراء ملتویة

(بخاری: باب صفة الجنة والنار: ص: 971، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے۔

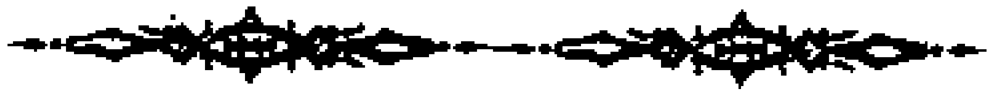
تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو اس کو نکال دو چنانچہ وہ نکالے جائیں گے اور وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو وہ ایسے اُگ کر اس میں سے نکلیں گے جیسا کہ دانہ سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں سے نکلتا ہے یا نہر کا پانی بہنے کی جگہ سے نکلتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ زرد رنگ کا لپیٹا ہوا نکلتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

جب قیامت کے دن بندے کے اعمال نامے تولے گئے تو جس نے اچھے اعمال کئے ہوں گے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس نے برے اعمال کئے ہوں گے وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا جب جنتی جنت میں ہوں گے۔ تو وہ وہاں خوش اور اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتوں کو کھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے اور جو دوزخی ہوگا وہ نادم ہو کر دوزخ میں رہے گا اور اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ سے باہر نکالے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوا۔ پھر اس کے بعد اسے جنت میں داخل کیا جائے گا اور موت کو ذبح کر دیا جائے گا جو جنتی ہوگا وہ ہمیشہ جنت میں رہے گا اور جو دوزخی ہوگا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔



اللہ تعالیٰ کو جنتیوں کا دیکھنا

اس عالم میں جب کوئی بادشاہ کسی شخص کو کہہ دے کہ فلاں کام کر کے آ تجھے خاص پارٹی دوں گا اور اپنی صحبت بھی دوں گا جس میں تمہیں خاص انعام بھی دوں گا تو وہ شخص اس دنیا کے بادشاہ کے کام کو پورا کرنے کے لئے اگر اسے دن رات بھی جاگنا پڑے تو وہ جاگتا ہے اور اس بادشاہ کے کام کو پورا کر کے سکون لیتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے بادشاہ سے ملاقات کر کے اس کی صحبت میں بیٹھ کر انعام واکرام بھی حاصل کرتا ہے۔ یہ تو دنیا کا بادشاہ تھا جس نے اسے کام سرانجام دینے پر صحبت بھی دی اور انعام واکرام بھی دیا لیکن جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے جس نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اور ان پر ایسے احکام نازل فرمائے کہ جن کو بندہ آسانی سے بجالا کر اللہ تعالیٰ کا خاص قرب حاصل کر کے قیامت کے دن زیارت بھی کرے گا۔ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص انعام یہ عطا فرمائے گا کہ انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور وہ اس دن خوش وخرم ہوں گے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ اللہ تعالیٰ کے دیدار پر دال ہیں۔

(۱) میں ابھی تمہیں اس سے افضل چیز عطا فرمانے لگا ہوں

عن انس سعید خدری رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

ان اللہ یقول لا ھل الجنۃ

یا اھل الجنۃ



يقولون

لبيك ربنا وسعديك

فيقول

هل رضيتم؟

فيقولون

و مالنا لا نرضى وقد اعطتينا مالم تعط احد من خلقك

فيقول

انا اعطيكم افضل من ذالك

قالوا

يا رب وای شیء افضل من ذالك

فيقول

احل عليكم رضوانی فلا اسخط عليكم بعده ابداً

(بخاری: باب صفة الجنة والنار: ص:453، حدیث:6549 بیروت)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ جنت والوں کو خطاب فرمائے گا

اے جنت والو!

تو وہ عرض کریں گے

ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

خوش تو ہو

تو وہ عرض کریں گے

ہمیں کیا ہوا کہ ہم خوش نہ ہوں حالانکہ آپ عزوجل نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہ دیا

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میں ابھی تمہیں اس سے افضل چیز عطا کرنے لگا ہوں۔

تو عرض کریں گے

اے ہمارے رب (عزوجل) اس سے بھی افضل چیز کون سی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا

اب میں تم سے راضی رہوں گا اور اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

(۲) جنتیوں کے لئے حجاب دور کیا جائے گا

عن صهيب رضي الله عنه

عن النبي صلى الله عليه وسلم

اذا دخل اهل الجنة الجنة

قال يقول الله تعالىٰ

تريدون شيئاً ازيدكم؟

فيقولون

الم تبيض وجوهنا

الم تدخلنا الجنة

و تنجنا من النار

قال

فيكشف الحجاب، فما اعطوا شيئاً احب اليهم من النظر الى ربهم (مسلم: باب اثبات الرؤية: ص:60، حدیث:467 بیروت)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تم کچھ اور چاہتے کہ میں اضافہ کر دوں،

تو وہ عرض کریں گے

کیا آپ (عزوجل) نے ہمیں سرخرو نہیں کر دیا؟

کیا آپ (عزوجل) نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا؟

کیا آپ (عزوجل) نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دے دی

فرمایا

پھر حجاب دور کر دیا جائے گا تو جنت والوں کو اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہ دی گئی ہوگی کہ وہ اپنے رب (عزوجل) کی طرف دیکھیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف دیکھے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بینا اهل الجنة فی نعیمهم اذسطح لهم نور فرفعوا رؤوسهم

فاذا الرب قد اشرف علیهم من فوقهم

فقال

السلام علیکم یااهل الجنة

قال

وذالك وقول الله

سلام قولا من رب رحیم

قال

فینظر الیهم وینظرون الیه فلا یلتفتون الی شیء من النعیم مادامو ا ینظرون الیه حتی یحجب عنهم ویبقی نوره وبرکته علیهم فی دیارهم

(ابن ماجہ: باب فیما انکرت، ص:225، حدیث:189 بیروت)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس دوران کے جنت والے اپنی نعمتوں میں منہمک ہوں گے اچانک ایک نوران کے سامنے آجائے گا وہ اپنے اوپر اٹھا کر دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ تو ان کا رب (عزوجل) ہے جو اوپر سے ان کی طرف متوجہ ہے۔

اور فرمارہا ہے

اے جنت والے لوگو! السلام علیکم

فرمایا کہ

یہ ہے اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان

"انہیں مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا"

فرمایا

وہ ان کی طرف دیکھے گا اور اس کی طرف دیکھیں اور جنت کی تو کسی نعمت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ حتیٰ کہ ان سے پردہ کر دیا جائے گا اور اس کا نور اور برکت ان کے گھروں میں باقی رہے گی۔

(۴) میری وسعت مغفرت ہی نے تو تمہیں اس مرتبہ تک پہنچایا ہے

عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ

انه لقی اباهریرة رضی الله عنه



فقال ابوهريرة رضى الله عنه

اسأل ان يجمع بيني وبينك في سوق الجنة

فقال سعيد

افيها سوق

قال

نعم!

اخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة اذدخلوها نزلوا فيها بفضل اعمالهم، ثم يؤذن لهم في مقدار يوم الجمعة من ايام الدنيا، فيزورون ربهم ويبرز لهم عرشه ويتبدى لهم في روضة من رياض الجنة فتوضع لهم منابر من نور ومنابر من ذهب ومنا بر من فضة ويجلس ادناهم وما فيهم من دنى على كثبان المسك والكافور وما يرون ان اصحاب الكراسى افضل منهم مجلسا

قال ابوهريرة رضى الله عنه

قلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم

وهل نرى ربنا؟

قال

نعم

قال

هل تتمارون في رؤية الشمس والقمر ليلة البدر

قلنا

لا



قال

كذالك لا تتمارون فى رؤية ربكم ولا يبقى فى ذالك المجلس رجل الاحاضره الله محاضرة

حتى يقول لرجل منهم

يا فلان ابن فلان

اتذكر يوم كذا وكذا؟

فيذكر ببعض غدارته في الدنيا

فيقول

يا رب افلم تغفرلي؟

فيقول

بلى! فسعة مغفرتى بلغت بك منزلتك هذه فبينما هم على ذالك غشيتهم سحابة من فوقهم فامطرت عليهم طيبا لم يجدوا مثل ريحه شيئاً قط

و يقول ربنا: تبارك وتعالى!

قوموا الى ما اعددت لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم فناتي سوقاً قدحفت به الملائكة ما لم تنظر العيون الى مثله ولم تستمع الآذان ولم يخطر على القلوب فيحمل لنا ما اشتهيتنا ليس يباع فيها ولا يشترى وفى ذالك السوق يلقى اهل الجنة بعضهم بعضاً

قال

فيقبل الرجل ذوالمنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم دنى فيروعه ما يرى عليه من للباس فما ينقضى آخر حديثه

حتــى يتــخيــل اليه ماهوا حسن منه، وذالك انه لا ينبغي لاحد

ان يحزن فيها ثم ننصرف الى منازلنا فيتلقانا ازواجنا

فيقلن

مــرحبــا واهلاً لقد جئت وان بك من الجمال افضل ما فارقتنا

عليه

فيقول

انا جالبنا اليوم ربنا الجبار ويحقنا ان ينقلب بمثل ما انقلبنا

(ترمذی: باب ماجاء فی السوق: ص: 487 حدیث: 2746 بیروت)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان کی ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں یہ دعا کرتا ہوں کہ میں اور تم جنت کے بازار میں ایک ساتھ جمع ہوں۔

حضرت سعید بن میتب نے دریافت کیا

کیا جنت میں بازار ہوگا

فرمایا

جی ہاں

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جنت والے جب جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں اپنے اعمال کے مطابق مقیم ہوں گے پھر دنیا کے ایک ہفتہ گزرنے کی مقدار کے بعد انہیں اجازت دے دی جائے گی۔ چنانچہ وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ ان کے سامنے اس کا عرش آئے گا اور ان کے لئے جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ میں اللہ تعالیٰ ظہور فرمائے گا، نور، سونے اور چاندی کے منبر رکھ دیئے جائیں گے۔ ان کا معمولی درجہ والا جبکہ ان میں گھٹیا

نہیں ہوگا۔ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور وہ یہ محسوس نہیں کریں گے کہ کرسیوں پر بیٹھنے والے ان سے زیادہ اعزاز کی جگہ بیٹھے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا ہم اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے؟

ارشاد فرمایا

ہاں

اور فرمایا

کیا تم سورج اور چودہویں کا چاند دیکھنے میں شک کرتے ہو

ہم نے عرض کیا

جی نہیں

ارشاد فرمایا

اسی طرح اپنے رب کی زیارت اور رؤیت میں بھی تم شک نہ کرو گے اور اس مجلس میں کوئی شخص بھی باقی نہ رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس سے گفتگو فرمائے گا۔

حتیٰ کہ ان میں سے ایک آدمی سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے فلاں فلاں دن یاد ہے

اور اسے دنیا کی بعض عہد شکنیاں اور غدر یاد کروائے گا

وہ عرض کرے گا

اے میرے رب عزوجل! کیا تو نے میرا وہ گناہ معاف نہیں کر دیا تھا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیوں نہیں! میری وسعت مغفرت ہی نے تو تمہیں اس مرتبہ تک پہنچایا ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی ہوگی کہ اوپر سے ایک بادل انہیں ڈھانپ لے گا اور ان پر ایسی عمدہ اور اعلیٰ

خوشبو برسائے گا کہ اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی سونگھی نہ ہو گی۔

اور ہمارا رب عزوجل ارشاد فرمائے گا

میں نے تمہارے اعزاز کے لئے جو تیار کیا ہے اسے حاصل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو اور جو پسندیدہ ہو وہ لے۔ چنانچہ ہم ایک ایسے بازار میں جائیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہو گا اور ایسا شاندار بازار نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو گا نہ کسی کان نے سنا ہو گا اور نہ دلوں پر اس کا خیال گزرا ہو گا پھر ہم جو پسند کریں گے وہ ہمارے لئے اٹھالیا جائے گا۔ اس میں خرید وفروخت نہ ہو گی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملیں گے۔

فرمایا

اونچے درجے والا شخص اپنے سے نچلے درجے والے سے ملے گا حالانکہ ان میں کم کوئی بھی نہ ہو گا تو اس کا شاندار لباس اسے دہشت زدہ کر دے گا پھر اس کی بات مکمل بھی نہ ہو گی کہ اس کے دل میں خیال آئے گا کہ وہ اس سے اچھی حالت میں ہے یہ اس لئے ہو گا کہ جنت میں کوئی شخص غمگین نہ ہو گا پھر ہم اپنی اپنی جگہوں کی طرف چلے جائیں گے۔

وہاں ہمیں ہماری بیویاں ملیں گی۔

اور کہیں گی

خوش آمدید اہلاً وسہلاً مرحبا

آپ اب اس سے زیادہ حسین ہو گئے ہیں جتنے ہم سے جدا ہوتے وقت تھے۔

وہ کہے گا

آج ہم اپنے رب عزوجل کے ساتھ تھے اور ہم اس کے حقدار تھے کہ اتنے حسین بن کر ہی واپس لوٹیں۔

(۵) کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ترازو کو بھاری نہیں کیا

عن صهيب رضي الله عنه

قال

تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذه الاية

للذين احسنوا الحسنىٰ وزيادة

وقال

اذا دخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار

نادى مناد

يا اهل الجنة ان لكم عنداللہ موعداً يريد ان ينجزكموه

فيقولون

وماهو؟

الم يثقل اللہ موازيننا ويبيض وجوهنا ويدخلنا الجنة وينجنا من النار

قال

فيكشف الحجاب

فينظرون اليه

فواللہ ما اعطاهم اللہ شيئاً احب اليهم من النظر اليه ولا اقر لا عينهم

(ترمذی: باب ماجاء فی رویۃ...... ص: 491 حدیث: 2749 بیروت)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

جو لوگ نیکی کرتے رہے ان کے لئے بھلائی اور اس کے علاوہ بھی۔

اور فرمایا

جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور جہنم والے جہنم میں تو ایک

پکارنے والا پکارے گا۔

اے جنت والو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک وعدہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اسے پورا کر دے۔

وہ کہیں گے

وہ وعدہ کیا ہے

کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے، ترازو کو بھاری نہیں کیا اور ہمیں چمکتے دمکتے چہروں والا سرخرو نہیں کیا اور جنت میں داخل کر کے جہنم سے نہیں بچایا۔

فرمایا

پھر وہ پردہ اٹھا دیا جائے گا تو جنت والے اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے زیادہ محبوب اور آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے والی انہیں نہ دی ہوگی۔

(۶) تمہارا پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان النبی صلی الله عليه وسلم كان يوماً يحدث وعنده رجل من اهل البادية، ان رجلاً من اهل الجنة،

استاذن ربه فی الزرع

فقال

اولست فيما شئت

قال

بلى

ولكنی احب ان ازرع فاسرع وبذر، فبادر الطرف نباته وواستواؤه واستحصاده وتكويره امثال الجبال

فيقول الله تعالىٰ

دونك یاابن آدم فانه لا يشبعك شيء

فقال الاعرابی

يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجد هذا الا قرشياً او انصارياً

فانهم اصحاب زرع فاما نحن فلسنا اصحاب زرع

فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم

(بخاری: باب کلام الرب مع اہل الجنۃ: ص:388، حدیث:7519 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیان فرمار ہے تھے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہات کے رہنے والے شخص بھی بیٹھے تھے) کہ جنت والوں میں سے ایک آدمی اپنے رب عزوجل کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا جنت میں تمہیں وہ میسر نہیں جو تمہارا جی چاہتا ہے

تو عرض کرے گا

کیوں نہیں

لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی باڑی کروں (اس کو اجازت مل جائے گی) وہ جلدی سے بیج بودے گا اور پلک جھپکتے ہی کھیتی نکلے گی اور پک جائے گی اور کاٹنے اور گوداموں میں رکھنے کی نوبت آجائے گی اور وہ پہاڑوں کی طرح ہوگی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اے ابن آدم لے لے! کیونکہ تمہارا کسی چیز سے جی نہیں بھرتا

تو اس اعرابی نے عرض کیا

اے اللہ عزوجل کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ شخص قریشی یا انصاری ہی ہوگا کیونکہ یہی کھیتی والے ہیں باقی رہے ہم تو ہم کھیتی باڑی والے نہیں ہیں۔ تو اس کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔

اعمال صالحہ درجات کی بلندی و اعمال سیۂ بربادی کا خطرناک ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تو ان کو فہم و فراست عطا فرمائی تا کہ میرا بندہ اعمال صالحہ اور اعمال سیہ میں تمیز کر کے میرا سیدھا راستہ پہچان سکے اور وہ میرے نازل کردہ احکام پر عمل کر کے میری عبادت کرے۔ حلال اور حرام میں تمیز کر کے اپنی ذات کو میری معبودیت میں ڈھالے۔ اعمال صالحہ جب بندہ کرتا ہے تو اس کا دل مطمئن اور خوش رہتا ہے حتیٰ کہ اسے ایسا سکون حاصل ہوتا ہے کہ دن بدن اعمال صالحہ میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اور وہ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے پر خاص رحم و کرم فرماتا ہے اور جو بندہ اعمال سیہ کرتا رہتا ہے اسے کبھی سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا، کبھی اسے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے اور کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ گناہوں کے دلدل میں پھنسا چلا جاتا ہے اور جب تک وہ کوئی گناہ نہ کر لے اسے سکون حاصل نہیں ہوتا۔ الغرض اعمال صالحہ درجات کی بلندی کا سبب بنتے ہیں اور اعمال سیہ بربادی کا خطرناک ذریعہ بنتے ہیں۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ اعمال صالحہ اور اعمال سیہ پر دال ہیں۔

(۱) تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا

عن ابو هريرة رضى الله عنه

عن النبى صلى الله عليه وسلم قال

ان الله يقول

يا ابن آدم تفرغ لعبادتي املأ صدرك غنى واسد فقرك والا تفعل ملأت يديك شغلا ولم اسد فقرك

(ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ، ص:73 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اے ابن آدم تو میری عبادت فارغ ہو جا میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو روک دوں گا اور اگر تو یہ نہیں کرتا تو میں تیرے دونوں ہاتھ مشغلوں میں باندھ دوں گا اور تیری محتاجی کو نہیں روکوں گا۔

(۲) میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال النبی صلی الله عليه وسلم

يقول الله تعالىٰ

انا عند ظن عبدی به وانا معه اذا ذكرني فان ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وان ذكرني في ملاء ذكرته في ملاء خير منهم وان تقرب الي بشبر تقربت اليه ذراعاً وان تقرب الي ذراعا تقربت اليه باعا وان اتاني يمشي اتيته هرولة

(بخاری: باب قول الله تعالى يحذركم الله نفسه، ص:1854، حدیث:7405 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس

کے ساتھ ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی ویسے ہی اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجمع میں کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہوتا ہوں اگر وہ میری طرف ایک گز آتا ہے تو میں اس کی طرف دو گز آتا ہوں اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

(۳) میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله يقول يوم القيامة

اين المتحابون بجلالی

اليوم اظلهم فی ظلی يوم لاظل الاظلی

(مسلم: باب فی فضل الحب فی اللہ ص: 1271، حدیث: 6443 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا

میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟

آج جب کہ میرے سایہ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔ میں ان پر اپنی رحمتوں کا سایہ کروں گا۔

(۴) تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی

عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه

ن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

اذا مات ولد العبد



قال الله لملائكتيه

قبضتم ولد عبدى

فيقولون

نعم

فيقول

قبضتم ثمرة فؤداه

فيقولون

نعم

فيقول

ماذا قال عبدى

فيقولون

حمدك واسترجع

فيقول الله

ابنوا لعبدى بيتاً فى الجنة وسموه بيت الحمد

(ترمذی: باب فضل المصیبۃ اذا احتسب ص: 198 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کسی بندے کا بیٹا مر جاتا ہے

تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو ارشاد فرماتا ہے

تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

جی ہاں!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تم نے اس کے دل کے پھل کو واپس لے لیا

فرشتے عرض کرتے ہیں

جی ہاں

پھر فرماتا ہے

میرے بندے نے کیا کہا

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

تیرے بندے نے تیری حمد بیان کی اور کہا

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کے گھر کا کام بیت الحمد رکھو۔

(۵) دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اوّل ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ صلاتہ فان وجدت

تامۃ کتبت تامۃ وان کان انتقص منھا شیء

قال

انظروا ھل تجدون لہ من تطوع یکمل لہ ما ضیع من فریضۃ

من تطوعہ ثم سائر الاعمال تجری علی حسب ذالک

(سنن نسائی: باب المحاسبۃ علی الصلاۃ ص:84، حدیث:463 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے اس کی نمازوں کا حساب لیا جائے گا

اگر وہ پوری پائی گئیں تو پور لکھ لی جائیں گی اور اگر ان میں کچھ کم پائی گئی۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں؟

چنانچہ فرض نمازوں کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔اسی طرح سارے اعمال

کے بارے میں ہوگا۔

(۶) کیا تو نے نیکی کی ہے

عن حذیفۃ رضی اللہ عنه

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

تلقت الملائکة روح رجل ممن کان قبلکم

فقالوا

اعلمت من الخیر شیئا؟

قال

لا

قالوا

تذکر

قال

کنت ادین الناس فأمر فتیانی ان ینظروا المعسر ویتجوزوا

عن المؤسر

قال قال اللہ تعالیٰ تجوزوا عنه

(مسلم: باب فضل انظار المعسر ،ص:766،حدیث:3884 بیروت)



حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فرشتوں نے ایک ایسے شخص کی روح قبض کی جو گزشتہ امتوں میں سے تھا

فرشتوں نے پوچھا

کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟

اس نے جواب دیا۔

نہیں

انہوں نے پھر فرمایا

یاد کر

اس نے کہا

میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ مالداروں کو قرض کی واپسی میں مہلت دیا کرو اور غریبوں سے درگزر کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے فرشتو! اس سے درگزر کرو۔

(۷) تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا؟

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ با النہار ویجتمعون فی صلاۃ الفجر وصلاۃ العصر ثم یعرج الذین باتوا فیکم

فیسألہم وہو اعلم بہم

کیف ترکتم عبادی؟

فیقولون

ترکناھم وھم یصلون واتیناھم وھم یصلون

(بخاری:باب فضل صلاۃ العصر:ص:143،حدیث:555بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

تمہارے درمیان کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور فجر و عصر کی نمازوں میں سب اکٹھے ہوتے ہیں پھر وہ فرشتے جنہوں نے درمیان رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سے استفسار فرماتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔

تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے تو بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(۸)اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ عزوجل

قال

قال

ان اللہ کتب الحسنات والسیئات ثم بین ذالک فمن ھم بحسنۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ حسنۃ کاملۃ

فان ھو ھم بھا فعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ عشر حسنات الی سبع مائۃ ضعف الی اضعاف کثیرۃ ومن ھم بسیئۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ حسنۃ کاملۃ فان ھو ھم بھا فعملھا کتبھا

الله له سيئة واحدة

(بخاری: باب: من ہم بحسنۃ او سیئۃ ص: 1636 حدیث: 6491 بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان کو بیان کر دیا تو جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کر لے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے لئے ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کر لے اور اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔

(۹) میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا

عن ابي هريرة رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان الله عزوجل يقول يوم القيامة
يا ابن آدم مرضت فلم تعدني
قال
يا رب كيف اعودك وانت رب العالمين؟
قال

اما علمت ان عبدی فلاناً مرض فلم تعده؟

اما علمت انك لو عدته لو جدتني عنده؟

يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمني

قال

يا رب و كيف اطعمك وانت رب العالمين؟

قال

اما علمت انك لو اطعمته لو جدت ذالك عندی

يا ابن استسقيتك فلم تسقني

قال

يا رب كيف اسقيك وانت رب العالمين

قال

استسقاك عبدی فلان فلم تسقيه اما انك لو سقيته وجدت ذالك عندی

(مسلم: باب فضل عیادۃ المریض: ص: 1272، حدیث: 6451 بیروت)

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا
اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہیں آیا
بندہ عرض کرے گا
اے پروردگار عزوجل! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب (عزوجل) ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تجھے یاد نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی عیادت بھی نہ کی۔
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اسی کے پاس پاتا۔
اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔
بندہ عرض کرے گا
اے پروردگار! میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار (عزوجل) ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا تھا تو نے اسے کھانا نہیں دیا۔
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو آج میرے پاس پاتا۔
اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔
بندہ عرض کرے گا
اے پروردگار تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب (عزوجل) ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو آج اس (پانی) کو میرے پاس پاتا۔

(۱۰) تیرے لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں

عن ابی امامة رضی اللہ عنه
عن النبی صلی اللہ علیه وسلم
یقول اللہ سبحانه

ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمة الاولیٰ لم ارض

ثواباً الا الجنة

(ابن ماجہ: باب ماجاء فی الصبر علی المصیبۃ، ص: 114 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے

اے ابن آدم! اگر تو نے پہلے جھٹکے میں صبر اور ثواب کی نیت سے کام لیا تو تیرے لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں۔

(۱۱) ان دو پیاری چیزوں کے عوض جنت دیتا ہوں

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ان اللہ تعالیٰ قال

اذ بحبیتیہ ابتلیت عبدی فصبر عوضتہ منھا الجنة یرید عینیہ

(بخاری: باب فضل من ذھب بصرہ، ص: 1445 حدیث: 5653 بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان دو پیاری چیزوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں دو پیاری چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔

(۱۲) افطار میں جلدی کرنے والے محبوب ہیں

عن ابی هریرة رضی الله عنه

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

قال الله عزوجل

احب عبادی الی اعجلهم فطراً

(ترمذی: باب ماجاء فی تعجیل الافطار: ص:150 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مجھے اپنے بندوں میں وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔

(۱۳) جیسا میرے بندے نے پڑھا اس کو ویسا ہی لکھ دو

عن عبدالله ابن عمر رضی الله عنه

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حدثهم

ان عبداً من عباد الله قال

"یا رب لك الحمد كما ینبغی لجلال وجهك ولعظیم سلطانك"

فعضلت بالملكین فلم یدریا كیف یكتبانها فصعدا الی السماء و قالا

یا ربنا ان عبدك قد قال مقالة لاندری كیف نكتبها

قال الله تعالیٰ عزوجل وهو اعلم بما قال عبده

ماذا قال عبدی

قالا

یا رب انہ قال یا رب لك الحمد کما ینبغی لجلال وجهك

وعظیم سلطانك

فقال اللہ عزوجل

لهما اكتباها كما قال عبدی حتی یلقانی فأجزیه بها

ابن ماجہ: باب فضل الحامدین: ص:269 قدیمی کتب خانہ کراچی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے نے یہ تسبیح پڑھی

اے رب تیرے لئے حمد وثناء ہے جیسی کہ تیرے جلال وکبریائی کے لائق اور جیسی

کہ تیری عظیم بادشاہت کے لائق ہے۔

دونوں فرشتے دشواری میں پڑ گئے کہ اس تسبیح کو کیسے لکھیں تو وہ دونوں آسمان کی

طرف گئے

اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا

اے ہمارے پروردگار تیرے ایک بندے نے ایک تسبیح پڑھی ہے کہ ہماری سمجھ میں

نہیں آ رہا ہے کہ اس کو کیسے لکھیں؟

اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا حالانکہ وہ اپنے بندے کی تسبیح کو زیادہ جانتا ہے

میرے بندے نے کون سی تسبیح پڑھی ہے؟

دونوں فرشتے عرض کرتے ہیں

اے رب عزوجل اس نے یہ تسبیح پڑھی ہے

یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجہک وعظیم سلطانک

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے فرشتو! جیسا میرے بندے نے پڑھا ہے اس کو ویسے ہی لکھ دو یہاں تک کہ جب وہ مجھ سے ملے گا تو اس تسبیح کا ثواب میں اس کو خود دوں گا۔

(۱۴) خیانت کرنے والوں سے جدا ہو جاتا ہوں

عن ابی هريرة رضی الله عنه رفعه قال

ان الله يقول

انا ثالث الشريكين مالم يخن احدهما صاحبه فاذا خانه

خرجت من بينهما

(ابوداؤد: باب فی الشرکۃ: ص:542 حدیث:3383 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں دو شریکوں کے درمیان میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک ایک شریک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان جدا ہو جاتا ہوں۔

(۱۵) جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله عليه وسلم قال

خلق الله الحق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت

بحقو الرحمن

فقال له مه

قالت



هذا مقام العائذبك من القطعية

قال

الا ترضين ان اصل من وصلك و اقطع من قطعك

قالت

بلى يارب

قال

فذاك

قال ابوهريرة رضى الله عنه

اقرؤا ان شئتم فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا

في الارض: وتقطعوا ارحامكم

(بخاری: باب وتقطعوا ارحامکم: ص: 1227، حدیث: 4830 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا جب اللہ عزوجل فارغ ہوا تو قرابت داری کھڑی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑ لیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

چھوڑ

قرابت نے کہا

اس جگہ میں قطع تعلق اور رشتہ توڑنے سے تیری پناہ چاہتی ہوں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں بھی اس سے قطع تعلق کرلوں گا

قرابت نے عرض کیا

میں اس پر راضی ہوں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

پھر یہی ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اگر یہ ثبوت چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو

تو کیا تم سے یہی امید کرنا چاہئے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتہ داریاں توڑ دو۔

(۱۶) کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں کی تھی؟

عن ابی هريرة رضى الله عنه

قال حدثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله تبارك وتعالىٰ اذا كان يوم القيامة ينزل اى العباد

ليقضى بينهم وكل امة جاثية فاول من يدعوا به رجل جمع

القرآن ورجل يقتتل فى سبيل الله ورجل كثير المال

فيقول الله للقارى

الم اعلمك ما انزلت على رسولى؟

قال

بلى يارب عزوجل

قال

فماذا عملت فيما علمت

قال



كنت اقوم به آناء الليل و آناء النهار

فيقول الله له

كذبت

و تقول له الملائكة

كذبت

ويقول الله

بل اردت ان يقال ان فلاناً قارئ فقد قيل ذالك

و يو تى بصاحب المال

فيقول الله عزوجل له

الم اوسع عليك حتى لم ادعك تحتاج الى احد

قال

بلى يارب عزوجل

قال

فماذا عملت فيما آتيتك

قال

كنت اصل الرحم واتصدق

فيقول الله له

كذبت

وتقول له الملائكة

كذبت

ويقول الله تعالى:

بل اردت ان يقال فلان جواد فقد قيل ذالك

و یؤتی بالذی قتل فی سبیل اللہ

فیقول اللہ له

فی ماذا قتلت

فیقول

امرت بالجهاد فی سبیلك فقاتلت حتی قتلت

فیقول اللہ تعالیٰ له

کذبت

وتقول له الملائکة

کذبت

ویقول اللہ عزوجل

بل اردت ان یقال فلان جریٔ فقد قیل ذالك

ثم ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی رکبتی

فقال

یا ابا هریرة اولئك الثلاثة اول خلق اللہ تسعر بهم النار

یوم القیامة

(ترمذی: باب ماجاء فی الریاء، ص:63 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے اور ہر امت پنجوں کے بل کھڑی ہوگی یا گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی تو سب سے پہلے جس شخص کو بلایا جائے گا وہ ایک ایسا شخص ہوگا جس نے قرآن یاد کیا ہوگا اور ایک ایسا شخص ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی راہ قتال کرتا تھا اور ایک شخص ہوگا جس کے پاس مال بہت تھا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کے قاری سے ارشاد فرمائے گا

کیا میں نے تجھے وہ نہیں سکھایا تھا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا؟

وہ عرض کرے گا

ہاں کیوں نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

پھر تو نے اپنے علم میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا

میں دن رات اس کو پڑھتا تھا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تو جھوٹا ہے

اور فرشتے بھی اس کو فرمائیں گے کہ

تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

بلکہ تیری غرض یہ تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں قاری قاری قرآن ہے

تو (دنیا میں) ایسا کہا جا چکا۔

پھر دولت مند کو لایا جائے گا

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں کیا تھا۔

وہ عرض کرے گا

اے رب عزوجل کیوں نہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:۔

پھر تو نے میری دی ہوئی دولت میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا

میں قرابت داروں سے اچھا سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

تو جھوٹا ہے

فرشتے بھی کہیں گے

تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں فلاں بڑا سخی ہے تو یہ (دنیا میں) کہا جا چکا۔

پھر اس کو لایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

تو کس لئے قتل کیا گیا تھا

وہ عرض کرے گا

مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا تھا تو میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ میں قتل کر دیا گیا؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تو جھوٹا ہے

اور فرشتے بھی کہیں گے کہ

تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا بہادر ہے تو یہ (دنیا میں) کہا جا چکا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے پہلے انہیں تینوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

جو بندہ اعمال صالحہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مغفرت فرمادیتا ہے اور اس سے راضی ہو کر اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر قیامت کے دن جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا اور جو بندہ اعمال سیئہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن سوائے حسرت اور ندامت کے اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا اور آخر کار جہنم میں پھینک دیا جائے گا لہٰذا اعمال صالحہ کا بدلہ جنت ہے اور اعمال سیئہ کی جزاء دوزخ ہے۔



نماز کے فضائل

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے انبیاء اکرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا پھران کے ذریعے اپنے بندوں پر احکام نازل فرمائے تا کہ میرا بندہ ان پر عمل کر کے میری بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرے اور میں ان سے راضی ہو کر انہیں جنت عطا فرماؤں۔ نماز دین اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے یہ اس امت پر بہت بڑا انعام واحسان ہے کیونکہ نماز سے بندے کو دلی راحت وسکون ملتا ہے اور گناہوں کے جھڑنے کا ذریعہ ہے۔ بندہ نماز ادا کرتا ہے تو تمام تھکاوٹ اتر جاتی ہے اور اپنے اندر ایک خوشی محسوس کرتا ہے۔ نماز مومن کے لئے ایک تحفہ ہے جو وہ اپنی زندگی میں ہر لمحے اس تحفہ کی قدر کرتا رہتا ہے اور یہ ایک ایسی خوشبو ہے کہ جو مومن اپنے ذہن میں اس کی لذت محسوس کرتا رہتا ہے۔ یقیناً نماز سے بندے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے اور بندہ پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پانچ وقت نماز ادا کرنے والے کے لئے یہ عہد کیا ہے کہ میں اس کو جنت عطا فرماؤں گا۔ آج دنیا کا کوئی بادشاہ کسی کو حکم کر دے کہ فلاں کام کرو فلاں چیز دوں گا تو وہ شخص فوراً اسے کرتا ہے تا کہ مجھے وہ مال حاصل ہو جائے حالانکہ یہ سب دنیا میں ہی رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو اس نماز کے بدلے وہ جزا عطا فرمائے گا کہ جو بندے کے پاس ہمیشہ رہے گی اور وہ اس میں سکون واطمینان سے رہے گا اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی لہٰذا نماز ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے بندہ اپنے رب عزوجل کو راضی کر سکتا ہے۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ نماز کے فضائل پر دال ہیں۔

(۱) جو شخص ان کو اوقات پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا

عن ابی قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
قال اللہ عزوجل
افترضت علی امتك خمس صلوات وعهدت عنی عهداً انه
من حافظ علیهن لوقتهن ادخلته الجنة ومن لم یحافظ علیهن
فلا عهدله عندی:

(سنن ابن ماجہ، ص: 391، حدیث: 1467 باب ماجاء فی فرض الصلوات الخمس)

حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص ان کو ان کے اوقات پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہ کرے گا تو اس کا کوئی عہد میرے پاس نہیں ہے۔

(۲) مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں

عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرض اللہ علی امتی خمسین صلاۃً فرجعت بذالك حتی اتی
موسیٰ
فقال موسیٰ علیہ السلام



ما ذا افترض ربك على امتك

قلت

فرض على خمسين صلاة

قال

فارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذالك

فراجعت ربى فوضع عنى شطرها

فرجعت الى موسىٰ فاخبرته

فقال

ارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذالك

فراجعت ربى

فقال

هى خمسين وهى خمسون لا يبدل القول لدى

فرجعت الى موسىٰ

فقال

ارجع الى ربك

فقلت

قد استحييت من ربى

(سنن ابن ماجہ: باب ما جاء فی فرض الصلوات الخمس: ص: 391، حدیث: 1467 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔

میں یہ حکم ربانی لے کر نیچے آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

انہوں نے فرمایا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب (عزوجل) نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے کہا

مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں

انہوں نے فرمایا کہ

اپنے پروردگار عزوجل کے پاس جایئے اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں اپنے رب (عزوجل) کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں کا ایک حصہ کم کردیا

پھر میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا انہیں بتایا

انہوں نے فرمایا

اپنے رب (عزوجل) کے پاس جایئے اس لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اتنی عبادت نہیں کرسکتی، چنانچہ میں نے اپنے رب (عزوجل) سے پھر مراجعت کی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ پانچ نمازیں ہیں اور ان پر پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا۔ میرے یہاں بات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

چنانچہ میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا۔

انہوں نے فرمایا

اپنے رب عزوجل کے پاس جایئے

میں نے کہا

مجھے اپنے رب عزوجل سے شرم آنے لگی ہے۔

(۳) یہ پانچ نمازیں ہیں مگر ثواب پچاس کا ملے گا

قال انس بن مالك وابن حزم رضی الله عنهما

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

فرض الله عزوجل علی امتی خمسین صلاةً فرجعت بذالك

حتي امر بموسٰی علیه السلام

فقال

ما فرض ربك علی امتك؟

قلت

فرض علیهم خمسین صلاة

قال لی موسٰی (علیه السلام)

فراجع ربك عزوجل

فان امتك لا تطیق ذالك

فراجعت ربی فوضع عنی شطرها

فرجعت الی موسیٰ (علیه السلام) فاخبرته

فقال

راجع ربك

فان امتك لا تطیق ذالك

فرجعت الی ربی عزوجل

فقال

هی خمس وهی خمسون لا یبدل القول لدی

فرجعت الی موسیٰ

فقال

راجع ربك

فقلت

قد استحييت من ربي عزوجل

(سنن نسائی: فی فرض الصلوت، والذکر: ص: 221، حدیث: 449 بیروت)

حضرت انس بن مالک وابن حزم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں یہ حکم لے کر واپس آیا

حتیٰ کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا۔

تو انہوں نے فرمایا کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروردگار (عزوجل) نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی امت پر

کیا فرض کیا ہے؟

میں نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب (عزوجل) کے پاس جائیے۔

کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔

چنانچہ میں اپنے رب (عزوجل) کے پاس واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس کا

ایک حصہ کم کر دیا۔

پھر میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس گیا انہیں خبر دی۔

تو انہوں نے فرمایا کہ

آپ اپنے رب عزوجل سے مراجعت کیجئے اس لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی



امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔

چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس گیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ پانچ نمازیں ہیں اور ان پر پچاس کا اجر ملے گا۔ میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی۔

چنانچہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا۔

انہوں نے فرمایا کہ

اپنے رب عزوجل کے پاس جائیے

تو میں نے کہا کہ

مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آنے لگی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کردی ہیں

عن انس بن مالك رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

اتيت با البراق وهو دابة ابيض طويل فوق الحمار ودون البغل

يضع حاضره عند منتهى طرفه

قال

فركبته حتى اتيت بيت المقدس

قال

فربطته بالحلقة التي يربط بها الانبياء

قال

ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت

فجاء جبرائيل عليه السلام باناء من ضمر واناء من لبن

فاخترت اللبن

فقال جبرئيل عليه السلام

اخترت الفطرة ثم عرج بنا الى السماء

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

فقيل

من انت؟

قال

جبرئيل

قيل

ومن معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وبعث اليه

قال

لقد بعث اليه ففتح لنا

فاذا انا بآدم عليه السلام فرحب بى ودعا لى بخير

ثم عرج بنا الى السماء الثانية

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

فقيل

من انت؟



قال

جبرئیل (علیه السلام)

قیل

ومن معك

قال

محمد صلی الله علیه وسلم

قیل

وقد بعث الیه؟

قال

قدبعث الیه ففتح لنا فاذا انا بابنی الخالة عیسیٰ بن مریم

ویحیی بن زکریا مرحبا بی ودعولی بخیر

ثم عرج بنا الی السماء الثالثة

فاستفتح جبرئیل علیه السلام

فقیل

من انت؟

قال

جبرئیل (علیه السلام)

قیل

ومن معك؟

قال

محمد صلی الله علیه وسلم

قیل



وقدبعث اليه

قال

قـدبـعـث اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف، اذا هوقد اعطى شطر

الحسن

قال

فرحب بى ودعالى بخير

ثم عرج بنا الى السماء الرابعة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

فقيل

من هذا؟

قال

جبرئيل (عليه السلام)

قيل

ومن معك

قال

محمد (صلى الله عليه وسلم)

قيل

و قد بعث اليه

قال

قدبعث اليه

ففتح لنا فاذا انا بادريس فرحب بى ودعا لى بخير

قال الله تعالىٰ



"ورفعناه مكاناً عليا"

ثم عرج بنا الى السماء الخامسة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

قيل

من هذا؟

قال

جبرائيل عليه السلام

قال

و من معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

و قد بعث اليه

قال

قدبعث اليه

ففتح لنا

فاذا انا بهارون عليه السلام فرحب بى ودعا لى بخير

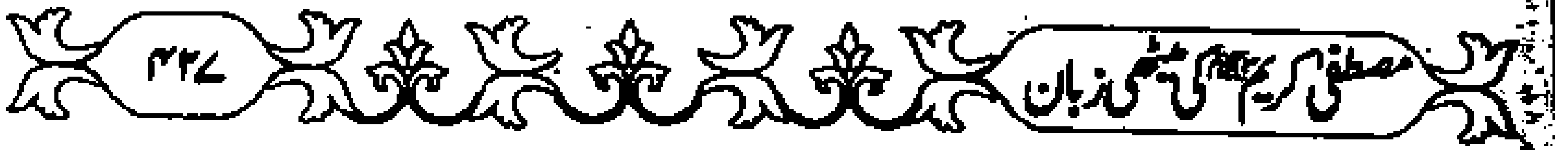
ثم عرج بنا الى السماء السادسة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

قيل

من هذا؟

قال



جبرئیل علیه السلام

قيل

ومن معك؟

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد بعث اليه

ففتح لنا

فاذا انا موسٰى عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير

ثم عرج بنا الى السماء السابعة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

قيل

ومن معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد بعث اليه

قال

قدبعث اليه

ففتح لنا

فاذا انا بابراهيم مسنداً ظهره الى البيت المعمور واذا

هويدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون اليه

ثم ذهب الی السدرة المنتهی

واذا ورقها کآذان الفیلة واذا ثمرها کا القلال

قال

فلما غشیها من امر الله ما غشی تغیرت فما احدمن خلق الله

یستطیع ان ینعتها من حسنها فاوحی الی ما اوحی ففرض

علی خمسین صلاة فی کل یوم ولیلة

فنزلت الی موسیٰ علیه السلام

فقال

ما فرض ربك علی امتك؟

قلت

خمسین صلاةً

قال

ارجع الی ربك فاسألة التخفیف، فان امتك لا یطیقون ذالك

فانی قدبلوت بنی اسرائیل وخبرتهم

قال

فرجعت الی ربی عزوجل

فقلت

یا رب خفف علی امتی

فحط عنی خمسا

فرجعت الی موسیٰ

فقلت

حط عنی خمسا

قال

ان امتك لا يطيقون ذالك فارجع الى ربك فاسأله التحفيف

قال

فلم ازل ارجع بين ربي تبارك وتعالىٰ وبين موسىٰ عليه السلام

حتى قال الله تعالىٰ

يا محمد(صلى الله عليه وسلم)

انهن خمس صلوات كل يوم وليلة لكل صلاة عشر فذالك خمسون صلاةً ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة فان عملها كتبت له عشراً ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة فان عملها كتبت له عشراً ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب شياً فان عملها كتبت سيئة واحدةً

قال

فنزلت حتى انتهيت الى موسىٰ عليه السلام فاخبرته

فقال

ارجع الى ربك فاسأله التحفيف

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

فقلت

قد رجعت الى ربي حتى استحييت منه

(مسلم: فی باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص: 16، حدیث: 429 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

میرے پاس براق کو لایا گیا جو سفید رنگ کا لمبا سا جانور ہے گدھے سے تو بڑا ہے اور خچر سے چھوٹا ہے وہ اپنا پاؤں وہاں رکھتا تھا جہاں نگاہ کی انتہا ہو

فرمایا

پھر میں اس پر سوار ہوا حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچا

فرمایا

میں نے اس براق کو کڑے کے ساتھ باندھ دیا جہاں انبیاء علیہم السلام اس کو باندھا کرتے تھے۔

فرمایا

پھر میں مسجد میں داخل ہوا میں نے وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر میں وہاں سے نکلا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا لے آئے اور ایک برتن دودھ کا میں نے دودھ کو پسند کیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فطرت کو پسند فرمایا

پھر ہمیں آسمان پر لے جایا گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولانا چاہا

ان سے پوچھا گیا کہ

کون ہے؟

فرمایا

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا گیا کہ

آپ کے ساتھ کون ہے؟

فرمایا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا گیا کہ

کیا ان کو بلوایا گیا ہے

فرمایا

جی ہاں ان کو بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے اسے کھول دیا گیا۔

اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ہوں۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر ہمیں دوسرے آسمان لے جایا گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا

پوچھا گیا

آپ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا

جبرئیل (علیہ السلام)

پوچھا گیا:

آپ کے ساتھ کون ہیں

فرمایا:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پوچھا:

کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے پاس ہوں ان دونوں نے مجھے خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا

پوچھا گیا:

کون؟

فرمایا:

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا:

آپ کے ساتھ کون ہیں؟

فرمایا:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا:

کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا

تو دیکھا کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوں۔ ان کو حسن کا ایک حصہ دیا گیا ہے

فرمایا کہ

انہوں نے مجھے خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی

پھر ہمیں چوتھے آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا:

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا:

آپ کے ساتھ کون ہیں؟

فرمایا:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا:

انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے

چنانچہ اس نے بھی ہمارے لئے دروازہ کھول دیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس ہوں انہوں نے مجھے خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور ہم نے انہیں بلند جگہ تک پہنچایا ہے''

پھر ہمیں پانچویں آسمان لے جایا گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا

پوچھا گیا:

کون؟

فرمایا:

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا:

آپ کے ساتھ کون ہیں

فرمایا:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا:

کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔

چنانچہ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت ہارون (علیہ السلام) کے ساتھ ہوں انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر ہمیں چھٹے آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا

آپ کے ساتھ کون ہیں؟

فرمایا

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا گیا

انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا

ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوں۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر بھی کی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے دروازہ کھلوانا چاہا۔

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا

جبرائیل علیہ السلام

پوچھا

ساتھ کون ہیں؟

فرمایا

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا

کیا ان کو بلایا گیا ہے؟

فرمایا

جی ہاں! ان کو بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے دروازے کھول دیا گیا

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہوں انہوں نے بیت معمور سے ٹیک لگائی ہوئی ہے اور ان کے پاس ستر ہزار فرشتے ایسے داخل ہوتے ہیں جو اس کے پاس دوبارہ لوٹ کر پھر کبھی نہیں آتے۔

پھر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر اور اس کے پھل مٹکے کے برابر تھے۔

فرمایا

جب اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا تو وہ تبدیل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے حسن و جمال کی منظر کشی نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو وحی مجھ پر بھیجنا تھی وہ نازل ہوئی اور مجھ پر روزانہ دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔

پھر میں وہاں سے اترا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

تو انہوں نے پوچھا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب عزوجل نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے کہا

پچاس نمازیں

انہوں نے فرمایا

اپنے رب عزوجل کے پاس جا کر تخفیف کا سوال کریں اس لئے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور ان کا امتحان لے چکا ہوں۔

فرمایا

میں اپنے رب عزوجل کے پاس گیا

اور عرض کی

اے میرے رب عزوجل! میری امت پر تخفیف فرمادیجئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں مجھ سے ساقط فرمادیں۔

میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

تو فرمایا

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کردی ہیں

انہوں نے فرمایا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے پاس جائیے اور ان سے مزید تخفیف کا سوال کیجئے۔

میں اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان اس طرح چکر لگاتا رہا۔

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز پر دس نمازوں کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح یہ پچاس نمازیں ہی بن جائیں گی اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے نہیں کرسکتا تو اس کو ایک نیکی کا اجر ملتا ہے اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرلے اور اسے نہ کرسکے تو کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا

فرمایا کہ

میں وہاں سے اترا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں یہ بتلایا

تو انہوں نے فرمایا کہ



اپنے رب عزوجل کے پاس دوبارہ جایئے اوران سے تخفیف کا سوال کیجئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں نے کہا کہ میں اپنے رب عزوجل کے پاس بار بار جا چکا اب تو مجھے شرم آنے لگی ہے۔

(۴) میں نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں

عن انس بن مالك رضى الله عنه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
اتيت بدابة فوق الحمار ودون البغل خطوها عند منتهى طرفها
فركبت ومعى جبرئيل عليه السلام فسرت
فقال
انزل فصل
ففعلت
فقال
اتدرى اين صليت؟
صليت بطيبة واليها المهاجر
ثم قال
انزل فصل
فصليت
فقال



اندری این صلیت؟

صلیت بطور سیناء حیث کلم اللہ عزوجل موسیٰ علیہ

السلام

ثم قال

انزل فصل

فنزلت فصلیت

فقال

اتدری این صلیت

صلیت بین لحم حیث ولد عیسیٰ علیہ السلام

ثم دخلت بیت المقدس فجمع لی الانبیاء علیہم السلام فقدمنی جبرئیل حتی اممتھم ثم صعدبی الی السماء الدنیاء فاذا

فیھا

آدم علیہ السلام

ثم صعد بی الی السماء الثانیۃ

فاذا فیھا ابنا الخالۃ عیسیٰ ویحیی علیھما السلام

ثم صعد بی الی السماء الثالثۃ

فاذا فیھا یوسف علیہ السلام

ثم صعد بی الی السماء الرابعۃ

فاذا فیھا ھارون علیہ السلام

ثم صعد بی الی السماء الخامسۃ

فاذا ادریس علیہ السلام

ثم صعد بی الی السماء السادسۃ

فاذا فيها موسىٰ عليه السلام

ثم صعد بى الى السماء السابعة

فاذا فيها ابراهيم عليه السلام

ثم صعد بى فوق سبع سموت فاتينا سدرة المنتهى، ففيشتنى

ضبابة فخررت ساجداً

فقيل لى

انى يوم خلقت السموات والأرض فرضت عليك وعلى

امتك خمسين صلا ة فقم بها انت وامتك فرجعت الى

ابراهيم عليه السلام فلم يسألنى عن شىء

ثم اتيت على موسىٰ عليه السلام

فقال

كم فرض ربك عليك وعلى امتك

قلت

خمسين صلاة

قال

فانك لا تستطيع ان تقوم بها انت ولا امتك، فارجع الى ربك

فاسأله التخفيف

فرجعت الى ربى فخفف عنى عشراً

ثم اتيت موسىٰ عليه السلام

فامرنى با الرجوع

فرجعت

فخفف عنى عشراً ثم ردت الى خمس صلوات



ثم اتیت موسیٰ علیہ السلام:

قال

فارجع الی ربك فسأله التخفیف فانه فرض علی بنی اسرائیل

صلاتین فما قاموا بها فرجعت الی ربی فسألته التخفیف

فقال

انی یوم خلقت السموات والارض فرضت علیك وعلی

امتك خمسین صلاۃ فخمس بخمسین فقم بها انت وامتك

فعرفت انها من اللہ تعالیٰ صری

فرجعت الی موسیٰ علیہ السلام

فقال

ارجع

فعرفت انها من اللہ صری فلم ارجع

(نسائی: باب ماجاء فرض الصلوٰۃ: ص:236، حدیث: 454 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا

اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی حد ہو

میں اس پر سوار ہوا اور میرے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی تھے چنانچہ میں چلا

پھر انہوں نے فرمایا

اتر کر نماز ادا فرمالیجیے

چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا

انہوں نے فرمایا کہ



آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معلوم ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہاں نماز پڑھی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہجرت ہے

پھر فرمایا کہ

اتر کر نماز ادا فرمالیں

میں نے نماز پڑھی

تو فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طور سیناء میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا

پھر فرمایا کہ

اتر کر نماز ادا فرمالیں

چنانچہ میں اترا اور نماز پڑھ لی

انہوں نے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو میرے لئے جمع کیا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آگے بڑھا دیا۔ میں نے سب کی امامت کی۔

پھر مجھے آسمان دنیا پر لے جایا گیا

وہاں حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔

پھر مجھے دوسرے آسمان پر پہنچایا گیا۔
وہاں میرے خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام تھے۔
پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا۔
وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔
پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا
وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے
پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے جایا گیا
وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے
پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے جایا گیا
وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے
پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا
وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے
پھر مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا۔
ہم سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آئے تو مجھے ایک قسم کے کہر نے ڈھانپ لیا اور میں سجدہ میں گر گیا۔
مجھ سے فرمایا گیا کہ
میں نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اس لئے آپ اور آپ کی امت انہیں ادا کرے۔
وہاں سے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور انہوں نے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھا۔
پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔
تو انہوں نے فرمایا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروردگار نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔

میں نے کہا

پچاس نمازیں

فرمایا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ انہیں ادا کر سکیں اور نہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کی طاقت رکھتی ہے لہٰذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے پاس جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔

چنانچہ میں اپنے رب عزوجل کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے پھر دوبارہ واپس جانے کا حکم دیا۔ میں دوبارہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس اور کم کر دیں پھر آخر میں پانچ نمازیں کر دی گئیں۔

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا

انہوں نے فرمایا

اپنے رب عزوجل کے پاس جایئے اور کمی کا سوال کیجئے اس لئے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض تھیں وہ انہیں ادا نہ کر سکے۔

چنانچہ میں اپنے رب عزوجل کے پاس دوبارہ گیا اور کمی کا سوال کیا

فرمایا

میں نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ آپ اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اب پانچ پر پچاس کا اجر ملے گا اس لئے آپ اور آپ کی امت کو ادا کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ گیا۔



تو انہوں نے فرمایا

واپس جایئے میں چونکہ جان چکا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پختہ فیصلہ ہے اس لئے میں دوبارہ واپس نہیں گیا۔

(۵) میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ مجھ سے سوال کرے گا

عن ابی هريرة رضى الله عنه

عن النبی صلی الله عليه وسلم قال

من صلى صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن فهی خداج ثلاثة، غير تمام

فقيل لابی هريرة رضى الله عنه

انا نكون وراء الامام

فقال

اقرابها فی نفسك

فانی سمعت النبی صلى الله عليه وسلم يقول

قال الله عزوجل

قسمت الصلاة بينی وبين عبدی نصفين ولعبدی ماسأل

فاذا قال العبد

الحمد لله رب العلمين

قال الله عزوجل

حمدنی عبدی

واذا قال

الرحمن الرحيم

قال الله عزوجل

اثنی علی عبدی

واذا قال

مالك يوم الدين

قال اللہ عزوجل

مجدنی عبدی

وقال مرة

فوض الی عبدی

فاذا قال

اياك نعبد واياك نستعين

قال

هذا بينی وبين عبدی ولعبدی ماسأل

فاذا قال

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير

المغضوب عليهم والاالضآلين

قال

هذا لعبدی ولعبدی ماسال

(مسلم: وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ: ص:170، ج:1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز

ناقص ہوتی ہے (یہ لفظ تین مرتبہ ارشاد فرمایا) نامکمل ہوتی ہے۔

تو حضرت ابوہریرۃ سے عرض کیا گیا کہ

ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو کیا پڑھا کریں

تو فرمایا کہ

(دل میں پڑھا کرو) اکیلے میں تو پڑھا کرو

اس لئے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں نے سورۃ الفاتحہ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا

ہے۔اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ مجھ سے سوال کرے گا

چنانچہ جب بندہ کہتا ہے

الحمد لله رب العلمين

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری حمد کی

اور جب بندہ کہتا ہے

الرحمن الرحيم

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میری بندے نے میری ثناء بیان کی

اور جب بندہ کہتا ہے

مالك يوم الدين

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔

اور ایک یہ ارشاد فرمایا

میرے بندے نے میرے سپرد کر دیا

پھر جب بندہ کہتا ہے

ایك نعبد و ایاك نستعین

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان دائر ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ سوال کرے گا

پھر جب بندہ کہتا ہے

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لاالضالین

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ سوال کرے گا۔

(۶) میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں

عن مالك بن صعصعة رضی الله عنه

ان النبی صلی الله علیه وسلم قال

بینا انا عند البیت بین النائم و الیقظان اذا قبل احد الثلاثة بین الرجلین فاتیت بطست من ذهب ملآن حکمة و ایمانا فشق من النحر الی مراق البطن فغسل القلب بماء زمزم ثم ملی حکمة و ایمانا ثم اتیت بدابة دون البغل و فوق الحمار ثم انطلقت مع جبرئیل علیه السلام فاتینا السما الدنیا

فقیل

من هذا

قال

جبرائیل (علیه السلام)

قیل

ومن معك؟

قال

محمد صلی الله علیه وسلم

قیل

وقد ارسل الیه مرحبا به ونعم المجئ جاء

فاتیت علی آدم علیه السلام فسلمت علیه

قال

مرحبا بك من ابن ونبی

ثم اتینا السماء الثانیة

قیل

من هذا؟

قال

جبرئیل علیه السلام

قیل

ومن معك

قال

محمد صلی الله علیه وسلم

فمثل ذالك

فاتیت علی یحیی رعیسیٰ

فسلمت علیهما



فقالا

مرحبابك من اخ ونبى

ثم اتينا السماء الثالثة

قيل

من هذا؟

قال

جبرئيل عليه السلام

قيل

و من معك؟

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

فمثل ذالك

فاتيت على يوسف عليه السلام

فسلمت عليه

قال

مرحبابك من اخ ونبى

ثم اتينا السماء الرابعة

فمثل ذالك

فاتيت على ادريس عليه السلام

فسلمت عليه

فقال

مرحبابك من اخ ونبي



ثم اتينا السماء الخامسة

فمثل ذالك

فاتيت على هارون عليه السلام

فسلمت عليه

قال

مرحبابك من اخ ومن نبى

ثم اتينا السماء السادسة

فمثل ذالك

ثم اتيت على موسىٰ عليه السلام

فسلمت عليه

فقال

مرحبابك من اخ ونبى

فلما جاوزته بكى

قيل

ما يبكيك؟

قال

يا رب هذا الغلام الذى بعثته بعدى يدخل من امته الجنة اكثر

وافضل من امتى

ثم اتيت السماء السابعة

فمثل ذالك

فاتيت على ابراهيم عليه السلام

فقال

مرحبا بك من ابن ونبي

ثم رفع لي البيت المعمور يصلي فيه كل يوم سبعون الف ملك

فاذا خرجوا منه لم يعودوا آخر ما عليهم

ثم رفعت لي سدرة المنتهى

فاذا نبقها مثل قلال هجر واذا ورقها مثل آذان الفيلة واذا في اصلها اربعة انهار

نهران باطنان

ونهران ظاهران

اما الباطنان ففي الجنة

واما الظاهران فالفرات والنيل

ثم فرضت علي خمسون صلاة

قال

اني اعلم با الناس منك اني عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة وان امتك لن يطيقوا ذالك فارجع الى ربك واسأله ان يخفف عنك فرفعت الى ربي فسألته ان يخفف عني فجعلها اربعين

ثم رجعت الى موسىٰ عليه السلام

فقال

ما صنعت؟

قلت

جعلها اربعين

فقال لي مثل مقالته الاولى .

فرجعت الى ربي عزوجل

فجعلها ثلاثين

فاتيت على موسىٰ عليه السلام فاخبرته

فقال لي مثل مقالته الاولىٰ

فقلت

اني استحيني من ربي عزوجل ان ارجع اليه فنودي ان قد امضيت فريضتي وخففت عن عبادي واجزي با الحسنة عشر امثالها

(سنن نسائی: باب الاسراء: ص: 21، حدیث: 434 بیروت)

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسی دوران کہ میں بیت اللہ کے قریب کچھ سویا، کچھ جاگا سا تھا کہ تین میں ایک صاحب جو دو آدمیوں کے درمیان تھے وہ میری طرف آئے پھر میرے پاس سونے کا ایک بالشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا اور گلے سے پیٹ کے نرم و پتلے حصے تک چاک کیا اور دل کو زمزم سے دھویا پھر دل میں ایمان وحکمت کو بھر دیا گیا۔ میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ پھر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوا اور ہم آسمان تک پہنچے۔

تو پوچھا گیا

کون ہے؟

فرمایا

جبرئیل علیہ السلام

پوچھا

آپ کے ساتھ کون ہے!

فرمایا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پوچھا

کیا ان کو بلایا گیا ہے

ان کی آمد پر خوش آمدید اور وہ بہت باعزت طریقے سے آئے ہیں۔

چنانچہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

اے بیٹے اور نبی! خوش آمدید

پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے

پوچھا گیا

کون ہے؟

فرمایا

جبرئیل علیہ السلام

پوچھا

آپ کے ساتھ کون ہے

فرمایا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چنانچہ یہاں بھی ویسا ہی ہوا

میں حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے پاس حاضر ہوا۔ ان دونوں کو سلام کیا

ان دونوں نے کہا

اے بھائی نبی خوش آمدید

پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا

جبرئیل علیہ السلام

پوچھا

ساتھ کون ہے؟

فرمایا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پھر وہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

اے بھائی نبی خوش آمدید

پھر ہم چوتھے آسمان پر

وہاں بھی یہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بھائی اور نبی

پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے



وہاں بھی وہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بھائی اور نبی (علیہ السلام)

پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے

وہاں بھی یہی ہوا

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بھائی اور نبی علیہ السلام

میں جب ان کے پاس سے آگے بڑھا تو وہ رونے لگے

ان سے پوچھا گیا

آپ (علیہ السلام) کو کس بات نے رلا دیا؟

فرمایا

اے رب! یہ نوجوان جن کو آپ عزوجل میرے بعد مبعوث فرمایا ہے۔ ان کی امت میری امت سے زیادہ تعداد میں جنت میں جائے گی اور افضل ہو گی۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر آئے

وہاں بھی وہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بیٹے اور نبی علیہ السلام

پھر میرے سامنے بیت المعمور کو بلند کیا گیا

جس میں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں وہ جب ایک مرتبہ وہاں سے نکل کر باہر آ

جاتے ہیں تو دوبارہ کبھی اس میں نہ آسکیں گے

پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے کیا گیا

میں نے کیا دیکھا کہ اس کے بیر ایسے بڑے بڑے ہیں جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں اور اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں۔

دو نہریں مخفی ہیں

اور دو نہریں ظاہری ہیں

مخفی نہریں جنت میں

اور ظاہری نہریں نیل اور فرات میں

پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا

تو انہوں نے پوچھا

کیا کہا؟

میں نے کہا کہ

مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں

انہوں نے فرمایا

میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کو خوب تربیت دی اور مشق کرائی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پروردگار کے پاس دوبارہ جایئے اور تخفیف کی درخواست کیجئے۔

چنانچہ میں اپنے پروردگار کے پاس گیا اور تخفیف کا سوال کیا

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چالیس کر دیا۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟

میں نے کہا

چالیس کردی ہیں۔

انہوں نے مجھ سے پھر وہی پہلی بات کہی۔

چنانچہ میں پھر اللہ عزوجل کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے تیس کردیں۔

میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہیں بتایا

تو انہوں نے مجھ سے پہلے والی بات کہی۔

چنانچہ میں پھر اللہ عزوجل کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے بیس کردیں۔

پھر دس کردیں پھر پانچ کردیں۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا

تو انہوں نے پھر وہی پہلے والی بات دہرائی۔

تو میں نے کہا کہ

اب اللہ عزوجل کے پاس جاتے ہوئے مجھے شرم آنے لگی ہے۔

چنانچہ یہ ندا دی گئی کہ

میں نے اپنے فریضہ کو مقرر کردیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی ہے۔ اور

ہاں میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دوں گا۔

(۷) میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے

ابی هريرة رضی الله عنه يقول

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

من صلى صلوة لم يقراء فيها بام القرآن فهی خداج، هی

خداج هی خداج غير تمام

فقلت

يا با هريرة اني احيانا اكون وزاء الامام فغمز ذراعى

وقال

اقرأبهايا فارسى فى نفسك

فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

يقول الله عزوجل

قسمت الصلاة بينى وبين عبدى نصفين

فنصفها لى

ونصفها لعبدى

ولعبدى ماسأل

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اقراؤا

يقول العبد

الحمد لله رب العالمين

يقول الله عزوجل

حمدنى عبدى يقول العبد

الرحمن الرحيم

اثنى على عبدى

يقول العبد

مالك يوم الدين

يقول الله عزوجل

مجدنى عبدى

يقول العبد

ایاك نعبد و ایاك نستعین

فهذه الآية بيني وبين عبدی

ولعبدی ماسأل

یقول العبد

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير

المغضوب عليهم والاالضالين

فهولاء لعبدی ولعبدی ماسأل

(سنن نسائی: باب ترک قراءۃ: ص: 484، حدیث: 917 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جوشخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، غیر مکمل ہے

ابو سائب کہتے ہیں کہ

میں نے عرض کیا

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو انہوں نے میرے بازو کو دبایا

اور فرمایا کہ

اے فارسی! اس کو اکیلے تو پڑھ لیا کرو۔

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے لہٰذا اس کا نصف تو میرے لئے ہے اور اس کا نصف میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے



لئے وہ ہے جس کا اس نے سوال کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

پڑھو!

بندہ کہتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف کی

بندہ کہتا ہے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی

بندہ کہتا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

بندہ عرض کرتا ہے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o

تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جس کا اس نے مجھ سے سوال کیا

بندہ کہتا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o



تو یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔

(۸) میرے بندے نے میری تعریف کی

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

من صلى صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج، وهي

خداج غير تمام

قال

قلت

يا ابا هريرة رضی الله عنه: انی احياناً اكون وراء الامام

قال

يا ابن الفارسي: اقرأبها فی نفسك:

فانی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

قال الله عزوجل

قسمت الصلاة بيني وبين عبدی نصفين

و نصفها لی

نصفها لعبدی

ولعبدی ماسأل

يقراء العبد

الحمد لله رب العالمين

فيقول الله عزوجل



الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

فیقول اللہ عزوجل

اثنی علی عبدی

فیقول

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

فیقول اللہ

مجدی عبدی وھذا لعبدی وبینی وبین عبدی

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝

وآخر السورۃ لعبدی ماسال یقول

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

(ترمذی: باب ومن سورہ فاتحہ، ص: 177، حدیث: 3209 بیروت)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے، نامکمل ہے

فرمایا

میں نے عرض کیا

اے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو کیا کروں)؟

تو فرمایا کہ

اے فارسی کے بیٹے! اس کو اکیلے تو پڑھ لیا کرو۔

بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

میں نے سورۃ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے پس اس کا آدھا حصہ میرے لئے ہے اور اس کا آدھا حصہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ سوال کرے گا۔

بندہ کہتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف بیان کی

پھر بندہ کہتا ہے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی

پھر بندہ کہتا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ بات میرے بندے کے لئے ہے

اور میرے بندے اور میرے درمیان یہ ہے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۝

اور آخر سورت تک جو میرے بندے نے مانگا وہ میرے بندے کے لئے ہے

چنانچہ بندہ سوال کرتے ہوئے کہتا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝

(۹) میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

قال الله عزوجل

قسمت الصلاة بيني وبين عبدی شطرين

فنصفها لی

ونصفها لعبدی

ولعبدی ماسأل

قال

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اقرأو

يقول العبد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥

فيقول الله عزوجل

حمدنی عبدی ولعبدی ماسأل

فيقول

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

فيقول

اثنى علی عبدی ولعبدی ماسال

يقول



مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

فيقول الله عزوجل

مجدني عبدی فهذا لی وهذه الآية بيني وبين عبدی نصفين

يقول العبد

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

يعنى فهذه بيني وبين عبدی ولعبدی ماسأل وآخر السورة

لعبدی

يقول العبد

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ ۙ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

فهذا لعبدی ولعبدی ماسأل

(سنن ابن ماجہ،ص:105،حدیث:821باب من ترک الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پس اس میں سے آدھا میرے لئے ہے اور آدھا حصہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے۔

فرمایا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ پڑھو

جب بندہ کہتا ہے



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے

بندہ کہتا ہے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی اور میرے بندے کے لئے وہ کچھ ہے جسے وہ مانگے

بندہ کہتا ہے

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ میرے لئے ہے اور یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔

بندہ کہتا ہے

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۝

یعنی یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ سوال کرے۔ اور سورہ کا آخر میرے بندے کے لئے ہے۔

بندہ کہتا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۝

یہ میرے اور میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ

ہے جو وہ سوال کرے۔

(۱۰) تم نے میرے بندے کو کس حالت میں چھوڑا؟

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون

فی صلاة العصر وصلاة الفجر

ثم يعرج الذين باتوا فيكم

فيسألهم وهو اعلم بكم

فيقول

كيف تركتم عبادی؟

فيقولون

تركناهم وهم يصلون واتيناهم يصلون

(بخاری: باب کلام الرب مع جبرئیل علیہ السلام: ص:1115، ج:2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فرشتے باری باری تمہارے پاس آتے ہیں۔ کچھ فرشتے دن کو اور کچھ فرشتے رات کو

یہ سب فجر و عصر کی نمازوں میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

پھر وہ فرشتے اوپر چڑھتے ہیں جنہوں نے تمہارے درمیان رات گزاری ہو

چنانچہ اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ جانتا ہے

اور ارشاد فرماتا ہے کہ

تم نے میرے بندے کو کس حالت میں چھوڑا؟

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس گئے تو وہ بھی نماز پڑھ رہے تھے۔

(۱۱) فرشتے باری باری تمہارے درمیان آتے ہیں

عن ابی هريرة رضی الله عنه

قال قال النبی صلی الله عليه وسلم

الملائكة يتعاقبون ملائكة بالليل وملائكة بالنهار، يجتمعون

فی صلاة الفجر وصلاة العصر

ثم يعرج الذين باتو افيكم

فيسالهم وهو اعلم فيقول

كيف تركتم عبادی؟

فيقولون

تركناهم وهم يصلون واتيناهم يصلون

(بخاری: باب فضل صلاۃ العصر: ص: 79، ج: 1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

فرشتے باری باری تمہارے درمیان آتے ہیں کچھ رات کو آتے ہیں اور کچھ دن کو آتے ہیں پھر فرشتے چلے جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری ہو۔

پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے اور فرماتا ہے

تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے۔

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

ہم نے انہیں چھوڑا تو بھی وہ نماز میں مشغول تھے اور ہم ان کے پاس گئے تو بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔

(۱۲) میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

عن ابی هريرة رضی الله عنه يقول

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

من صلى صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج هي خداج

هي خداج غير تمام

قال

فقلت

يا ابا هريرة! انی احيانا اكون ورآء الامام

قال

ضغمز ذراعی

ثم قال

اقرابها في نفسك يافارسي!

فانی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول

قال الله تبارك وتعالىٰ

قسمت الصلاة بيني وبين عبدی بنصفين، فصفها لی ونصفها

لعبدی

ولعبدی ماسأل

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اقرؤوا

يقول العبد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥

يقول الله تبارك وتعالىٰ

حمدني عبدى

و يقول العبد

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

يقول الله

اثنى على عبدى

ويقول العبد

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ٥

يقول الله عزوجل

مجدني عبدى

ويقول العبد

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ٥

فهٰذه لآية بيني وبين عبدى ولعبدى ماسال

يقول العبد

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ٥

يقول الله عزوجل

فهؤلاء لعبدى ولعبدى ماسال

(مؤطا امام مالک، باب القراءۃ خلف الامام...... ص:240، حدیث:188 بیروت)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔

ناقص ہے، نامکمل ہے۔

ابوالسائب فرماتے ہیں کہ

میں نے کہا

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں کبھی امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں۔

فرماتے ہیں

انہوں نے میرا بازو دبایا اور فرمایا

اے فارسی! اس کو اکیلے ہوتے ہوئے پڑھا کرو

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا ہے۔ پس آدھی تو میرے لئے ہے اور آدھی میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ سوال کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پڑھو

بندہ کہتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف بیان کی

بندہ کہتا ہے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی

اور بندہ کہتا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

اور بندہ کہتا ہے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ مجھ سے سوال کرے گا۔

بندہ کہتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا اس نے سوال کیا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے حد احسانات فرمائے ہیں۔ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ بنایا تا کہ میرے بندے اس راستے پر چل کر مجھ سے مغفرت کی بھیک مانگیں۔ نماز ایک ایسا راستہ اور ذریعہ ہے جس کو ادا کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت کی بھیک مانگ سکتا ہے۔ نماز بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر وقت خوف زدہ رہتا ہے کہ اگر میں نے کوئی نماز چھوڑی تو اللہ تعالیٰ سخت پکڑ فرمائے گا اس نماز کی برکت سے پھر وہ تمام گناہوں سے بھی بچا رہتا ہے۔

گناہوں کا انجام آخرت کی بربادی

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تو اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو سیدھے راستے کی تلقین کریں اور ہر برے راستے سے بچنے کی فکر دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو تمام گناہوں سے بچانے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ بتایا ہے تاکہ میرے بندے اس راستے پر چل کر گناہوں سے بچتے رہیں۔ بندہ جب نیک اعمال کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کے لئے دنیا و آخرت کی نعمتیں دینے کا وعدہ بھی دیا ہے اور آخرت میں جنت کی بشارت بھی دی ہے اور جو بندہ برے اعمال کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اسے دنیا کے اندر ایسی فکر میں مبتلا کرتا ہے کہ وہ دنیا کی ہی فکر میں رہتا ہے اور نیک اعمال کو بھول جاتا ہے۔ آخر کار وہ گناہوں کی دلدل میں پھنستے ہوئے دنیا سے چلا جاتا ہے اور ایسے شخص کے بارے آخرت کے دن سخت وعیدیں ہیں اور آخرت میں ندامت اٹھا کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ گناہوں کے انجام پر دال ہیں۔

(۱) میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا

عن ابی هريرة رضی الله عنه

عن النبی صلی الله علیه وسلم قال

قال الله عزوجل

ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة

رجل اعطى بى ثم غدر

ورجل باع حراً فاكل ثمنه

ورجل استاجره اجيراً فاستوفى منه ولم يعط اجره

(بخاری: باب: اثم من باع حرا: ص: 525، حدیث: 2277 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا۔

ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بدعہدی کی۔

دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھالی۔

تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر مزدور کو مزدوری ادا نہیں کی۔

(۴) میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی میں نے اس پر بہشت حرام کر دی

عن جندب بن عبدالله رضى الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

كان فيمن كان قبلكم رجل به جرح فجزع فاخذ سكيناً

فحزبها يده فما رقاالدم حتى مات

قال الله تعالىٰ

بادرنى عبدى بنفسه حرمت عليه الجنة

(بخاری: باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ص: 825 حدیث: 3463 بیروت)

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

گزشتہ امتوں میں ایک آدمی تھی جس کے ایک زخم لگ گیا وہ خوفزدہ ہو گیا (زخم کی تکلیف برداشت نہ کر سکا) اور چھری سے اپنے ہاتھ کو چیر ڈالا، خون اتنا بہا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی میں نے اس پر بہشت حرام کر دی۔

(۳) کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ سے ملنے والا ہے

عن ابی هريرة وعن ابی سعيد رضی الله عنهما

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

عن النبی صلى الله عليه وسلم

يوتى بالعبد يوم القيامة

فيقول الله عزوجل له

الم اجعل لك سمعاً وبصراً ومالا وولداً؟

و سخرت لك الانعام والحرث وتركتك ترأس

و تربع فكنت تظن انك ملاقی يومك هذا؟

قال فيقول

لا

فيقول له

اليوم انساك كما نسيتنی

(ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ باب منہ: ص: 68 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
کل قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا
اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ
کیا میں نے تجھے کان آنکھ اور اولاد عطا نہیں فرمائی تھی؟
اور کیا تیرے لئے چوپائے اور کھیتیاں مسخر نہ کر دی تھیں اور کیا میں نے تجھے سرداری اور آرام کی حالت میں نہ چھوڑا تھا؟ تو کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ سے ملنے والا ہے۔
وہ کہے گا
نہیں
اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا۔
پس جیسے تو مجھے بھول گیا تھا ویسے ہی آج میں تجھے (عذاب میں) چھوڑ دوں گا۔

(۵) ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں

عن ابی هريرة رضی الله عنه
عن النبی صلی الله عليه وسلم قال
ان الله تعالیٰ قال
لقد خلقت خلقا السنتهم احلی من العسل وقلوبهم امر من الصبر فبی حلفت لا تيحنهم فتنة تدع الحليم منهم حيرانا فبی يغترون ام علیّ يجرؤن

(ترمذی: باب ماجاء فی ذھاب البصر' ص: ۶۲' قدیمی کتب خانہ' کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جن کی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہے مگر ان کے

دل ریلوے سے زیادہ کڑوے ہیں تو مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ ان کے لئے ایسا فتنہ مقدر کروں گا جوان میں حلیم اور بردبار شخص کو بھی حیران کر کے چھوڑے گا کیا یہ لوگ مجھ سے دغابازی کرتے ہیں یا مجھ سے جرأت کرتے ہیں۔

(۵) یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا

عن ابی هریرة رضي الله عنه قال

قالوا یارسول الله صلى الله عليه وسلم

هل نرى ربنا يوم القيامة

قال

هل تضارون فی رؤية الشمس فی الظهيرة ليست فی سحابة

قالوا

لا

قال

فهل تضارون فی رؤية القمر ليلة البدر بس فی سحابة

قالوا

لا

قال

فوالذی نفسی بيده لاتضارون فی رؤية ربكم الا كما

تضارون فی روية احدهما

قال

فيلقى العبد

فيقول

ای قل الم اکرمك واسودك وازواجك واسخرلك الخيل

ولابل واذرك

تراس وتربع

فيقول

بلى

قال فيقول

افظننت انك ملاقي

فيقول

لا

فيقول

فانى انساك كما نسيتني

ثم يلقى الثالث

فيقول له

مثل ذالك

فيقول

يا رب امنت بك وبكتابك وبرسلك وصليت وصمت

وتصدقت ويثنى بخير ما استطاع

فيقول ههنا اذاً

قال ثم يقال له

الآن بنعث شاهدنا عليك ويفكر فى نفسه من ذالذى يشهد

على فيختم على فيه

ويقال لفخذه ولحمه وعظامه انطقى فتنطق فخذه ولحمه



وعظامه بعلمه وذالك ليعذر من نفسه وذالك المنافق وذالك الذی يسخط الله عليه۔

(مسلم: کتاب الزہد والرقائق: ص: 1456، حدیث: 7332 بیروت)

حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کو دیکھنے میں تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا

نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چودھویں رات میں جب بادل نہ ہوں تو۔ کیا چاند کو دیکھنے سے تمہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا

نہیں

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہیں اپنے رب عزوجل کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہی ہوگی جتنی سورج یا چاند کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا۔

اور اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا:

اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟

کیا میں نے تیری شادی نہ کرائی؟

اور کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟

اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا؟

وہ بندہ عرض کرے گا

کیوں نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟

بندہ عرض کرے گا

نہیں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑ دوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا

پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا

اور ارشاد فرمائے گا:

اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟

کیا میں نے تجھے بیوی عطا نہیں فرمائی

کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟

اور کیا میں نے تجھے سرداری اور آرام کی حالت میں نہ چھوڑا؟

بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار! کیوں نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے۔

بندہ عرض کرے گا

نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا

پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندے سے ملاقات کرے گا۔

اور اس سے وہی سب باتیں فرمائے گا

بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار! میں تجھ پر ایمان لے آیا۔

تیری کتاب پر ایمان لایا

تیرے رسولوں پر ایمان لایا

میں نے نماز پڑھی

روزہ رکھا

صدقہ کیا

اور بندہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنی نیکیاں بیان کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ابھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

پھر بندے سے کہا جائے گا کہ

ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں۔

وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ

میرے خلاف کون گواہی دے گا۔

پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی

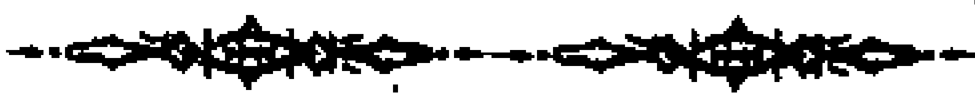
ہڈیوں سے کہا جائے گا کہ تم بولو!

پھر اس کی ران ہڈیاں اور گوشت اس کے اعمال بیان کریں گے۔

یہ اس لئے بیان کیا جائے گا کہ خود اس کی ذات میں اس کے خلاف گواہ اور دلیل ہو۔ یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ ۔

قیامت کا دن بہت ہی سخت دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دن اپنی تمام مخلوق سے حساب وکتاب لے گا کہ دنیا میں کیا کچھ کیا اور کیا کچھ کمایا۔ وہاں ہر ایک عضو بندے کے خلاف گواہی دے گا۔ اگر وہ بندہ انکار کرے گا تو اس بندے کے اعضاء اس انکاری گناہ پر گواہی دیں گے، ہاتھ الگ گواہی دیں گے۔ زبان الگ گواہی دے گی پاؤں الگ گواہی دیں گے حتیٰ کہ بندے کا ہر ہر عضو بندے کے خلاف گواہی دے گا۔ اس دن بندہ حیران وششدر ہوگا کہ ہمارے خلاف ہمارے عضو گواہی دے رہے ہیں۔ جس بندے نے اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام علیہم السلام کی اطاعت کی ہوگی۔ وہ اس دن خوش حال ہوں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما کر جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا اور جنہوں نے دن رات گناہوں میں بسر کیے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے فرامین کو پس پشت ڈالا ہوگا وہ اس دن پریشانی کی حالت میں ہوں گے اور آخر کار ان کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ لہٰذا اچھے اعمال کا انجام اچھا ہوگا اور برے اعمال کا انجام برا ہوگا۔



شفاعت

قیامت کا دن بندوں پر بے حد سخت اور پریشانی کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دن جلال میں ہوگا کسی کو طاقت نہ ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ عرض کر سکے، اس پریشانی کے عالم میں کسی کا پسینہ گٹوں تک، کسی کا گھٹنوں تک اور کوئی اس پسینے کی وجہ سے شرابور ہوگا۔ ہر بندے کو اپنی پڑی ہوگی۔ ہر شخص یہ ہی چاہے گا کہ آج میری خلاصی ہو جائے اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اور اسی خلاصی کے لئے وہ شفیع کو ڈھونڈیں گے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ آپ علیہ السلام ہمارے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آپ علیہ السلام کو سجدہ کروایا تھا لہٰذا آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج میرا رب عزوجل جلال میں ہے لہٰذا میں سفارش نہیں کرتا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ آپ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہی جواب دیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو فرمائیں گے کہ تم سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاؤ وہ تمہاری شفاعت فرمائیں گے۔ چنانچہ تمام لوگ شفیع روز شمار باذن پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے اور شفاعت کی بھیک مانگیں گے تو حضور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کی شفاعت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ شفاعت پر دال ہیں۔

(۱) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی

عن ابی هريرة رضی الله عنه

ان رسول الله صلی الله عليه وسلم اتى بلحم فرفع اليه الذراع

وكانت تعجبه فنهش منها نهشة

ثم قال

انا سيد الناس يوم القيامة

وهل تدرون مم ذالك؟

يجمع الله الناس الاولين والآخرين فی صعيد واحد يسمعهم

الداعی وينفذهم البصر، وتدنوالشمس فيبلغ الناس من انعم

والكرب مالا يطيقون ولا يحتملون

فيقول الناس

الاترون ما قد بلغكم؟

الا تنظرون من يشفع لكم الی ربكم؟

فيقول بعض الناس لبعض عليكم بآدم

فيأتون آدم عليه السلام

فيقولون له

انت ابو البشر خلقك الله بيده ونفسح فيك من روحه وامرا

الملائكة فسجدو الك الشفع لن الی ربك

الاترى الی ما نحن فيه؟

الاترى الى ماقد بلغنا؟

فيقول آدم عليه السلام

ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب

بعد مثله، وانه قد نهانى عن الشجرة فعصيته نفسى، نفسى،

نفسى اذهبوا الى غيرى،

اذهبوا الى نوح

فيأتون نوحاً

فيقولون

يا نوح انك انت اول الرسل الى اهل الارض وقد سماك الله

عبداً شكوراً

اشفع لنا الى ربك

الاترى مانحن فيه

فيقول

ان ربى عزوجل قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله

ولن يغضب بعده مثله وانه قد كانت بى دعوة دعوتها علىٰ

قومى نفسى نفسى نفسى

اذهبو الىٰ غيرى

اذهبوا الىٰ ابراهيم

فياتون ابراهيم

فيقولون

يا ابراهيم انت نبى الله وخليله من اهل الارض

الشفع لنا الىٰ ربك



الا تری الی ما نحن فیه

فیقول لهم

ان ربی قد غضب الیوم غضبًا

لم یغضب قلبه مثله ولن

یغضب بعده مثله وانی قد

کذبت ثلاث کذبات

فذنحرهن ابو حبان فی الحدیث

نفسی، نفسی، نفسی

اذهبوا الی غیری

اذهبوا الی موسٰی

فیاتون الی موسٰی

فیقولون

یا موسٰی! انت رسول الله فضلك الله برسالته وبکلامه علی الناس،

اشفع لنا الی ربك

الاتری الی مانحن فیه؟

فیقول

ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبله مثله ولن یغضب بعده مثله وانی قد قتلت نفساً لم اومر بقتلها، نفسی، نفسی، نفسی،

اذهبوا الی غیری

اذهبوا الی عیسیٰ ابن مریم



فيأتون عيسىٰ

فيقولون

يا عيسىٰ انت رسول الله وكلمته القاها الى مريم وروح منه

وكلمت الناس فى المهدصبياً

اشفع لنا الى ربك

الاترى الى ما نحن فيه

فيقول عيسىٰ

ان ربى قد غضب اليوم غضبالم يغضب قبله مثله قط ولن

يغضب بعده مثله ولم يذكر ذنبا، نفسى، نفسى، نفسى

اذهبوا الى غيرى

اذهبوا الى محمد(صلى الله عليه وسلم)

فيأتون محمدصلى الله عليه وسلم

فيقولون

يا محمد(صلى الله عليه وسلم) انت رسول الله، وخاتم

الانبياء وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وماتأخر

اشفع لن الى ربك

الاترى الى ما نحن فيه

فانطلق فاتى تحت العرش، فاقع ساجداً لربى عزوجل

ثم يفتح الله على من محامده وحسن الثناء عليه شيئاً

لم يفتحه على احد قبلى

ثم يقال

يا محمدارفع راسك،

سل تعطه

واشفع تشفع

فارفع راسی

فاقول

امتی یارب، امتی یارب، امتی یارب

فیقال

یا محمد: ادخل من امتك من لاحساب علیهم من الباب

الایمن من ابواب الجنة وهم شرکاء والناس فیما سوی ذالك

من الابواب

ثم قال

والذی نفسی بیده ان ما بین المصرامین من مصاریع الجنة

کما بین مکة وحمیرا وکما بین مکة وبصری

(بخاری: باب ذریۃ من حملنا مع نوح: ص: 1171، حدیث: 4712 بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گوشت پیش کیا گیا اور بازو کا گوشت اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور بازو کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ اس میں کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا

پھر ارشاد فرمایا

میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔

کیا تم جانتے ہو کہ میرے سردار ہونے کی کیا وجہ ہے؟

اللہ تعالیٰ تمام اولین وآخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ ایک پکارنے والا پکارے گا اور آنکھیں دوسری طرف دیکھنے کے قابل ہوں گی اور سورج قریب آجائے گا

اور لوگوں پر نا قابل برداشت غم واندوہ کا ہجوم ہوگا۔

تو لوگ کہیں گے

کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس حالت کو پہنچ گئے ہو۔

کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو تمہارے رب عزوجل کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کر سکے۔

تو بعض لوگ بعض سے کہیں گے

(حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

لوگ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس پہنچ کر کہیں گے۔

آپ (علیہ السلام) تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کو اپنے خاص دست قدرت سے بنایا ہے اور آپ (علیہ السلام) کے اندر اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو آپ (علیہ السلام) کے سامنے سربسجدہ ہونے کا حکم دیا۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمایئے!

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں ہیں۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہماری حالت کیا ہوگئی ہے۔

(حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

آج میرا رب (عزوجل) اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسے غضب میں ہوا اور نہ اس دن کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ مجھے اس نے ایک درخت کھانے کی ممانعت فرمائی تھی مگر میں نے اس کی نافرمانی کی، نفسی، نفسی، نفسی

تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

وہ سب لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے۔

اے (حضرت) نوح (علیہ السلام) آپ زمین والوں کے لئے سب سے پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟

(حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

میرا رب عزوجل آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب میں تھا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میرے لئے ایک دعا تھی وہ میں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے کر لی نفسی، نفسی، نفسی۔

تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ

وہ سب لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے

اور عرض کریں گے

اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) آپ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور زمین والوں میں اس کے خلیل ہیں۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں

(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

میرا رب عزوجل آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ میں نے (دنیا میں) تین خلاف واقعہ باتیں کہی تھیں، نفسی، نفسی، نفسی

تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ

پھر وہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے

اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) آپ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) پیغمبری اور اپنی ہم کلامی کے ذریعہ لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس آفت میں مبتلا ہیں؟

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

آج میرا رب عزوجل ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس کے سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ مجھ سے (دنیا میں) ایک قتل سرزد ہوگیا تھا جس کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی

تم کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے

اور عرض کریں گے

اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) آپ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو مریم (رضی اللہ عنہا) میں ڈالا گیا اور آپ (علیہ السلام) روح اللہ ہیں۔ آپ (علیہ السلام) نے اس وقت لوگوں سے کلام کیا تھا جب آپ علیہ السلام چھوٹے سے پالنے میں تھے۔

آپ (علیہ السلام) اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔
(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔
میرا رب عزوجل آج ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہ ہوا نہ کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) اپنا قصور ذکر کریں گے۔
فرمائیں گے، نفسی، نفسی، نفسی
میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ
تم لوگ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔
لوگ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائیں گے۔
اور عرض کریں گے
یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام اگلے پچھلے ذنب (خلاف اولیٰ کام) معاف فرما دیئے ہیں۔
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔
کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں دیکھتے کہ ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں؟
میں فوراً عرش الٰہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب عزوجل کے سامنے سربسجود ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میری زبان پر اپنی ایسی عمدہ حمد وثناء جاری فرما دے گا جو مجھ سے پہلے کسی کی زبان پر جاری نہ کرائی گئی ہوگی۔
پھر فرمایا جائے گا۔
اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ۔
طلب کرو تمہیں عطا کیا جائے گا

شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(یہ سن کر) میں سجدہ سے سر اٹھاؤں گا

اور عرض کروں گا

اے رب عزوجل! میری امت اے رب عزوجل میری امت، اے رب عزوجل میری امت:

مجھ سے فرمایا جائے گا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت میں سے بے حساب وکتاب جنت کے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کرو اور جنت کے دیگر دروازوں میں بھی یہ لوگ دوسروں کے ساتھ شریک ہیں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دو پٹوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی مکہ اور حمیر کے درمیان ہے یا مکہ اور بصرہ کے درمیان ہے۔

(۲) میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا

عن انس رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یجتمع المومن یوم القیامۃ

فیقولون

لو اشفعنا الی ربنا

فیاتون الی آدم

فیقولون

انت ابو الناس خلقک اللہ بیدہ، واسجدلک ملائکتہ وعلمک

اسماء کل شیء فاشفع لنا عندربك حتیٰ یرحمنا من مکاننا
هذا

فیقول

لست هناکم ویذکر ذنبه فیستیحی

ائتو نوحاً

فانه اول رسول بعثه الله الی اهل الارض

فیأتونه

فیقول

لست هناکم ویذکر سواله ربه ما لیس له به علم فیستحیی

فیقول

ائتو خلیل الرحمن

فیأتونه

فیقول

لست هناکم

ائتو موسیٰ عبداً کلمه الله وا اعطاه التوراة

فیأتونه

فیقول

لست هناکم: ویذکر قتل النفس بغیر نفس فیستیحی من ربه

فیقول

ائتو عیسیٰ عبدالله ورسوله وکلمة الله وروحه

فیقول

لست هناکم



ائتو محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) عبداً غفر اللہ لہ ما تقدم من

ذنبہ

وماتأخر

فیأتونی

فانطلق حتی استاذن علی ربہ

فیوذن لی

فاذا رأیت ربی وقعت ساجداً

فیدعنی ماشاء اللہ

ثم یقال

ارفع راسك

وسل تعط

وقل یسمع واشفع تشفع

فارفع راسی

فاحمدہ بتحمید یعلمنیہ

ثم اشفع فیحدلی حداً فادخلھم الجنۃ

ثم اعود الرابعۃ

فاقول

مابقی فی النار الامن حبسہ القرآن یعنی قول اللہ تعالیٰ

خالدین فیھا

(بخاری: باب: وعلم آدم الاسماء کلھا: ص:1092، حدیث:4476 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن مومنین جمع ہوں گے
وہ کہیں گے
کیوں نہ ہم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کسی کو اپنا شفیع بنائیں
تو وہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے
اور عرض کریں گے

اے آدم (علیہ السلام)! آپ (علیہ السلام) تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کو اپنے خاص دست قدرت سے بنایا تھا اور فرشتوں سے آپ (علیہ السلام) کو سجدہ کروایا تھا اور آپ (علیہ السلام) کو تمام چیزوں کے نام تعلیم فرمائے تھے۔

آپ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت تاکہ ہمیں اس جگہ سے رہائی عطا فرمائے۔

(حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

میں اس مقام کے لائق نہیں (میں اس تمہارے کام کا نہیں) وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور حیا فرمائیں گے۔

پھر فرمائیں گے کہ

(حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کے لئے بھیجا تھا۔

تو لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔

وہ فرمائیں گے۔

میں تمہارے اس کام کا نہیں۔ وہ اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کا انہیں علم نہیں تھا اور حیا فرمائیں گے۔

تب (حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے کہ
خلیل الرحمٰن (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے پاس جاؤ
لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے
آپ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ
میں تمہارے اس کام کا نہیں۔
تم (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ
وہ ایسے بندے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور ان کو تورات عطا فرمائی تھی۔
چنانچہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔
وہ بھی یہی فرمائیں گے۔
میں تمہارے اس کام کا نہیں۔ وہ ایک انسان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں قتل کرنے کے اپنے فعل کو یاد کریں گے اور حیا فرمائیں گے۔
پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔
(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، رسول کلمہ اور روح ہیں۔
چنانچہ لوگ آپ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔
(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔
میں تمہارے اس کام کا نہیں۔
حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔
وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے اگلے پچھلے تمام ذنب (خلاف اولیٰ کام) اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے ہیں۔
چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔



میں جا کر اپنے رب عزوجل سے باریابی کی اجازت لوں گا۔ مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا۔

اور جب اللہ تعالیٰ چاہے گا میں اسی حالت میں رہوں گا

پھر فرمایا جائیگا

سر اٹھایئے اور طلب کیجئے تو کچھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) طلب کریں گے عطا کیا جائے گا۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) شفاعت کیجئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے اسی کے مطابق میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹوں گا اور جب اللہ تعالیٰ کا دیدار کروں گا تو پھر ویسے ہی کروں گا جو پہلی بار کیا تھا پھر شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے حد مقرر فرمادے گا اور میں اتنے ہی آدمیوں کو جنت میں داخل کروں گا۔

بالآخر چوتھی مرتبہ ایسا کرنے کے بعد میں عرض کروں گا کہ

اب تو دوزخ میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں بچا جن کو قرآن کریم نے روک رکھا ہے اور ان کے لئے دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

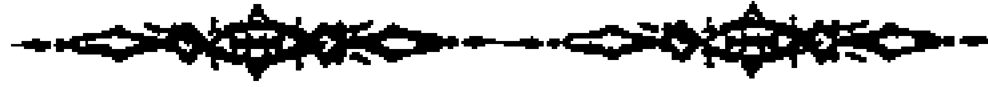
جن کو قرآن کریم نے روک رکھا ہے، کا مطلب اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ

خالدین فیہا

یعنی وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو اس دن قبول فرمائے گا کہ جس دن تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت کے لئے دوسرے نبی کی طرف تمام لوگوں کو بھیجیں گے۔ یہ سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والویت کو ظاہر کرنا ہوگا۔



اللہ تعالیٰ کے ید، وجہ، استواء وغیرہم کے معنی

الحمدللہ فقیر نے احادیث قدسیہ کو جمع کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے اور جن کو سن، پڑھ کر بندۂ مومن اشک بار ہو جاتا ہے۔ اب میں آخر میں حدیث قدسی کا معنی بیان کر کے اللہ تعالیٰ کے ید، وجہ، استواء، نزول، قدم، ضحک وغیرہم کا معنی بیان کرتا ہوں۔

حدیث قدسی

ایسی حدیث ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام، الہام، یا خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو۔

احادیث قدسیہ متعدد مضامین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ معنی کی تعبیر کے لئے دیگر احادیث کی طرح ان میں بھی مختلف الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ ان احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ، وعید اور شان رحمت کا بیان دیگر احادیث کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے الفاظ کا استعمال بھی کثرت کے ساتھ ہوا ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے ہے۔ بلفظ دیگر قرآن مجید میں جس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے بعض ایسے الفاظ مثلاً ید، وجہ، استواء موجود ہیں۔ اسی طرح احادیث قدسیہ میں بھی نزول، قدم، ضحک، وغیرہ کے الفاظ کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

مثلاً امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ینزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى

ثلث الليل الآخر

يقول

من يدعوني فأستجب له من يسئلني فاعطيه من يستغفرني

فاغفر له

(بخاری: باب الدعا فی الصلاۃ من آخر اللیل: ص:720 حدیث:1145 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور

ندا دیتا ہے جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو مجھ سے بخشش طلب

کرے گا۔ میں اسے بخش دوں گا۔

اسی طرح امام مسلم علیہ الرحمہ کی روایت ہے

عن ابی هريرة رضى الله عنه

قال النبی صلی اللہ علیه وسلم

قال الله عزوجل

اذا تقرب عبدی منی شبرًا تقربت منه ذراعًا و اذا تقرب منی

ذراعاً تقربت منه باعاً و اذا أتانی یمشی اتیته هرولة

(مسلم: باب فضل الذکر والدعا...... ص:1321، حدیث:6725 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک گز قریب ہو

جاتا ہوں۔ جب وہ مجھ سے ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

مسلمانو!

اسی طرح کی متعدد احادیث قدسیہ ہیں۔

پہلی حدیث میں نزول اور دوسری حدیث میں مشی اور ہرولۃ کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنے جانے اور دوڑنے وغیرہم صفات سے پاک ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفتیں ہیں جو حادث ہیں اور جن پر فنا طاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس پر کبھی حدوث اور فنا طاری نہیں ہو سکتا۔ ان احادیث میں دو طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں۔

پہلی تو یہ کہ عربی قواعد کی روشنی میں متن کا ایسا ترجمہ جو نفس الہہ اور تنزیہ باری پر مشتمل ہو اور سمجھ میں بھی آجائے۔ اس کا الحمد للہ میں نے بخوبی لحاظ رکھا دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ

احادیث سے متعلق اہل ایمان کا نقطہ نظر یہ کیا ہے

یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جن کا تعلق ایمان اور عقیدہ سے ہے۔

اس سے متعلق اہل علم کے چار نظریات ہیں۔

(۱) جن آیتوں اور حدیثوں میں باری تعالیٰ کی ایسی صفات وارد ہوئی ہیں۔ ان کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تاہم الفاظ اور قرائن اگر اجازت دیں تو اس کا ایسا معنی بیان کیا جا سکتا ہے جو شریعت کی رو کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم کے بھی موافق ہو۔ اس نظریہ کو تاویل سے تعبیر کہا جاتا ہے۔

(۲) ان آیتوں اور حدیثوں کو اسی معنی لغوی حقیقی پر محمول کیا جائے گا۔ اسی نظریہ کو تشبیہ و تجسم کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے ماننے والوں کو مشبہ اور مجسمہ کہا جاتا ہے۔

(۳) باری تعالیٰ کی جو اس قسم کی صفات وارد ہوئی ہیں ان کا اثبات کیا جائے گا یعنی

جہاں ید ہے اس کا مطلب ید ہی ہے۔ جہاں وجہ ہے۔ اس کا مطلب وجہ ہی ہے مگر انسانی ید (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کی طرح نہیں۔ اس نظریے کے متبع بعض محدثین اور ابن تیمیہ ہیں۔

(۴) ان آیتوں اور حدیثوں کا معنی اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے اس نظریہ کو سلف کا عقیدہ کہا جاتا ہے۔

پہلا اور چوتھا نظریہ بہت ہی اہم ہے۔ اس لئے اس پر تفصیلی بحث ہوگی دوسرا نظریہ سرے سے باطل ہے اور تیسرا نظریہ بھی غور وفکر کے بعد تیسرے کے مشابہ ہے۔ اس لئے اس کے بطلان میں بھی کچھ شک نہیں لہٰذا اس پر مختصری روشنی ڈالوں گا۔

(۱) تاویل

آیات صفات اور احادیث صفات سے متعلق پہلا مؤقف تاویل کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جہاں کوئی بات واضح نہ ہو۔ اس میں غور وفکر کر کے لفظ کے محتمل معانی میں کسی معنی کو قرینہ کی بنیاد پر متعین کر دیا جائے۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی زبان عربی ہے، عرب اپنے کلام میں استعارہ اور کنایہ، حقیقت اور مجاز کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ اس لئے ہر جگہ لفظ کا اگر حقیقی معنی مراد لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے صفات سے متصف کرنا لازم آئے گا جو اس کی شان کے خلاف ہے جبکہ ایک گروہ آیات صفات اور احادیث صفات میں شدت کے ساتھ تاویل کا مخالف ہے۔ اس کا ماننا کہ سلف میں تاویل کا رواج نہیں تھا۔ اس لئے ہمیں بھی تاویل سے دور ہی رہنا چاہئے۔

اس نظریہ کے حامی بعض حنابلہ ابن تیمیہ اور ان کے متبعین ہیں

جبکہ پہلا مؤقف ماتریدیہ اور اشاعرہ کا ہے۔ بلفظ دیگر اہل سنت والجماعت کا مؤقف ہے۔ ہر ایک اپنے مؤقف پر دلائل دیتے ہیں اور دوسرے مؤقف کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاویل کا لغوی معنی

مشہور لغوی علامہ ازہری 370ھ نے اپنی کتاب تہذیب اللغۃ میں

''اول'' کا درج ذیل مطلب بیان کیا ہے۔

(۱)

اول ، یؤل تأویلاً، ثلاثی، أل یؤول

اس کا معنی لوٹنا واپس ہونا ہے۔

احمد بن یحییٰ سے تاویل اور تفسیر کا معنی پوچھا گیا

تو فرمایا

آلت الشی، جمعته ، و اصلحته

علامہ ازہری کہتے ہیں

گویا تاویل کا معنی یہ ہوا کہ چند مشکل معنی کی توضیح ایسے الفاظ سے کی جائے جس میں پھر کوئی خفا نہ رہ جائے۔

بعض عرب نے اس کا استعمال یوں کیا ہے۔

اول الله علیك أمرك

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے معاملات کو جمع کر لے۔

جب کسی شخص کا کوئی سامان گم ہو جائے تو اس کے لئے بولتے ہیں۔

اول الله علیك

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کا کھویا ہوا سامان واپس لوٹا دے اسے جمع کر دے

عرب بولتے ہیں

تأولت فی فلان الأجر

یعنی میں نے اس سے ا ال کیا۔

علامہ لیث نے کہا

التاول والتاویل، تفسیر الکلام الذی تختلف معانیہ ولا یصح الا بیان غیر لفظه

ایسا کلام جس کے چند معانی ہوں اس کی تفسیر دوسرے لفظ سے کی جائے۔

کچھ آگے لکھتے ہیں

قال ابو عبیده فی قول الله تعالیٰ:

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران: 7)

التاويل المرجع والمصير ما خوذ من أل يؤل الى كذا اى صار اليه وأولته صيرته

(تہذیب اللغۃ ج:15، ص:329، 330)

اسی کتاب میں دوسری جگہ تاویل اور تفسیر کا فرق بتاتے ہوئے علامہ ابو منصور ازہری نے کئی اقوال ذکر کیے ہیں۔

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

تاویل اور تفسیر میں کوئی فرق نہیں۔ساتھ ساتھ ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے۔

وقال بعضهم

التفسير كشف المراد عن اللفظ المشكل

التاويل رد احد المحتملين الى ما يطابق الظاهر

(تہذیب اللغۃ 283/12)

بعض لوگوں نے تفسیر اور تاویل کا معنی الگ الگ بتایا ہے۔

تفسیر کا مطلب

مشکل لفظ کی مراد کو واضح کرنا

تاویل کا مطلب

لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی کو ایسے معنی کی طرف پھیر دینا ہے۔

جو ظاہری سیاق کے مطابق ہو۔

علامہ ازہری کی عبارتوں کا مفاد یہ ہے کہ

چوتھی ہجری میں تاویل کا دو معنی مستعمل تھے۔

اول معنی

لوٹنا، لوٹانا، بکھری ہوئی چیزوں کو اکٹھا کرنا

نیز

کسی لفظ کے چند معانی ہوں مگر اس کا معنی اوّل واضح نہ ہو تو دوسرے آسان لفظ

سے اس کی تشریح کر دینا

دوم معنی

کسی لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی کو ایک ظاہری سیاق کو بنیاد پر راجح قرار

دینا۔

لسان العرب میں تاویل کا معنی

علامہ ابن منظور افریقی نے تاویل کے تمام مشتقات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی

ہے۔ ہر ایک پر قرآن کریم، حدیث رسول اور اقوال صحابہ کرام علیہم الرضوان واصحاب

لغت سے استشہاد بھی کیا ہے۔

ان تمام معانی کا مفاد بھی مذکورہ دو معانی

یعنی (۱) لوٹنا اور

(۲) تغیر کرنا ہے

لکھتے ہیں

اول۔

الأول، الرجوع الشيء يؤوول اولا ومألا

رجع وأول اليه الشيء رجعه وألت عن الشيء ارتددت

وأول الكلام وتأوله دبره وقدره،

وأوله وتأوله فسره

و في حديث ابن عباس رضى الله عنهما

اللهم فقهه في الدين وعلمه

التأويل قال ابن الاثير

هو من آل شيء يؤول الى كذا اى رجع وصار اليه

والمراد با التاويل نقل ظاهر اللفظ عن وضعه الأصلى الى ما

يحتاج الى دليل لولاه ماترك ظاهر اللفظ

(لسان العرب:ج:11،ص:33 حرف لام فصل الھمزۃ)

اول کا معنی

لوٹنا ہے

اول الکلام وتأولہ کا مطلب

اندازہ لگانا، تدبیر کرنا، تفسیر کرنا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔

اے اللہ عزوجل انہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کو دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما

ابن اثیر نے فرمایا کہ

آل الشیء سے مراد

یعنی لوٹنا اور پھرنا

اور تاویل کا مطلب یہ بتایا

دلائل اور قرائن کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو معنی وضعی یا اصلی سے کسی ایک دوسرے معنی



کی طرف نقل کر دیا جائے کہ دلیل نہ ہو تو اس معنی کی طرف نقل کرنا درست نہ ہو۔

تاج العروس میں تاویل کا معنی

التـاويـل فهـو تبيين معنى المتشابه والمتشابه هو ما لم يقطع
بفحواه
من غير تردد فيه وهو النص
و قال الراغب
التاويل ردالشيء الى الغاية المرادة منه قولا كان اوفعلاً وفي
جمع الجوامع هو حمل الظاهر على المحتمل المرجوح فان
حمل لدليل ففاسد اولا لشيء فلعب لا تأويل
قال ابن الكمال
التـاويل صرف الأية عن معناها، الظاهر الى معنى تحتمله اذا
كان المحتمل الذى تصرف اليه موافقا لكتاب والسنة
قال ابن الجوزى
التـاويـل نـقل الكلام عن موضعه الى ما يحتاج فى اثباتها الى
دليل لولاه ما ترك ظاهر اللفظ
و قال بعضهم
التأويل ردأحد المحتملين الى ما يطابق الظاهر

(تاج العروس:33:28)

متشابہات کے معنی کی تعیین کرنے کو تاویل کہتے ہیں
علامہ راغب نے فرمایا
کسی چیز کو معنی مقصود کی طرف قولاً یا فعلاً لوٹا دینا تاویل ہے۔
صاحب جمع الجوامع نے تاویل کی تعریف میں فرمایا

ظاہری لفظ کو کسی محتمل مرجوح معنی پر محمول کر دیا جائے اگر کسی دلیل کی بنیاد پر محمول کیا گیا تو درست ہے محض دلیل کا ظن ہونے پر محمول کیا گیا تو فاسد ہے اور اگر بغیر دلیل کی بنیاد پر لفظ کو کسی دوسرے معنی پر محمول کیا جائے تو کھلواڑ ہوگا تاویل نہیں۔

ابن کمال فرماتے ہیں۔

آیت کو معنی ظاہر سے محتمل کی طرف اس طور پر لوٹا دیا جائے کہ وہ معنی محتمل کتاب وسنت کے مطابق ہو۔

ابن جوزی فرماتے ہیں

کلام کو اپنے موضع اصلی سے دلیل کی بنیاد پر ایسی طرف پھیر دیا جائے جس کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے اگر دلیل نہ ہوتی تو ظاہری لفظ کا ترک درست نہیں ہوتا۔

بعض لغویوں نے فرمایا

لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی ایسے معنی کی طرف پھیر دیا جائے جو ظاہر کے مطابق ہو۔

الحاصل

مذکورہ علماء لغت کے اقوال کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ تاویل کے تین معنی ہیں۔

اوّل

مرجع، مصیر اور انجام

دوم

تفسیر، توضیح اور بیان

سوم

دلیل کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو چھوڑ کر ایسے معانی کی طرف پھیر دیا جائے جس کا اثبات ضروری ہو۔

تاویل میں علماء کی رائے

تاویل سے متعلق محققین کی دو رائے ہیں۔

ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آیات اور احادیث متشابہات میں تاویل کرنا کسی طرح درست نہیں جبکہ دوسرا گروہ آیات اور متشابہات میں تاویل کو ضروری سمجھتا ہے۔

ان کے مذاہب حسب ذیل ہیں۔

تاویل کرنا درست ہے

آیات واحادیث متشابہات میں تاویل کرنا جمہور اشاعرہ اور ماتریدیہ کا مؤقف ہے۔یہی نظریہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔

تاویل کے ثبوت میں وہ قرآن مجید واحادیث نبویہ اور آثار سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے یہ دعا کرنا۔

اے اللہ عزوجل! انہیں فقہ کی سمجھ اور قرآن کی تاویل کا علم عطا فرما۔

تاویل کے جواز میں سب سے بڑی دلیل ہے۔

تمام دلائل ملاحظہ فرمایئے۔

تاویل کے جواز پر قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ (67/9)

اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ (32/14)

ان دونوں آیتوں میں نسیان کی تاویل، ترک سے کی گئی ہے۔



یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ترک کر دیا۔

کیونکہ

نسیان کو معنی حقیقی پر محمول کرتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ

اللہ تعالیٰ اس صفت سے متصف ہے مگر اس کا نسیان ہمارے نسیان کی طرح نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ

خود اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ اپنی ذات سے صفت نسیان کی نفی اس طرح کی ہے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (19/64)

آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

اسی طرح

وہ تمام آیتیں یا احادیث جن میں سمع، بصر، حرکت، نزول، ید وارد ہوئے ہیں کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمام صفات سے متصف ہے مگر ہماری طرح نہیں ہے بلکہ ان سب کے معنی کی صحیح تاویل کی جائے گی اور اس کا معنی حقیقی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

تاویل کے جواز پر حدیث سے دلیل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے

یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی

قال

کیف اعودك انت رب العالمین

قال

اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعده

امام علمت انك لو عدته لوجدتني عنده الخ

اس حدیث کے معنی میں بھی یہ کہنا کسی طرح درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں مریض کے پاس موجود ہوتا ہے۔

نہ ہی یہ کہنا درست ہوگا کہ

اللہ تعالیٰ بیمار ہوتا ہے مگر اس کی بیماری ہماری طرح نہیں

جیسا کہ تاویل کرنے والوں نے کہا

اس لئے لامحالہ ان الفاظ کی تاویل کرنی ہی پڑے گی اور لفظ کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر تاویل کا سہارا یقیناً لینا پڑے گا۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا

معنی وجدتني عنده الى وجدت ثوابى وكرامتى

(شرح مسلم للنووی:126/16 بیروت)

تو مجھے اس کے پاس پاتا

کے معنی یہ ہے کہ تو میرا ثواب اس کے پاس پاتا۔

آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین علیہم الرحمہ سے تاویل کا جواز

آثار صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اسی جانب اشارہ کرتے ہیں

امام مجتہد، مفسر، لغوی علامہ طبری کی تفسیر، امام بخاری کی صحیح، امام بیہقی کی الاسماء والصفات اور فخر بن معلم کی

نجم المہتدی

میں صحابہ وتابعین علیہم الرضوان کے درجنوں ایسے اقوال ملیں گے جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بعض اسلاف نے بھی آیات واحادیث صفات میں تاویل کا موقف اپنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے

يوم يكشف عن ساق ويدعون الى السجود

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

قال جماعة من الصحابة و التابعين من اهل التاويل يبدو عن

امر شديد عن ابن عباس رضى الله عنهما

قال

هو يوم حرب وشدة

عن سعيد بن جبير

قال

عن شدة الأمر

عن قتاده

قال

عن امر فظيع جليل

(تفسیر جامع البیان للطبری: سورۃ القلم: 41، 42)

تاویل کرنے والے صحابہ کرام وتابعین علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

ساق سے مراد قیامت کے دن کی ہولناکی اور شدت ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

قال عبدالرزاق عن معمر عن قتاده فى قوله

يوم يكشف عن ساق

قال

عن شدة امر

وعند الحاكم من طريق عن ابن عباس

قال

هو يوم كرب وشدة

قال الخطابي

فيكون المعنى يكشف عن قدرته التي تنكشف عن الشده والكرب وذكر غير ذالك من التأويلات

قال الاسماعيلي

هذه اصح لموافقتها لفظ القرآن في الحملة، لايظن عن ان الله تعالىٰ ذواعضاء وجوارح لما في ذالك من مشابهة المخلوقين تعالىٰ الله عن ذالك ليس كمثله شيء ۔

(فتح الباری: کتاب تفسیر القرآن، باب مایوم یکشف عن ساق: 428/13)

عبدالرزاق نے معمرانہوں نے قتادہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا قول

يَوْمَ يُكْشِفُ عَنْ سَاقٍ

کا مطلب معاملہ کی ہولنا کی نقل کیا ہے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے اس کا مطلب

سختی کا دن

روایت کیا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور سختی اور کرب کی صورت میں ہوگا اس کی اور کئی تاویلیں بیان کی گئی ہیں۔

علامہ اسماعیلی نے کہا

يُكْشِفُ عَنْ سَاقٍ

کی مذکورہ تاویلیں سب سے اصح ہیں کیونکہ اس میں الفاظ قرآن کی پوری موافقت



ہو رہی ہے۔ یہ شبہ بھی نہیں ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح سے متصف ہے۔

جیسا کہ

اس معنی میں مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی مشابہت لازم آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں۔

علامہ طبری فرماتے ہیں

والسماء رفعناها بقوة

قال اهل التاويل

ذكر من قال ذالك حدثني على، قال ثنا ابو صالح، قال ثنى

معاوية، عن على، عن ابن عباس، قوله

والسماء بنيناها بأيد

يقول

بقوة

حدثني محمدبن عمرو

قال ثنا ابو عاصم، قال ثنا عيسىٰ وحدثني الحارث

قال ثنا الحسن، قال ثنا ورقاء جميعاً عن ابن ابى نجيح عن

مجاهد قوله

بأيد

قال

بقوة

حدثنا يزيد قال ثنا سعيد عن قتاده

والسماء بنيناها بأيدى بقوة

حدثنا بشر، قال ثنا يزيد، قال ثنا سعيد، عن قتاده

والسماء بنيناها بأيدى بقوة

حدثنا ابن المثنى قال ثنا محمدبن جعفر، قال ثنا شعبة عن

منصور

انه قال فى هذه الاية

والسماء بنيناها بأيد

قال

بقوة

حدثني يونس قال اخبرنا ابن وهب قال قال ابن زيد فى قوله

والسماء بنينا ها بأيد

قال

بقوة

حدثنا ابن حميد، قال ثنا مهران، عن سفيان

والسماء بنيناها بأيد

قال

بقوة

(تفسیر طبری: ص:168، الباب:17، الجزء:21)

اید کا معنی

مذکورہ آیت میں "قوت" ہے

علماء تاویل میں

ابن عباس، مجاہد، منصور، ابن زید اور سفیان رضوان علیہم اجمعین نے اس کا یہی معنی

بتایا ہے۔

علامہ طبری

اس آیت کے تحت فرماتے ہیں

فالیوم ننساھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا (15/7)

حدثنا وکیع، قال ابی عن سفیان عن جابر عن مجاھد

فالیوم ننساھم

قال

"نسوا فی العذاب"

حدثنا محمدبن عبدالاعلی قال ثنا محمدبن ثور عن معمر

عن ابن ابی نجیح عن مجاھد

فالیوم ننساھم

قال

نترکھم کما ترکوا لقاء یومھم ھذا

مجاہد نے اس کی تاویل میں کہا

آج (روز قیامت) انہیں ایسا ہی چھوڑ دیں گے

جیسا کہ

انہوں نے روز قیامت کا ذکر بھلا دیا تھا۔

حدثنی المثنی قال ثنا عبداللہ بن صالح قال ثنی حاویة

عن علی عن ابن عباس

فالیوم ننساھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا

قال

نترکھم من الرحمة کماترکوا ان یعملوا للقاء یومھم ھذا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

انہیں رحمت سے دور رکھیں گے

جیسا کہ

دنیا میں انہوں نے روز قیامت کی تیاری سے اپنے آپ کو دور رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے۔

وجاء ربك والملك صفاصفاً (22/89)

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت امام احمد بن حنبل کا قول علامہ بیہقی کے حوالہ سے اس طرح بیان کیا۔

روى البيهقي عن الحاكم عن ابى عمرو بن اسماك عن حنبل

ان احمد بن حنبل تأول قول الله تعالىٰ

"وجاء ربك"

انه جاء ثوابه

ثم قال البيهقي وهذا اسناد لاغبار عليه

(البدایہ والنہایہ:361/10)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے مذکور آیت کی تاویل میں فرمایا

اس کا ثواب آیا

ابن کثیر بیہقی کے حوالہ سے فرماتے ہیں

امام احمد بن حنبل تک یہ بالکل مستند حوالہ سے پہنچتی ہے اور اس سند میں کوئی شک نہیں۔

علامہ ابن کثیر کی یہ عبارت بھی امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے قابل مطالبہ ہے جو اس عبارت سے چند سطر پیشتر مذکور ہے۔

ذكر البيهقي كلام الامام احمد

فى رؤية الله فى الدار الأخرة

واحتج بحديث صهيب فى الرؤية وهى زيادة وكلامه فى نفى

التشبیه وترك الخوض فی الكلام والتمسك بما ورد فی الكتاب والسنة عن النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه

(البدایہ والنہایہ: ص: 327 باب ومن شعرہ قولہ ج: 10:7)

بیہقی نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا کلام آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت سے متعلق ذکر کیا ہے اور رویت سے متعلق حدیث صہیب سے دلیل پیش کی ہے۔ یہ متن میں زیادتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تشبیہ کی نفی اور اس بارے میں کلام نہ کرنا۔

امام کا موقف ہے اور یہ کہ قرآن وحدیث وسنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مروی ہے وہی ان کا نزدیک دلیل ہے۔

الحاصل

تاویل اور صفات سے علامہ ابن حجر کے اس قول پر بات ختم کرتا ہوں۔

فمن اجری الكلام علی ظاهره افضی به الی التجسیم ومن لم یتضح له وعلم ان الله منزه عن الذی یقتضیه ظاهرها واما ان یكذب نقلتها اما ان یؤولها

(فتح الباری: 183/13)

جس نے کلام کو ظاہر پر محمول کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کر دیا۔ جن کے لئے ان نصوص کا معنی واضح نہیں ہو سکا۔ انہوں نے یہ مانا کہ ان نصوص کے ظاہر سے جو متبادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے:

و فیه دلیل ایضا علی ان المتشابه لا ینبغی لان یذكر عند العامة وضابط ذالك ان یكون ظاهر الحدیث یقوی البدعة وظاهره فی الاصل غیر مراد فالامساك عنه عند من یخشی

علیه الأخذ بظاهره مطلوب

(فتح الباری:225/1 بیروت)

اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ متشابہات کا ذکر عام لوگوں کی محفل میں نہ کیا جائے۔اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ حدیث کا ظاہر اگر بدعت کو تقویت دیتا ہے اور فی الحقیقت وہ مراد نہیں تو اس کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے ان کے سامنے اس کو بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔

لہٰذا یہ کہنا درست ہوگا کہ تاویل بیان کرنا سلف وخلف کا مذہب رہا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کا تاویل کرنا

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔جس میں ایک انصاری کی مہمان نوازی کا تذکرہ ہے۔صبح جب انصاری بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لقد ضحك الله الليلة، اوعجب، من فعلكما

تم لوگوں نے رات جس طرح مہمان نوازی کا حق ادا کیا ہے اللہ نے اس پر ضحک فرمایا

ضحک کا حقیقی معنی ہے۔

ہنسنا

مگر امام بیہقی امام بخاری کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

قال بخاری

معنی الضحك، الرحمة

امام بخاری نے کہا کہ

ضحک کا معنی رحمت ہے۔

(الاسماء والصفات:218/2 بیروت)

ایک دوسری میں فرمایا

روی الفربری عن محمدبن اسماعیل البخاری رحمته الله تعالیٰ انه قال معنی الضحك فیه الرحمة

(مرجع سابق)

فربری نے امام بخاری سے روایت کیا کہ حدیث میں ضحک کا معنی رحمت ہے۔
بیہقی نے امام بخاری کی تائید میں امام ابوسلیمان کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال ابوسلیمان قول ابی عبدالله قریب، وتاویله علی معنی الرضی نفعلهما اقرب وأشبه ومعلوم ان الضحك من ذوی التمیز یدل علی الرضی والبشر والا ستهلال منهم دلیل قبول الوسیلة ومقدمة انجاح الطلبة، والکرام یوصفون عند المسئلة با البشر وحسن اللقاء فیکون المعنی فی قوله یضحك الله الی رجلین ای نجذل العطاء لهما لانه موجب الضحك ومقتضاه

(الاسماء والصفات: 218/2 بیروت)

امام ابوسلیمان نے فرمایا:

ابوعبداللہ کی بات کی بات قریب ہے، لفظ ضحک کی تاویل رضا سے کرنا انصاری میزبان کے فعل سے قریب ترین ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ کسی عاقل کے ضحک کا مطلب اس کی رضا ہوتی ہے۔ اس کی جانب سے اس کی ابتداء مدعاء کے حصول کی دلیل ہوتی ہے۔ معززین کا یہ طریقہ ہے کہ جب ان سے کچھ سوال کیا جاتا ہے تو ان کے چہرہ پر خوشیوں کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس تشریح کے بعد حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر اپنی نوازشات کے دروازے کھول دیئے کیونکہ ضحک کا تقاضہ یہی ہے۔

علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

نسبة الضحك والتعجب الى الله تعالیٰ مجازية والمراد بهما الرضا بفعلهما

(فتح الباری: باب قول الله تعالیٰ ويؤثرون على انفسهم)

ضحک اور تعجب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مجاز ہے اس کا مطلب ان دونوں کے فعل پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا تاویل کرنا

امام مالک نے حدیث نزول میں نزول کا معنی نزول امر بتایا ہے۔

علامہ ذہبی نقل کرتے ہیں۔

قال ابن عدی حدثنا محمدبن هارون بن حسان حدثنا صالح بن ايوب حدثنا حبيب بن ابی حبيب حدثنی مالك: قال ينزل ربنا تبارك وتعالیٰ امره فاما هو فدائم لا يزول قال صالح فذكرت ذالك ليحيی بن بكير فقال حسن والله ولم اسمعه قلت لااعرف صالحا، وحبيب مشهور والمحفوظ عن مالك رحمته الله رواية الوليد بن مسلم انه سأله عن احاديث الصفات فقال أمرها كما جائت بلا تفسير فيكون للامام فی ذالك قولان ان صحت رواية حبيب

(سیر اعلام النبلاء: 104/8)

مالک کہتے ہیں کہ نزول باری کا معنی امر باری کا نزول ہے کیونکہ ذات باری صفت دوام سے متصف ہے اس کو زوال نہیں، صالح کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن بکیر سے امام مالک کی اس بات کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا بخدا بہت خوب توضیح ہے۔ میں نے تو مالک سے نہیں سنا۔ (امام ذہبی کہتے ہیں) اس مسند میں مذکور صالح کو میں نہیں جانتا حبیب

معروف ہیں۔ مسئلہ صفات میں امام مالک کا محفوظ قول وہی ہے جس کو ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ انہوں نے امام مالک سے احادیث صفات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ' ان عبارتوں کو اپنے حال پر رہنے دو۔ ان کی تفسیر کی کوئی ضرورت نہیں۔

ذہبی کہتے ہیں۔

اگر حبیب کی روایت کو صحیح مان لیا جائے تو اس مسئلے میں امام مالک کے دو قول ہوں گے۔

میری رائے یہ ہے کہ علامہ ذہبی نے صالح پر کلام کر کے ولید بن مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے مگر میری ناقص رائے میں امام مالک کا یہی قول راجح ہے کیونکہ یہ دوسری معتمد سند بھی مذکور ہے جس کا ذکر امام ابن عبدالبر نے کیا ہے۔ اس روایت کے معتمد ہونے ہی کی وجہ سے امام نووی نے بھی اپنی شرح میں ذکر کیا ہے۔ دونوں ائمہ کی عبادت یکے بعد دیگرے ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں

واما قوله فی هذالحدیث ینزل تبارکِ وتعالیٰ الی سماء الدنیا فقد اکثر الناس التنازع فیه والذی علیه جمهور ائمة اهل السنة انهم یقولون ینزل کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ویصدقون بهذا الحدیث ولا یکیفون والقول فی کیفیة النزول کا لقول فی کیفیة الاستواءِ والمجیئ والجة فی ذالك واحدة، وقد قال قوم من اهل الأثر ایضاً انه ینزل امره وتنزل رحمته وروی ذالك عن حبیب کاتب مالك وغیره وانکر منهم اخرون وقالوا هذا لیس بشیء لان أمره ورحمته لا یزالان ینزلان أبدا فی اللیل والنهار وتعالیٰ الملك الجبار الذی اذا اراد أمرا قال له کن فیکون فی ای وقت شاء

ویختص برحمته من یشاء متی شاء لا اله الا هو الکبیر المتعال وقدروی محمدبن علی الجبلی وکان من ثقات المسلمین بالقیروان قال حدثنا جامع بن سوادة بمصر، قال حدثنا مطرف عن مالك بن انس انه سئل عن الحدیث ان الله ینزل فی اللیل الی سماء الدنیا فقال مالك ینزل أمره وقد یحتمل ان یکون کما قال مالك رحمته الله

(التمہید لمافی المؤطامن الاسانید:143/7)

علامہ ابن عبدالبر نے امام مالک سے منسوب ایک معتمد سند ذکر کرنے کے علاوہ اہل روایت کی ایک قوم کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی ہے لہٰذا امام مالک کا ہی قول راجح مانا جائے گا اور علامہ ذہبی کے کلام کا کوئی اثر بھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ دوسری سند معتمد ہے۔

امام نووی کی عبارت یہ ہے۔

تأولوا هذا لحدیث تأویلین احدهما تاویل مالك بن انس وغیره، معناه تنزل رحمته وأمره وملائکته کما یقال فعل السلطان کذا اذا فعله اتباعه بأمره والثانی انه علی الاستعارة ومعناه الاقبال علی الداعین بالا جابة واللطف

(المنہاج شرح مسلم بن الحجاج:37/6 بیروت)

اس حدیث کی علماء نے دو تاویل کی ہیں۔

ایک تاویل مالک بن انس اور ان کے علاوہ علماء کی ہے۔انہوں نے کہا کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا امر، اس کی رحمت اور فرشتوں کا اترنا جیسا کہ اگر بادشاہ کے خدام اس کے حکم سے کوئی کام کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے بادشاہ نے ایسا کیا۔

دوسری تاویل اس کی یہ ہے کہ اس میں بطور استعارہ ودعا کی قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔

امام ترمذی کا تاویل کرنا

روز قیامت سے متعلق ایک طویل حدیث جس میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا بیان ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں۔

و قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایات کثیرۃ مثل ھذا ما یذکرہ فیہ أمر الرؤیۃ ان الناس یرون ربھم وذکر القدم وما اشبہ ھذہ الأشیاء والمذھب فی ھذا عند اھل العلم من الائمۃ مثل سفیان الثوری ومالک بن انس وسفیان بن عیینہ وابن المبارک ووکیع وغیرھم انھم رووا ھذہ الاشیاء وقالوا تروی ھذہ الاحادیث وتومن بھا ولا یقال کیف وھذا الذی اختارہ اھل الحدیث ان یرووا ھذہ الأشیاء کما جائت ویومن بھا ولا تفس ولا یتوھم ولا یقال کیف وھذا أمر اھل العلم الذی اختاروہ وذھبوا الیہ معنی قولہ فی الحدیث فیعرفھم نفسہ یعنی یتجلی لھم

(سنن الترمذی:4، باب ماجاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار)

امام ترمذی نے اس عبارت میں اسلاف کا موقف ذکر کرنے کے بعد یعرفھم نفسہ کے معنی کی تعیین یتجلی لھم سے کی ہے۔ بلفظ دیگر عرفان کی تاویل تجلی سے کی ہے۔

تشبیہ

اس عقیدہ کی بنیاد قرآن وحدیث میں وارد الفاظ متشابہات کے ظاہر پر ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ لفظ سے جو معنی مراد متبادر ہے۔ وہی مقصود بھی ہے۔ لہٰذا قرآن کریم میں وارد ید، وجہ، استواء، یونہی حدیث میں صورۃ وغیرہ جیسے الفاظ اپنے معنی حقیقی پر محمول ہیں۔ اس

نظریہ کے علمبردار عام طور پر شیعوں کا غالی فرقہ اور محدثین کی حشویہ سے تعلق رکھنے والی جماعت ہے۔ اس نظریہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا روح اور جسم سے مرکب ایک کامل انسان ہونا لازم آتا ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنے رب سے لمس ومصافحہ کو بھی جائز قرار دیا ہے بلکہ وہ اس حد تک تسلیم کرتے ہیں کہ مخلص ایمان ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے آخرت کیا دنیا میں بھی معانقہ کر سکتے ہیں۔ اس عقیدہ کی گمراہی کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت کریم

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

ہی کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ فکر حشوی اللہ تعالیٰ کو کامل انسان مانتی ہے۔ جو نقل اور عقل کسی بھی اعتبار سے درست نہیں۔

امام قرطبی نے فرمایا:

وقد قال بعض العلماء المحققين التوحيد اثبات ذات غير مشبهة للذوات ولا معطلة من الصفات وزاد الواسطى رحمه الله تعالىٰ بياناً فقال ليس كذاته ذات ولا كاسمه اسم ولا كفعله فعل ولا كصفته صفة الامن جهة موافقة اللفظ وجلت الذات القديمة ان يكون لهما صفة حديثة كما استحال ان يكون للذات المحدثة صفة قديمة وهذا كله مذهب اهل الحق والسنة والجماعة رضى الله تعالىٰ عنهم

(الجامع لاحکام القرآن سورہ شوریٰ، زیر آیت: 11)

بعض محققین علماء نے فرمایا

توحید یہ ہے کہ ذات باری کا ثبوت کسی دوسری ذات کی مشابہت کے بغیر تسلیم کیا جائے اور نصوص میں وارد صفات سے عاری بھی نہ سمجھا جائے۔ علامہ وسطی نے مزید توضیح کے ساتھ فرمایا ذات باری کی طرح کوئی اور ذات نہیں اس کے نام کی طرح کوئی اور نام

نہیں۔اس کے فعل کی طرح کوئی اور فعل نہیں اور اس کی صفت کی طرح کوئی اور صفت نہیں۔صرف اس قدر ہے کہ جہت لفظ سے ان کی موافقت ہو۔ذات باری قدیم ہے محال ہے کہ اس کی کوئی حادث صفت ہو۔اسی طرح جیسا کہ یہ محال ہے کہ کسی حادث ذات کے لئے قدیم صفت ہو یہ اہل حق اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

تفویض

سلف صالحین نے قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت نہایت متدین ماحول میں کی۔وہ آیات متشابہات اور احادیث صفات کا جب ذکر کیا کرتے یا پڑھتے تو بلا چون وچرا ان مقامات سے گزر جاتے اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔قرآن کریم میں وارد ''استواء، ید، وجہ اور حدیث پاک بالخصوص احادیث قدسیہ میں مذکور، نزول، قدم، جلوس'' جیسے الفاظ سے متعلق ان کا نظریہ یہ تھا کہ اس کا حقیقی معنی ومراد اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔انسانی عقل ان الفاظ کے معانی کو سمجھنے سے قاصر ہے۔اس لئے انہوں نے کہا یہ الفاظ جس طرح وارد ہوئے ہیں اسی طرح پڑھ کر گزر جایا جائے۔ان کا یہ جملہ امروھا کما جاءت اہل علم کے درمیان بڑا مشہور ہے۔

امام بغوی نے اپنی تفسیر میں حضرت سفیان ثوری، امام اوزاعی لیث بن سعد سفیان بن عینیہ اور عبداللہ بن مبارک جیسے بڑے آئمہ حدیث وفقہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ان آیتوں کو بغیر کسی کیف کے پڑھ کر گزر جانا چاہیے۔

امام بیہقی نے یحیٰی بن یحیٰی کے حوالہ سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے۔

كنا عند الامام مالك بن انس فجاء رجل فقال يااباعبدالله الرحمن على العرش استوى كيف استوائه؟ فاطرق مالك براسه حتى علته الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب والسوال عنه بدعة

وما اراك الامبتدعاً

ترجمہ: ہم لوگ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور ان سے آیت استواء پڑھ کر پوچھنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا استواء کس طرح سے ہے۔ امام مالک نے سر جھکا لیا یہاں تک کہ آپ کے چہرہ پر پسینہ نمودار ہو گیا پھر فرمایا استواء معلوم ہے۔ اس کی کیفیت عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے میرا خیال ہے کہ تم بدعتی ہو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کو مسجد سے باہر نکلوا دیا۔

سفیان بن عینیہ سے مروی ہے۔

کل ما وصف اللہ تعالیٰ بہ نفسہ فی کتابہ فتضیرہ تلاوتہ والسکوت عنہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کلام مقدس میں جس طرح اپنی صفت بیان کی ہے اس کی توضیح یہی ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اس پر خاموشی کی جائے۔

امام شہرستانی نے سلف کی ایک جماعت کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان الفاظ کی تاویل سے یہ کہہ کر توقف کیا ہے کہ جو الفاظ وارد ہوتے ہیں ان کا معنیٰ ہمیں معلوم نہیں۔ ان آیتوں کی تاویل اور تفسیر کے بھی ہم مکلف نہیں۔ ہم یوں عقیدہ رکھنے کے مکلف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں آیا اور نہ ہی قیامت تک کوئی آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایک رہے گا۔

امام شہرستانی کہتے ہیں کہ

متقدمین سلف کے مذہب میں ہی سلامتی ہے کیونکہ انہوں نے کہا کہ جو کچھ کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے ان سب پر ہمارا ایمان ہے۔ ان میں سے کسی لفظ کی تاویل میں ہم

نہیں پڑتے اور یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کے مشابہ نہیں۔

(ملخصا الملل والنحل)

امام شہرستانی کے قول کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس کو امام دارمی نے اپنی سنن میں اور نصر مقدسی نے کتاب الحجۃ میں سلیمان بن یسار سے روایت کیا۔

ان رجلا یقال له صبیغ قدم المدینة فجعل یسئل عن متشابه القرآن فارسل الیه عمر وقد أعدله عراجین النخل

قال من انت؟

قال

انا عبدالله صبیغ فأخذ عمر عرجونا من تلك العراجین فضربه

وقال

انا عبدالله عمر، فجعل له ضربا حتی دمی رأسه

فقال

یا امیر المومنین حسبك قد ذهب الذی کنت اجد فی رأسی

(سنن دارمی: 67,66/1 بیروت)

صبیغ نامی ایک شخص مدینہ طیبہ آ کر قرآن میں موجود آیات متشابہات سے متعلق سوال کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا بھیجا اور کھجور کی سبز ٹہنی کی ایک چھڑی تیار کی۔

فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا

میرا نام عبداللہ صبیغ ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میں عبداللہ عمر ہوں۔ حضرت عمر نے کھجور کی چھڑی سے اسے اس قدر مارا کہ اس کا سر لہولہان ہو گیا۔

اس نے کہا

امیرالمومنین بس کیجئے میرے دماغ کا فتور ہو گیا ہے۔

دارمی نے ایک دوسری سند سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جس میں اس طرح ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے تین مرتبہ مارا، ہر بار مار کر چھوڑ دیتے تھے جب درد میں راحت ہوتی پھر مارتے۔

دارمی نے صفحہ (67) پر نافع کے حوالہ سے مزید تفصیل ذکر کی ہے۔

اس میں یہ بھی ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ دیکھنا لوگ اس کی ہم نشینی اختیار نہ کریں۔

کہتے ہیں کہ

لوگوں کا ان کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کرنا اس پر بڑا گراں گزرا اور وہ تائب ہو گیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی توبہ کی تفصیل لکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

ابن خلدون نے صفات باری کے متعلق عصر اوّل کے لوگوں کے نظریات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

ویدل علی ان التاویل فیھا غیر معلوم للبشر ان الالفاظ اللغویة انما یفھم منھا المعانی التی وضعھا ا لعرب لھا فاذا استحال اسناد الخبر الی مخبرعنه جھلنا مدلول الکلام حینئذ وان جائنا من عند اللہ فوضنا علمه الیه ولا نشغل انفسنا بمدلول نلتمسه فلا سبیل لنا الی ذالك، وقد قالت عائشه رضی اللہ عنھا اذا رایتم الذین یجادلون فی القرآن فھم الذین عنی اللہ فاحذروھم ھذا مذھب السلف فی الآیات

المتشابهة وجاء في السنة الفاظ مثل ذالك حملها عندهم محمل الآيات لان المتبع واحد

(تاریخ ابن خلدون، 33/1 الفصل السادس عشر فی کشف الغطاء عن المتشابہ من الکتاب والسنۃ)

قرآن اولیٰ میں تاویل کا ثبوت نہیں ملتا۔ الفاظ سے وہی معنی سمجھے جائیں گے۔ جن کے لئے عرب نے ان کو وضع کیا ہے جب خبر کی اسناد مخبر عنہ کی طرف ممکن نہ ہو تو اس وقت ہم کلام کے مدلول سے واقف نہیں ہو پائیں گے۔ جب کلام اللہ میں اس قسم کے الفاظ آئیں گے تو ہم اس کا معنی اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کر دیں گے اور ہم ان معانی تک پہنچنے میں خود کو نہیں الجھائیں گے جن تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جب تم دیکھو کہ لوگ قرآن میں مجادلہ اور بحث ونزاع کر رہے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے بچو۔ آیات متشابہات میں یہی سلف صالحین کا مذہب ہے۔ اس قسم کے کچھ متشابہ الفاظ حدیث میں بھی آئے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو آیات کے ساتھ کیا گیا کیوں کہ دونوں کا منبع ومصدر ایک ہی ہے۔

یہاں یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے تفویض کا معنی یہ سمجھ لیا کہ الفاظ کے معنی کو ثابت مانا جائے اور کیفیت کی تشریح نہ کر کے اسے علم الٰہی کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ بات قطعاً لغت اور آئمہ کی تشریح کے خلاف ہے۔ اہل لغت نے جہاں تفویض کا معنی بیان کیا ہے۔ اس میں کہیں سے کہیں تک یہ قید نہیں لگائی کہ حقیقت کو ثابت مان لیا جائے اور صفت کو کسی کے سپرد کر دیا جائے۔

علامہ جوہری مختار الصحاح میں مادہ "فوض" کے تحت لکھتے ہیں:

"فوض اليه الامر تفويضاً رده اليه" (مختار الصحاح: باب الفاء، ص: 517)

معاملہ اس کے سپرد کر دیا یعنی اس کی طرف لوٹا دیا۔

سلف نے بھی تفویض کا معنی لغت کے عین مطابق سمجھا ہے اس کی تائید امام احمد بن

حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو خلال نے اپنی کتاب السنۃ میں اس طرح روایت کیا ہے۔

قال حنبل سألت ابا عبدالله عن الاحاديث التى تروى ان الله تبارك وتعالىٰ ينزل الى سماء الدنيا، وان الله يرى، وان الله يضع قدمه فى النار وماشابه هذه الاحاديث فقال ابوعبدالله نؤمن بها ونصدق بها ولا كيف ولا معنى ولا نرد منها شيئاً ونعلم ان ما جاء به الرسول صلى الله عليه وسلم حق اذا كان باسانيد صحاح ولا نرد على الله قوله ولا يوصف الله تعالىٰ باكثر مما وصف به نفسه بلاحد ولا غاية ليس كمثله شىء

ترجمہ: حنبل فرماتے ہیں کہ

میں نے ابوعبداللہ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اللہ دیکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے قدم کو جہنم میں رکھے گا اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں، امام نے جواب دیا ہم ان پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کی تصدیق کرتے ہیں اس کے ساتھ ہم کسی کیفیت اور معنیٰ کو ثابت نہیں مانتے مگر ان الفاظ کی تردید بھی نہیں کرتے ہیں۔ ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کر آئے اگر اس کی اسانید صحیح ہیں تو وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی قول کی تردید نہیں کرتے ہیں۔ بغیر حد اور غایت کے اللہ تعالیٰ کی صفت اس سے زیادہ نہیں بیان کرتے۔ جتنا کہ اس نے خود بیان کی ہے۔ اس کی طرح کوئی چیز نہیں۔

سلف کے قول امرار اللفظ علی ظاہرہ کی توضیح

ہم نے سفیان بن عینیہ، زہری مکحول، مالک، اوزاعی اور لیث بن سعد جیسے اسلاف کا قول معمولی اختلاف کے ساتھ پڑھا کہ جب بھی اخبار صفت کی بات ان کے سامنے آئی ان سب نے کہا

امروها كما جائت

یعنی ان لفظوں کا کوئی معنی بیان نہ کیا جائے۔

اہل تجسیم نے اسلاف کی ان عبارتوں کی توضیح اس طرح کی کہ ظاہری لفظ کو اس کے محمل پر رکھا جائے گا۔ بایں طور پر کہ بظاہر جو معنی لفظ سے متبادر ہے اس کی تشریح کی جائے گی۔

مثلاً: ید کا معنی ہاتھ لیا جائے گا، قدم کا معنی پاؤں لیا جائے گا۔

نزول کا معنی اترنا لیا جائے گا مگر یہ توضیح اسلاف کے نظریہ کی ترجمانی اس کی ایک تو وجہ یہ ہے کہ لغت میں امرار کا معنی کسی چیز کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دینا ہے تا کہ وہ آسانی سے گزر جائے۔

القاموس میں ہے۔

امره علی الجسر، سلكه فيه و أمره به جعله يمر به

(القاموس المحیط: باب الراء فصل المیم)

اُمرہ علی: کا معنی ہے پل پر سے چلنا یا گزرنا اُمرہ بہ کا معنی ہے۔

اس نے اسے گزر جانے دیا۔

النہایہ میں ایک حدیث کے تحت ہے۔

امررت الشیء أمره اذا جعلته يمر ای يذهب

(النہایہ: حرف میم: باب المیم مع الراء)

امررت الشیء کا معنی ہے جس کسی چیز کو جانے دیا جائے۔

ان لغوی تصریحات کی روشنی میں امروہا کو لازم پڑھا جائے یا متعدی دونوں ہی

صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ ان الفاظ کو پڑھ کر گزر جایا جائے۔ ان میں کسی طرح کا تعرض نہ کیا جائے۔ لہٰذا جو لوگ امروا کا معنی یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ ظاہری معنی پر محمول کر دیا جائے لغت کی تصریح ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ اب اس صورت میں یہ کہنا بجا ہوگا جہاں مذکورہ الفاظ آئے ہیں ان پر بغیر چوں وچرا کے پڑھ کر گزر جایا جائے۔

الحاصل قرآن کریم، احادیث نبویہ بالخصوص احادیث قدسیہ میں ایسی صفتوں کا ذکر ہے جن کا ظاہر تشبیہ اور تجسیم کو ثابت کرتا ہے اہل حق ان صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے معانی میں غور وخوض نہیں کرتے۔ بعض ایسی صفتیں ہیں جن میں سلف صالحین، صحابہ تابعین علیہم الرضوان اور آئمہ مجتہدین سے ان کی تاویل مروی ہے اور خلف کے نزدیک ان صفات کی تاویل اور ان کا ایسا معنی جو ذات باری کی شان کے لائق ہے کا رجحان کثرت سے پایا جاتا ہے۔

الحمد للہ عزوجل

میں نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کو جمع کیا جن کو احادیث قدسیہ کا نام دیا جاتا ہے اور ان میں ایسے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں جن کو پڑھ یا سن کر بندۂ مومن اشک بار ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے!

ان احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے اور سیدھا راستہ پر چلنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو گناہوں کے دلدل سے بچا کر نیکی کے راستے پر لائیں اور میں ان کی مغفرت فرما دوں اور ان سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو کر اپنا قرب خاص عطا کروں۔

احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کا اظہار، قرب خاص کی بشارت، گناہوں کی معافی اور جنت میں بے حساب داخلے پر واضح بشارتیں ملتی ہیں۔

آخری التجاء

اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ میں دعا ہے کہ مجھ بدکار، خطا کار کے یہ چند الفاظ قبول ومنظور فرمائے اور اس میں بتقاضائے بشریت کوئی غلطی وکوتاہی ہوگئی ہو تو بوسیلہ رسول اعظم نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاف فرمائے۔ میری، میرے والدین کریمین اساتذہ کرام، پیرومرشد وتمام امت مسلمہ اور خصوص بالخصوص دادا اور دادی کی مغفرت فرمائے اور ایمان پر خاتمہ فرما کر قبر میں بیٹھے بیٹھے آقا بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ اور جنت الفردوس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کا پڑوس عطا فرمائے۔

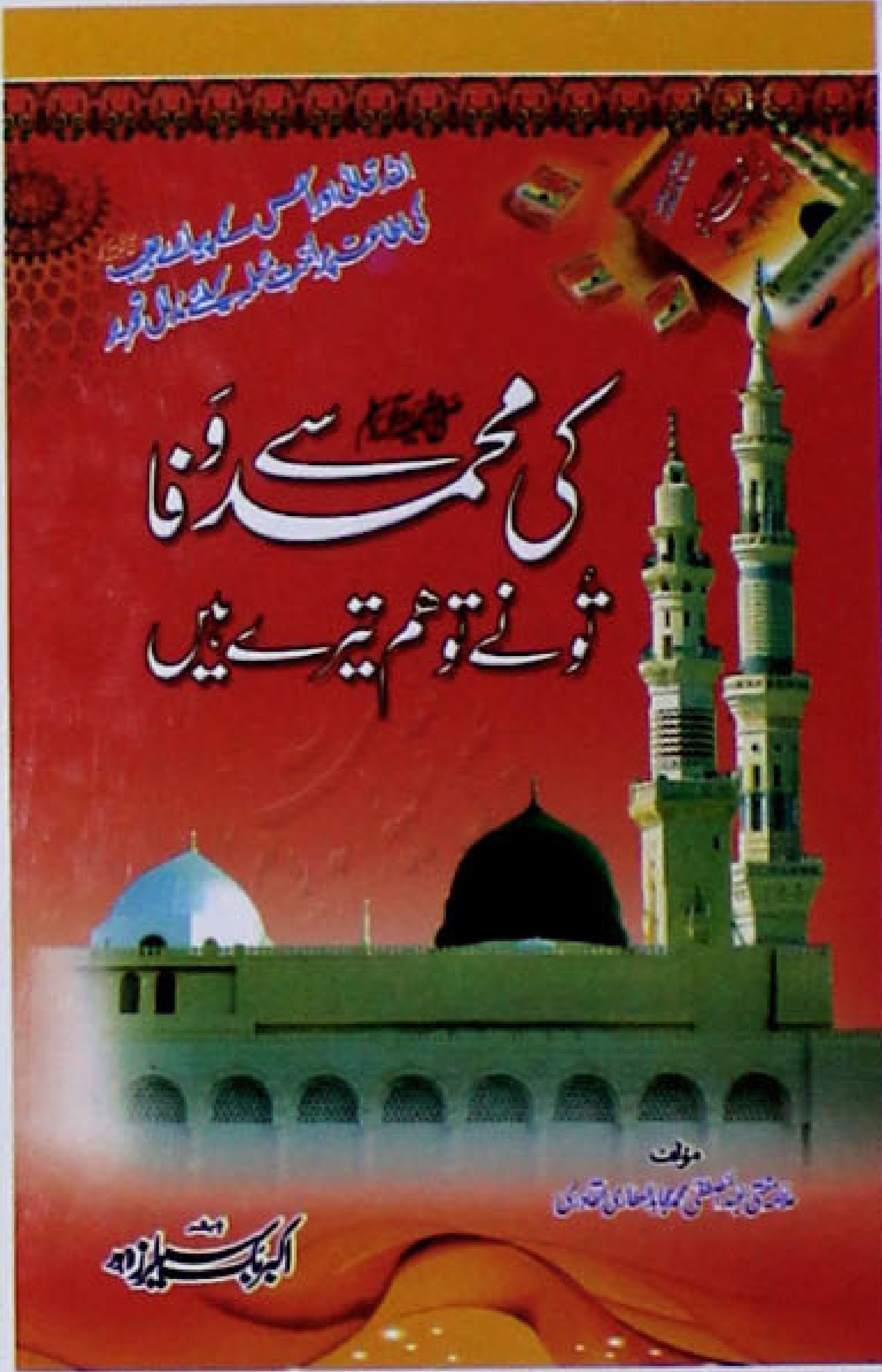
آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

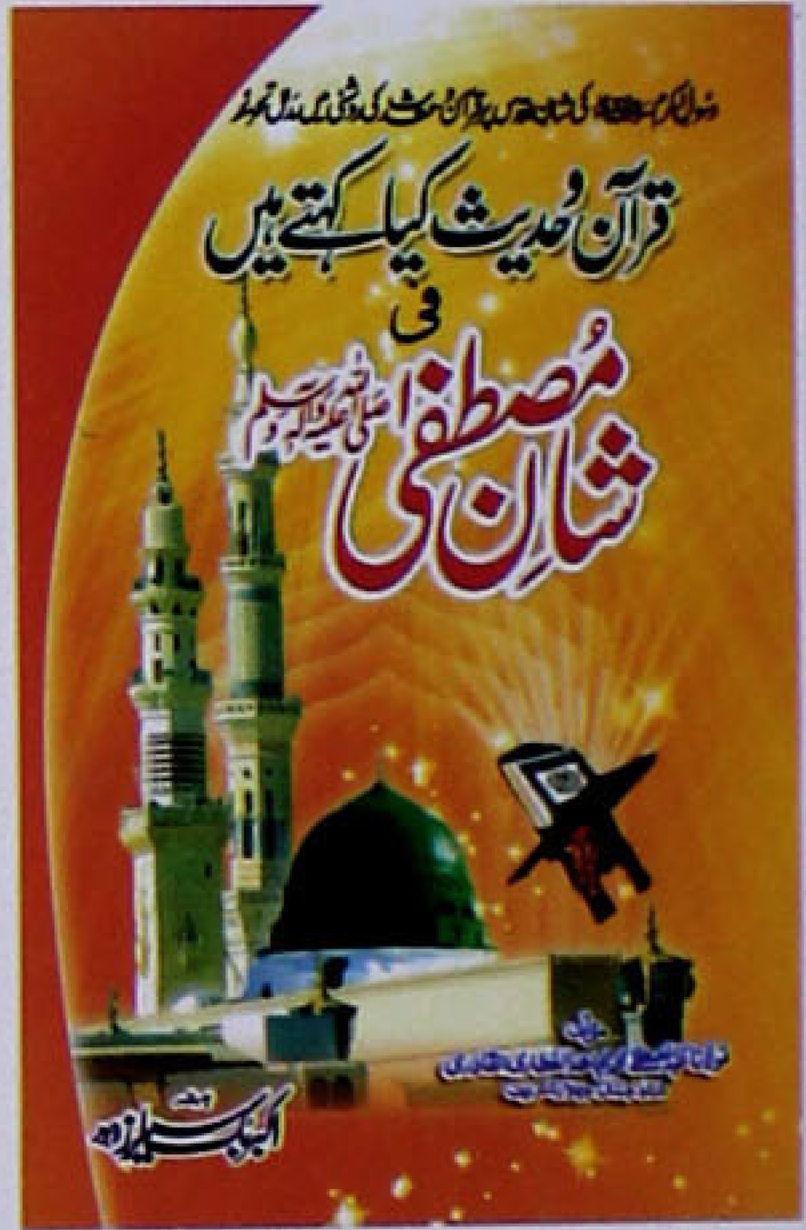
اختتام کتاب! 12 رجب المرجب 1433ھ بمطابق 3 جون 2012ء بروز اتوار عصر کی نماز کے وقت 5:26 پر کیا۔

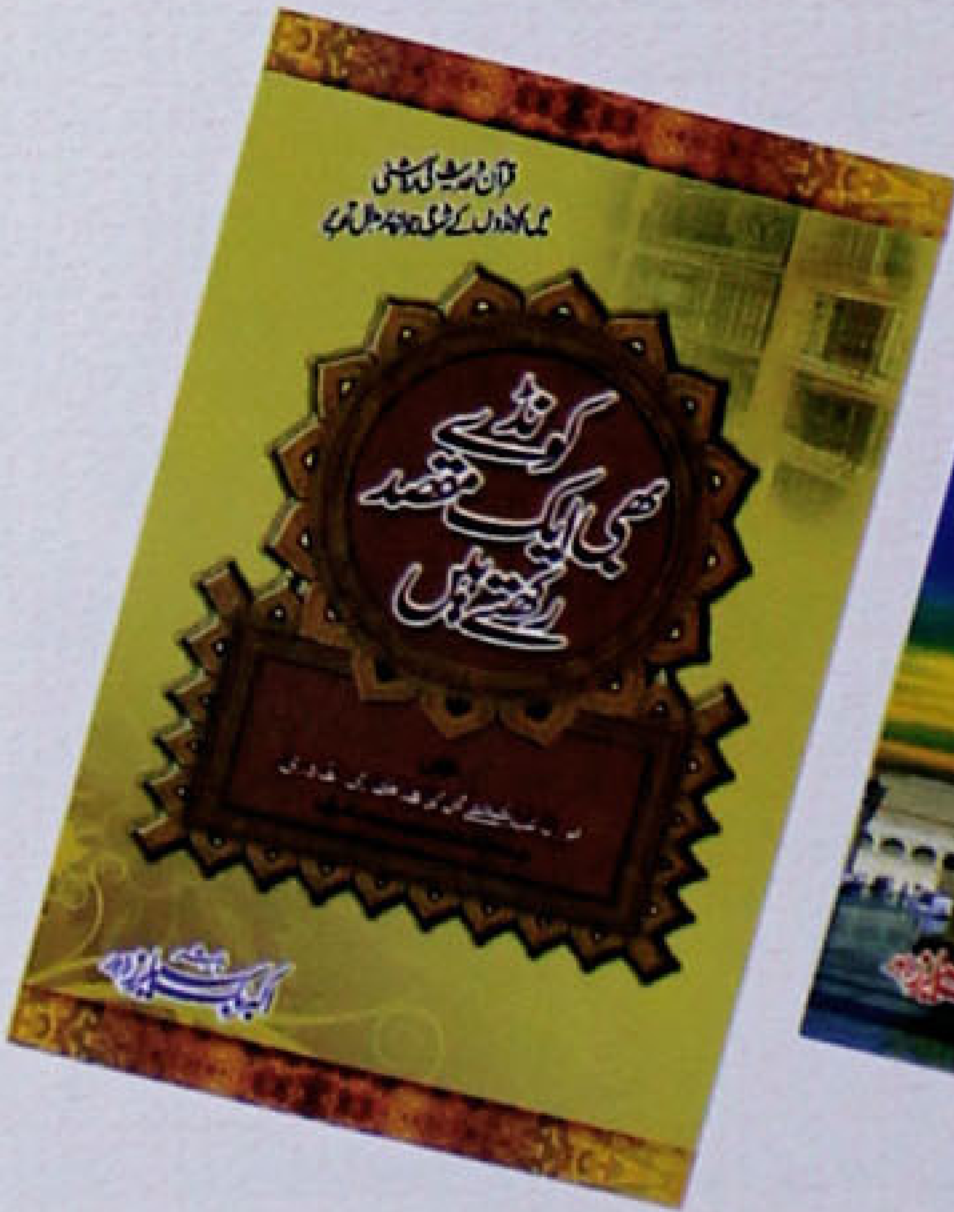
از قلم

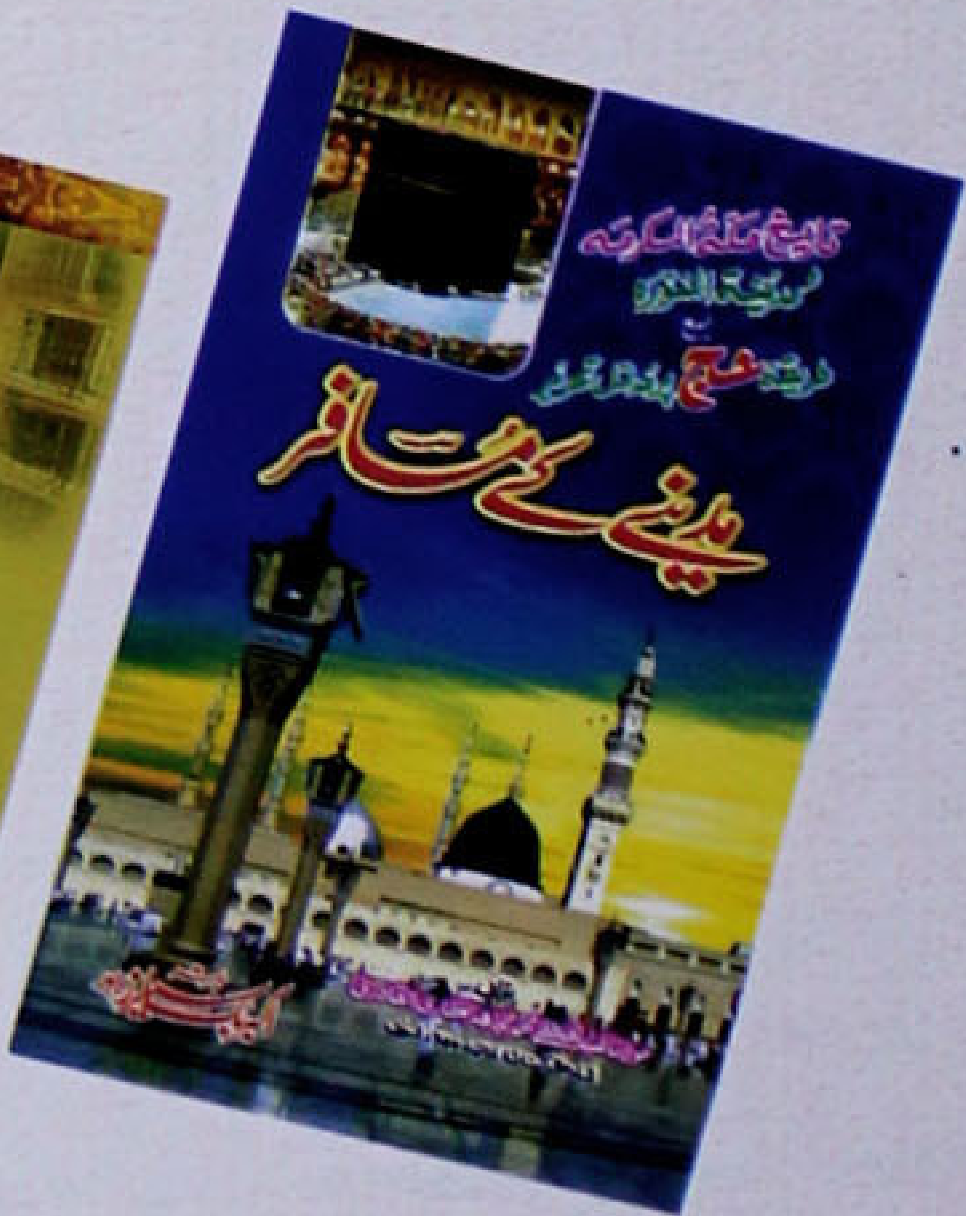
مولانا عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری عفی عنہ

شاہ جمال آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف









ناشر
اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022